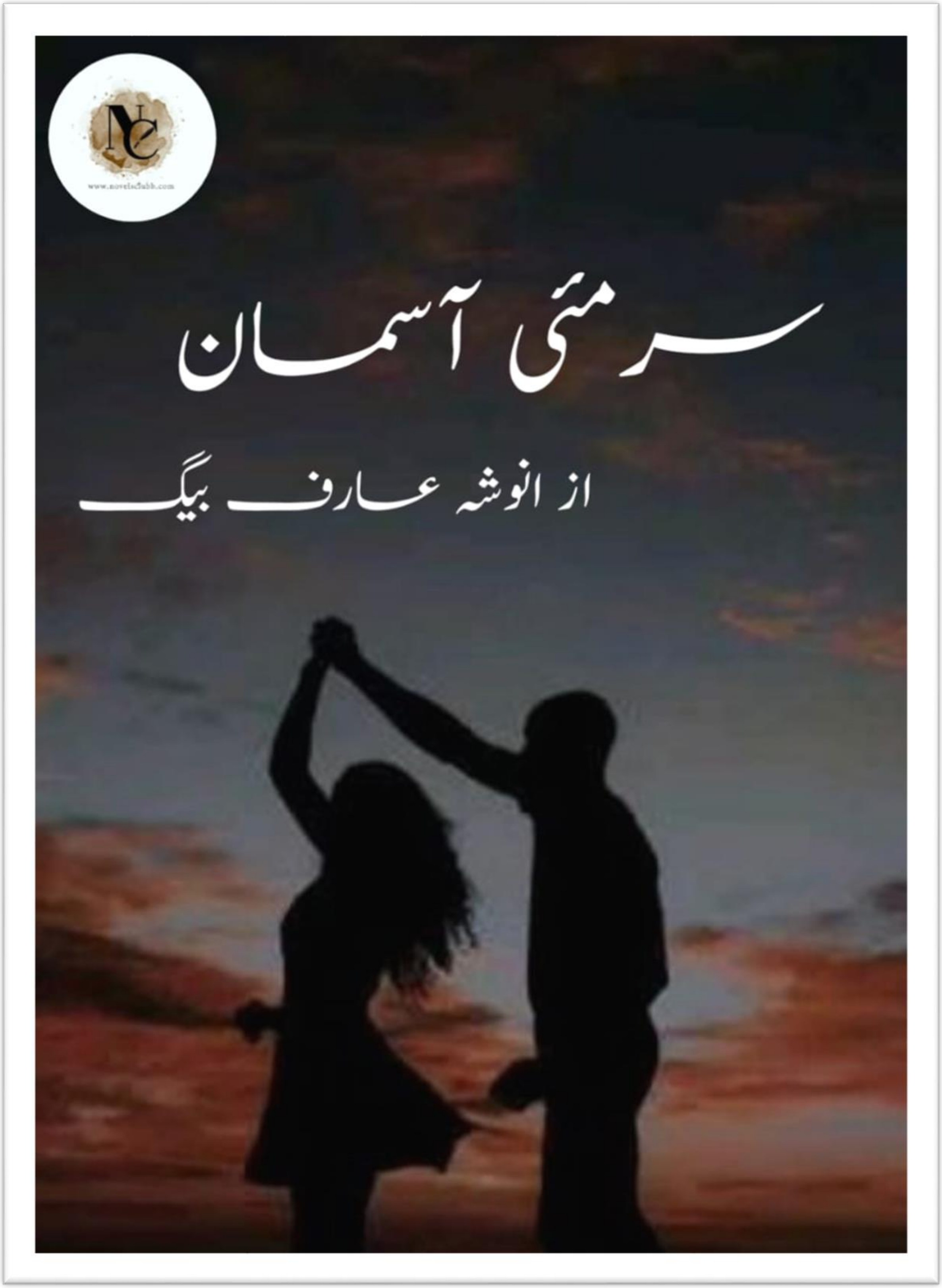
سرمئی آسمان
از انوشہ عارف بیگ

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سرمئی آسمان

از

انوشہ عارف.بیگ

تعارف:

میرا نام انوشہ ہے۔میں ایک نئی رائٹر ہوں اور سرمئی آسمان اللہ کے فضل سے میری زندگی کا سب سے پہلا ناول ہے۔اسی لیے اگر اس میں کوئی غلطی یا کم و بیشی ہو تو درگزر کیجیے گا۔

جہاں تک بات ہے اس ناول کی تو سرمئی آسمان ان لوگوں کی کہانی ہے جن کی زندگی کے سب سے عزیز شخص ان سے بچھڑ جاتے ہیں۔جو انہیں لوگوں کے ہاتھوں زخم کھاتے ہیں

www.novelsclubb.com

جوان کے سب سے قریب ہوتے ہیں۔ یہ کہانی ہے ان لوگوں کی جو دنیا والوں کی باتوں میں آئے بغیر ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں۔ یہ کہانی ہے ان لوگوں کی جو اپنے اعمال کی وجہ سے اپنوں کو کھودتے ہیں۔ یہ کہانی ہے اعمال کے انجام کی۔

میں امید کرتی ہوں کہ قارئین کو یہ ناول پسند آئے گا۔

انتساب:

میرے والدین کے نام جو میری زندگی میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ جنہوں نے مجھے میرے فیصلوں میں ہمیشہ سپورٹ کیا ہے اور جن کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے میں اس مقام تک پہنچی ہوں۔

میری بیسٹ فرینڈ کے نام جس سے مجھے ہمیشہ ذہنی سپورٹ ملی اور اپنے کام کو پورا کرنے کی ہمت ملی۔

www.novelsclubb.com

اور آخر میں اپنے نام جس نے اپنے اللہ کی ذات پر اور خود پر بھروسہ کیا۔

فہرست

پہلا باب: وقت کے ساتھ

دوسرا باب: تصویر کے دو رخ

تیسرا باب: سنہری یادیں

چوتھا باب: شناسائی

پانچواں باب: مقابل

چھٹا باب: شب غم طویل ہو گی

ساتواں باب: میرا حال میرے دل کا بیان ہے

www.novelsclubb.com

آٹھواں باب: قلبِ بے قرار

نواں باب: ایک نیا محاذ

دسواں باب: اصلیت

گیارہواں باب: جال

بارہواں باب: رقیب

تیرہواں باب (حصہ اول): ابھی کھیل باقی ہے

تیرہواں باب (حصہ دوم): غمِ یکساں

چودھواں باب: آسمان اب صاف ہے

www.novelsclubb.com

پہلا باب

وقت کے ساتھ

زندگی رکتی نہیں ہے

وقت کے ساتھ گزرتی رہتی ہے

چاہے کوئی اپنا بچھڑ جائے

چاہے کوئی اپنا دغا دے جائے

انسان بدل جاتا ہے

وقت کے ساتھ آگے بڑھ جاتا ہے

لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں

جن کے بدل جانے کے باوجود

ایک چیز اپنی جگہ پر ہی رہتی ہے

اور وہ ہے ان کا مقصد

جو انھیں اپنے ماضی سے نکلنے نہیں دیتا

www.novelsclubb.com

رات کے دس بجے کا وقت تھا۔ کراچی کے اس ایلیٹ کلاس علاقے میں اس وقت عموماً لوگ اپنے اپنے گھروں میں آرام کر رہے ہوتے ہیں۔ جس وجہ سے باہر چہل قدمی بہت کم ہوتی ہے۔اسی علاقے میں واقع ایک عالیشان عمارت کے سامنے ایک سفید کار آکر رکی۔ نمبر پلیٹ دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ یہ گاڑی کسی سرکاری محکمہ کی ہے۔گاڑی کا دروازہ کھول کر دو نوجوان باہر نکلے،دونوں سادہ لباس میں تھے۔ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر بیل بجائی تو گارڈ چھوٹے دروازے سے باہر آیا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ان دونوں نے اپنا کارڈ دکھایا اور کسی کے متعلق دریافت کرنے لگے۔

کچھ دیر بعد وہ اندر ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔اگلے پانچ منٹ میں ڈرائینگ روم میں ایک درمیانی عمر کا شخص داخل ہوا جسے دیکھ کر وہ دونوں کھڑے ہو گئے جبکہ اس شخص کے چہرے پر حیرانی اور خوف کے ملے جلے تاثرات واضح تھے۔

لیکن اس نے اپنی آواز کو نارمل رکھنے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"آپ لوگ؟"

"میں آفیسر عمار زید ہوں اور یہ آفیسر علی ہیں، کرائم برانچ سے اور یہ آپ کے اریسٹ وارنٹ ہیں ایاز احمد صاحب"۔سیاہ لباس میں ملبوس آفیسر نے سنجیدگی سے تعارف کراتے ہوئے گرفتاری کا حکم نامہ ان کے سامنے لہرایا۔

"کیسے وارنٹ؟ میں نے کیا کیا ہے؟"۔ایاز احمد صاحب کے چہرے کا رنگ ایک دم اڑ گیا۔

"آپ نے کیا کیا ہے ان سب کا ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے۔اس لیے بہتر ہو گا کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں"۔اسی آفیسر نے اپنی رعبدار آواز میں کہا۔

"دیکھیں آپ کو کوئی غلط فہمی۔۔۔"

"دیکھیں ایاز صاحب ہمارے پاس یہاں ضائع کرنے کے لیے وقت نہیں ہے اور آپ کو روکنے کے لیے یہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے اس لیے آپ کے پاس ہمارے ساتھ جانے کے علاوہ کوئی اور چوائس نہیں ہے"۔عمار نے انکی بات کاٹی اور دوسرے آفیسر نے انہیں ہتھکڑی لگائی۔

گھڑی کے کانٹے صبح کے دس بجا رہے تھے۔ سمندری ہوائیں نہ چلنے کی وجہ سے کراچی کا موسم گرم اور خشک تھا لیکن بخاری لیمیٹڈ کے جدید سٹیٹ آف دی آرٹ طرز کے ہیڈ آفس کی بلڈنگ کے اندر کانفرنس روم کا ماحول باہر کے مقابلے میں قدرے ٹھنڈا تھا۔ وہاں بیٹھے تمام لوگ اپنی دایئں جانب کانفرنس ٹیبل کے ایک کونے پر بیٹھے وجود کو دیکھ رہے تھے بلکہ اسکے فیصلے کا انتظار کر رہے تھے جس کا چہرہ نیم اندھیرے میں بھی چمک رہا تھا اور پر سوچ نگاہیں سامنے پروجیکٹر پر لگی پریزینٹیشن پر تھیں۔

"Ma'am, I think you should go ahead with the deal

www.novelsclubb.com

کیونکہ دیکھا جائے تو یہ ڈیل ہماری تمام شرائط کو پورا کر رہی ہے اور دونوں کمپنیز کے لیے کافی سود مند ثابت ہوگی"۔ اسکی بایئں جانب بیٹھے ایک ایگزیکیوٹو نے مشورہ دیا۔

"ویل۔۔۔یہ ہو سکتا ہے لیکن میں ایک دفعہ فائنل ایگریمنٹ سے پہلے آپ کے باس سے یہ معاملہ ڈسکس کرنا چاہوں گی"۔اس نے سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا۔سفید صاف شفاف رنگت اور بھورے سلکی بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔

"اوکے میں انہیں بتادوں گا"۔پروجیکٹر کے ایک طرف کھڑے شخص نے کہا۔

"Ok, so this meeting ends here"۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔اب وہ اپنے آفس میں گلاس وال سے باہر دیکھ رہی تھی جہاں سمندر کا پانی ساحل سے ٹکرا رہا تھا اور اسکی آنکھیں بہت سی سوچوں کے سمندر میں غرق تھیں۔

باہر کا ماحول کافی پرسکون تھا لیکن دل میں ایک شور اور بے سکونی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

اس محل نما گھر کے لاؤنج میں وہ بیٹھی ہوئی تھیں۔کافی کا بھانپ اڑاتا کپ ان کے دایئں ہاتھ میں تھا جس سے وہ آہستہ آہستہ کافی کے گھونٹ لے رہی تھیں۔ تبھی ان کے سامنے کوئی آ کھڑا ہوا۔انھوں نے چونک کر سر اٹھایا اور کھڑی ہو گئیں۔

"تم آگئے؟یوں اچانک؟""انھوں نے اپنے وجیہہ شخصیت کے حامل بیٹے سے گلے ملتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی موم کام جلدی ختم ہو گیا تھا اسے لیے جلدی آگیا""۔اس نیوی بلو سوٹ میں ملبوس شخص نے مسکراہٹ لیے کہا۔اب وہ دونوں صوفے پر براجمان ہو چکے تھے۔

"اور بتائیں آج کل یہاں کیسے حالات ہیں۔سنا ہے کل رات بیورو کریٹ ایاز احمد کو ایک بہت بڑے ڈرگ ڈیلر کی امداد کرنے پر گرفتار کر لیا گیا""۔اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں قسمت اچھی نہیں تھی انکی آسانی سے پکڑے گئے""۔فوزیہ نے بے نیازی سے کہا تو مراد فوراً سیدھا ہوا،اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"تو کیا ہماری قسمت اچھی ہے؟""۔وہ اس کے کیے جانے والے اس سوال پر چونکیں پھر آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور مضبوط لہجے میں کہنے لگیں

"Ofcourse Beta

ہماری قسمت اچھی ہے""۔

مراد عباس ملک کا ایک مشہور بزنس مین تھا اور اس نے اتنی بڑی بزنس ایمپائر اپنی خود ساختہ محنت اور اپنی ماں کی مدد سے کھڑی کی تھی۔ فوزیہ عباس ایک بہت گریس فل خاتون تھیں مراد ان کا اکلوتا بیٹا تھا جس سے وہ بہت محبت کرتی تھیں۔

کرائم برانچ کراچی ہیڈ کوارٹر میں عمار زید اس وقت اپنے آفس میں آرم چیئر پر بیٹھا تھا اور نگاہیں کمپیوٹر اسکرین پر مرکوز تھیں۔ ایاز احمد صاحب کو کل عدالت میں پیش کیا جانا تھا۔ صارم جو اسکا کولیگ تھا وہاں اسے کوئی فائل دینے آیا تھا۔ وہ فائل دینے کے بعد اس نے عمار زید کو مخاطب کیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ اس کیس کا کیا ہو گا""؟

"وہی جو ایک کرپٹ اور ملک دشمن عناصر کے ساتھ ہونا چاہیے ان کے خلاف بہت سے ثبوت ہیں وہ اتنی آسانی سے سزا سے نہیں بچ سکتے""۔ عمار نے فائل دیکھتے ہوئے دو ٹوک انداز میں جواب دیا جس پر صارم نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

www.novelsclubb.com

رات کی تاریکی آسمان پر چھائی ہوئی تھی۔کراچی کے اس پوش علاقے میں واقع اس وسیع اور خوبصورت طرز تعمیر کے حامل اس بنگلے کے اندر لاؤنج میں ردا صوفے پر اپنی پشت ٹکائے بیٹھی تھیں۔فون ہاتھ میں تھا شاید کسی کا انتظار کر رہی تھیں۔کچھ دیر بعد تھک کر وہ فون پر نمبر ملانے لگیں کہ اچانک کسی کی آواز پر رک گئیں۔

"اسلام و علیکم ماما!"۔

"وعلیکم اسلام بیٹا۔خیریت آج دیر ہوگئی"۔ردا نے متفکر لہجے میں اپنی بیٹی سے پوچھا۔

"جی آپ کو بتایا تھا نہ کہ آج کمپنی کی ایک ڈیل کے حوالے سے ایک ضروری میٹنگ تھی اور آفس میں آج کام بھی تھوڑا زیادہ تھا بس اسی وجہ سے دیر ہوگئی اور سوری میں فون کر کے بتا نہیں سکی کیونکہ فون ڈیڈ ہوگیا تھا"۔ارمین نے تھکے ہوئے انداز میں صوفے سے پشت ٹکا کر بیٹھتے ہوئے بتایا۔

"تمہیں سٹڈی کمپلیٹ کر کے واپس آئے ہوئے ایک مہینہ پورا نہیں ہوا اور تم نے خود کو بزنس کی ذمہ داریوں میں اس قدر مصروف کر لیا"۔ارمین سیدھی ہو کر بیٹھی اسے ان کا لہجہ کچھ اداس سا لگا تھا۔

"آپ اداس کیوں ہو رہی ہیں ایسا تو ایک دن ہونا ہی تھا"۔اس نے فکرمندی سے کہا۔

"ہاں لیکن سارا بوجھ تمھارے کاندھوں پر آگیا ہے۔مجھے یقین ہے تم سنبھال لو گی سب اچھی طرح

and I am proud of you

لیکن مجھے تمھاری فکر لگی رہتی ہے فہام کے اس دنیا سے جانے کے بعد سے یہ دنیا مجھے اور زیادہ خطرناک لگنے لگی ہے"۔ان کی آواز میں ایک اداسی تھی۔ارمین نے ان کے دونوں ہاتھ محبت سے تھام لیے۔جب بھی اس شخص کا نام آتا تھا اس کے دل میں ایک گہری اداسی چھا جاتی تھی۔

"ماما اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ ہمیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا اور بابا کی وفات کے بعد آپ نے ہی سارا بزنس سنبھالا تھا تو میں بھی آپ کی ہی بیٹی ہوں"۔ ردا کے چہرے پر تفاخر بھری مسکراہٹ آئی تھی۔

"اب تم واقعی بڑی ہو گئی ہو اور سمجھدار بھی"۔

"اچھا یہ بتائیں آپ نے کھانا کھا لیا؟ ویسے مجھے پتہ ہے کہ نہیں کھایا ہو گا لیکن پھر بھی" اس نے ماحول خوشگوار کرنے کے لیے کہا لیکن بھوک اسے واقعی لگ رہی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے میں اکیلے کھانا نہیں کھاتی تم جا کر فریش ہو جاؤ میں لگاتی ہوں کھانا"۔ ان کے کہنے پر وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ ردا ملازمہ سے کہہ کر کھانا لگوانے لگیں۔ ردا بخاری ایک باوقار خاتون تھیں۔ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد انہوں نے اپنے دو بچوں کی اکیلے پرورش کی اور ساتھ میں بزنس بھی سنبھالا وہ اب بھی گریس فل لگتی تھیں لیکن بعض غم انسان کی ہمت کو اندر سے ختم کر دیتے ہیں۔

مراداس وقت اپنے اس شاندار گھر کی سٹڈی میں موجود تھا۔ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے اور پشت صوفے سے ٹکائے بیٹھا وہ کسی کتاب کے مطالعے میں محو تھا۔ کچھ دیر بعد وہ کتاب بند کر کے اٹھا اور اس کتاب کو بک شیلف میں واپس رکھنے لگا تو کتابوں کے درمیان میں سے اسے ایک تصویر ملی۔ اس تصویر کو دیکھ کر اسے اپنے ماضی کے ایک بہت اچھے دوست کی یاد آگئی۔ اس تصویر میں وہ اور فہام ساتھ کھڑے مسکرا رہے تھے۔

"دوست بھی ایک بڑی نعمت ہوتے ہیں لیکن ہر انسان کو اپنے دفاع کا حق ہے"۔ وہ اسے واپس کتابوں کے درمیان میں رکھتے ہوئے جیسے خود سے مخاطب تھا۔ پھر وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

---

www.novelsclubb.com

کافی رات ہو چکی تھی لیکن اس کمرے کی لائٹس جلی ہوئی تھیں۔ وہ صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ سامنے رکھی ٹیبل پر فائلیں بکھری پڑی تھیں۔ اسکی گہری کالی آنکھوں میں ایک عجیب سی کشش تھی۔ ماتھے پر بکھرے ہوئے کالے بال اور ہلکی داڑھی

عمار زید کی شخصیت کو وجیہہ بناتے تھے۔اس نے ٹیبل پر سے ایک فائل اٹھائی تو اس میں سے کوئی چیز زمیں پر گری۔اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور دیکھا تو وہ کسی پرانے اخبار کا ایک صفحہ تھا، جس پر لکھی سطر نے اسکے ذہن میں وہ تکلیف دہ یاد پھر سے تازہ کر دی۔

"احتساب ادارے کے دو افسران روحان زید اور فہام بخاری کا کل رات مبینہ طور پر قتل ہو گیا۔ذرائع کے مطابق روحان زید نے اپنے ساتھی آفیسر کو قتل کر کے خود کشی کی ہے''۔یہ پڑھ کر اسکی آنکھوں میں کچھ چبھا۔اس نے وہ اخبار واپس رکھا اور سب کچھ سمیٹ کر بستر پر لیٹ گیا۔اسکی آنکھیں اب تک اس چبھن کے زیر اثر تھیں۔

---

www.novelsclubb.com

دوسرا باب

تصویر کے دو رخ

ہر تصویر کے دو رخ ہوتے ہیں

ہر شخص ایسا نہیں ہوتا

جیسا تمہیں نظر آتا ہے

ہر خیر خواہ، خیر خواہ نہیں ہوتا

ہر اپنا، اپنا نہیں ہوتا

www.novelsclubb.com

کوئی تمہیں فریب دیتا ہے

تمھاری پشت پر خنجر گھونپتا ہے

کوئی بظاہر پر سکون

مگر دل سے ہے بے چین

کوئی بنا بتائے تمہارا انتظار کرتا ہے

غرض ہر کوئی اپنے جذبات کا

اپنے طریقے سے استعمال کرتا ہے

صبح ناشتے کی ٹیبل پر وہ تینوں موجود تھے۔ ہمیشہ کی طرح ان کے درمیان خاموشی حائل تھی۔ آسیہ ناشتہ کرتے ہوئے عمار کو دیکھ رہی تھیں جو آہستہ آہستہ چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے کسی گہری سوچ میں لگ رہا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو بیٹا؟"۔ ان کی آواز پر عمار نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"کچھ نہیں ماما"۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ نہیں بتانا چاہتا اسی لیے مزید کچھ نہیں پوچھا۔ وہ اپنے خیالات اور احساسات اب کسی سے شئیر نہیں کرتا تھا کیونکہ جس سے وہ اپنا سب کچھ شئیر کرتا تھا وہ تو کب کا اس دنیا سے جا چکا تھا۔

"اور برخوردار آج کل کون سے کیس پر کام کر رہے ہو اتنے دنوں بعد ناشتہ ہمارے ساتھ کر رہے ہو"۔زید صاحب کا اشارہ اسکے اتنے دنوں سے آفس جلدی چلے جانے اور گھر دیر سے واپس آنے کی طرف تھا۔

"ایک بیوروکریٹ کا کیس ہے جو ڈرگز مافیا سے ریلیٹڈ ہے بس اسی پر کام کر رہا ہوں"۔

اس نے اطمینان سے جواب دیا تھا۔

"ہمم۔۔مجھے امید ہے کہ تم اس کیس میں کامیابی حاصل کروگے لیکن احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنا"۔انہوں نے تلقین کی تھی اور عماران کی اس بات کا مطلب بخوبی سمجھتا تھا۔

صبح ابھی تازہ تھی۔مراد عباس کے یہاں ابھی ناشتہ ہو رہا تھا۔وہ اور فوزیہ خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے کہ مراد کا فون بجا۔اس نے فون کی اسکرین پر کال کرنے والے کا نام دیکھا اور پھر فوراً کال ریسیو کی۔

"ہاں کہو۔۔ کیا! اچھا اب ان سے کہو کہ اگر وہ ہماری ساری شرائط پوری کر لیں تو ہماری ڈیل ڈن ہے اور ہاں میک شیور کہ یہ ڈیل کنفرم ہو جائے بس انہیں کسی بھی طرح کنونس کرو"۔ اپنا حکم نامہ سنا کر اس نے فون رکھ دیا۔

"مجھے لگتا ہے یہ ڈیل ہماری کمپنی کے لیے بہت ہی زیادہ سود مند ہے جبھی تم اتنا زور دے رہے ہو ورنہ تم کسی کوری کنسڈر نہیں کرتے"۔ فوزیہ نے دونوں بھنوؤں کو اچکا کر کہا۔

"ایسا ہی ہے"۔

"تو پھر انہیں ہماری شرائط پوری کرنی ہی ہو نگی"۔ ان کا لہجہ اٹل تھا۔

"خیر۔ ممانی اور ارمین کی کوئی خبر؟ اتنے دنوں سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ فون پر بات ہوئی"۔ مراد نے تذبذب سے کہا۔

"وہ اب کافی مصروف ہو گئی ہے بزنس میں اور سنا ہے آج کل میں کوئی ڈیل فائنل ہونے والی ہے اسکی کمپنی کی"۔ فوزیہ نے بتایا۔ مراد نے پھر اپنے دل میں کوئی گلٹی محسوس کی تھی۔

"اچھا ہے کہ مصروف رہتی ہے لیکن وہ میری کزن ہے میری چھوٹی بہن ہے مجھے اس سے ملتے رہنا چاہیے"۔ارمین بخاری مراد عباس کے ماموں کی بیٹی تھی۔آپس میں انکی بہت اچھی دوستی تھی۔ارمین اور فہام مراد کو اپنا بھائی مانتے تھے اور مراد کو بھی ان سے بہت انسیت تھی۔

"ظاہر سی بات ہے ایسے ہی تعلق تھوڑی ختم ہو سکتا ہے۔میرے اکلوتے بھائی کی فیملی ہے لیکن اگر انہیں پتہ چل گیا کہ فہام کے قتل میں تمہارا ہاتھ ہے تو پھر کیا ہو گا سوچا ہے تم نے"۔فوزیہ کو فکر مندی نے آگھیرا۔

"پتہ چل بھی جائے تو وہ دو لوگ ہیں اور اکیلے ہیں اور جہاں تک میں ممانی کو جانتا ہوں وہ اب کچھ اور لوز (loose) کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں"۔مراد جیسے ان سے اچھی طرح واقف تھا۔اپنوں کو اپنے مقصد کے لیے پرایا کر دینے والا۔فوزیہ نے اس کی بات پر صرف سر ہلانے پر اتفاق کیا۔

"اوکے پھر میں آفس کے لیے نکل رہا ہوں"۔وہ کہہ کر وہاں سے آٹھ گیا۔

دوپہر کے وقت سنہری دھوپ ہیڈ آفس کی عمارت پر پڑرہی تھی۔ارمین اپنے آفس میں آرم چیئر پر بیٹھی فون کان سے لگائے کسی سے بات کررہی تھی۔

"جی۔ڈیل توکنفرم ہو گئ ہے اب دعا کریں کہ آگے بھی سب صحیح ہو۔ چلیں اللہ حافظ"۔ رداکو خوشی سے بتاکراس نے فون رکھااور چیئر کی پشت سے سر ٹکالیا۔کچھ ہی لمحوں بعد فون دوبارہ بجا۔اس نے فون اٹھایاتواسکرین پر چمکتے نام نے اسے کسی سوچ میں ڈال دیا۔

اگلے ہی لمحے اس نے فون اسپیکر پر ڈال دیا۔

"ہیلو۔۔ارمین کیسی ہو؟"۔دوسری طرف مراد عباس تھا۔

"میں ٹھیک ہوں مراد، تم کیسے ہو؟اور آج اچانک کیسے یاد آگئ؟"۔اس نے بظاہر مذاق سے کہالیکن اس کے لہجے میں چھپی ناراضگی مراد نے اچھی طرح محسوس کرلی تھی۔

"اچھاسوری یار میں بہت مصروف تھاکام کے سلسلے میں اور پچھلے ہفتے جرمنی جاناپڑاتھا ضروری کام سے۔ابھی دودن پہلے ہی واپس آیاہوں اور فون اسی لیے کیاہے کہ اگر تم فری ہواس وقت تو لنچ ساتھ کرتے ہیں۔کیاخیال ہے؟"۔

www.novelsclubb.com

"خیال تو بہت نیک ہے تمھارا۔ٹھیک ہے تم جگہ بتاؤ میں پہنچ رہی ہوں“۔اس نے اسکی پیشکش قبول کرلی تھی۔

“Okay, see you there"

یہ کہہ کر دونوں نے فون رکھ دیا۔اگلے ہی منٹ ارمین کے فون پر میسج آیا جس پر ریستوران کی لوکیشن تھی۔اس نے وہ میسج دیکھا اور اپنا بیگ اٹھا کر آفس سے باہر نکل گئی۔

شہر کے ایک مشہور ریستوران کے سامنے سفید Fortuner آکر رکی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر وہ باہر آئی۔ایک ہاتھ میں ہینڈ بیگ لیے وہ ریستوران کی جانب بڑھ گئی۔یہ ایک کافی مشہور ریستوران تھا۔ارمین کا پہلے کبھی یہاں آنا نہیں ہوا تھا لیکن دیکھنے میں یہ جگہ اسے پسند آئی۔اندر پہنچی تو مراد ایک ٹیبل پر اسکا انتظار کر رہا تھا اور اسے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"اسلام وعلیکم!مجھے دیر تو نہیں ہوئی؟“۔اسکی طرف پہنچ کر اس نے کہا۔

"وعلیکم السلام! نہیں میں بھی بس دو تین منٹ پہلے ہی پہنچا ہوں"۔اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور سناؤ۔سب ٹھیک ہے؟۔بزنس ٹھیک چل رہا ہے؟اور ممانی کیسی ہیں؟"۔اس کے لہجے میں کافی اپنائیت تھی۔

"ہاں اللہ کا شکر سب ٹھیک ہی چل رہا ہے۔ماما بھی ٹھیک ہیں بس بھائی کی ڈیتھ کے بعد سے کچھ اداس رہتی ہیں تم تو جانتے ہو"۔ارمین نے آسودگی سے کہا جس پر اسے ایک بار پھر گلٹی محسوس ہوئی۔ایک دم ماحول میں خاموشی چھا گئی۔

"اچھا یہ بتاؤ آرڈر کیا کرنا ہے"۔مراد نے اس خاموشی کو زائل کرنا چاہا۔

"پھپھو کیسی ہیں؟جب سے میں واپس Yales سے آئی ہوں صرف ایک دفعہ فون آیا تھا انکا"۔آرڈر نوٹ کروانے کے بعد ارمین نے پوچھا تو اس نے اسکی طرف دیکھا۔

"ہاں ٹھیک ہیں تمہیں ہی یاد کر رہیں تھیں آج صبح وہ"۔

اب وہ دونوں کچھ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔

شام ہو چکی تھی۔یہ منظر شہر قائد کے پوش علاقے میں واقع ایک اپارٹمنٹ کا ہے جہاں عمار زید ایک کمرے میں کھڑکی کی طرف چہرہ کر کے کھڑا تھا اور اسکے پیچھے ایک صوفہ تھا جہاں اسی کا ہم عمر ایک خوش شکل نوجوان بیٹھا تھا۔

"تو تمہیں اسکے خلاف ثبوت چاہیے"۔اس لڑکے نے کسی غیر مرعی نقطے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔اور وہ بھی اسی ہفتے"۔عمار نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے جیسے حکم دیا تھا۔

"ٹھیک ہے کوشش کروں گا جلد سے جلد اپنے خفیہ زرائع سے معلومات اکھٹا کرنے کی لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اچانک تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی ہے ان کی"۔اس نے اسکا مقصد جاننا چاہا۔

عمار گہری سانس لیتے ہوئے اسکی طرف مڑا۔

"اچانک ضرورت نہیں پڑی بس صحیح موقع کی تلاش تھی۔میں تمھیں سب بتاؤں گالیکن پہلے خود تصدیق کرلوں“۔اسکی آواز میں سنجیدگی پنہاں تھی۔

"اورہاں فائق کوشش کرنا کہ کسی کوشک نہ ہو۔ویسے مجھے تم پراعتماد ہے کہ تم آرام سے یہ کام کرلوگے“۔وہ اسکے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تم مجھے جانتے ہو اس لیے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے“۔فائق نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔فائق احمد اس کا بہت پرانا اور عزیز دوست تھا۔وہ ایک وکیل تھا۔اسکے علاوہ وہ بہت سے سیاستدانوں کی سیکیورٹی ٹیم میں کام کرچکا تھا۔وہ اور عمار ہمیشہ ایک دوسرے کے کام آتے تھے۔

---

www.novelsclubb.com

آسمان پر تارے جگمگارہے تھے۔اس محل نما گھر کا منظر کچھ یوں تھا کہ فوزیہ اپنے کمرے میں کسی سے فون پر بات کررہی تھیں کہ جب دروازے پر دستک ہوئی۔انھوں نے

دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں مراد کھڑا تھا۔ کوٹ ہاتھ میں لیے وہ کچھ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ انہوں نے فون پر الوداعی کلمات کہہ کر فون ٹیبل پر رکھ دیا۔

"کیا بات ہے؟"۔

مراد اندر آیا۔ "مجھے پتہ چلا ہے آپ نے ایس ایم گروپ سے ڈیل فائنل کروالی ہے"۔

"ہاں"۔

"مگر صبح تک تو وہ راضی نہیں تھے۔ آپ نے ان سے کس طرح اپنی شرائط منوائیں؟"۔

وہ تجسس سے پوچھ رہا تھا۔

"ویل میں نے انکے پرسنل معاملات کی چھان بین کروائی کیونکہ ہر انسان کی شخصیت کا کوئی نہ کوئی ایسا پہلو ضرور ہوتا ہے جسے وہ دنیا سے چھپا کر رکھتا ہے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ بھی اس طرح کا معاملا ہے۔ ان کی وائف کا پندرہ سال پہلے انتقال ہو چکا ہے۔ لیکن قدرتی طور پر نہیں۔ ان کا مرڈر ہوا تھا اور ایس ایم گروپ کے مالک نے خود کروایا تھا۔ اسکے علاوہ انھوں نے دو سال سے خفیہ شادی بھی کر رکھی ہے۔ ان سب معاملات سے ان کی بیٹی بے خبر ہے اور ہر انسان کو اپنی عزت پیاری ہوتی ہے تو بس میں

نے کچھ ڈوریاں ہلائیں اور ڈیل فائنل ہو گئی''۔ فوزیہ نے سارا قصہ اطمینان سے بیان کر دیا۔

"ہمم۔ آئم امپریسڈ''۔ مراد کے انداز میں فوزیہ کے لیے ستائش تھی۔ اب وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"آج مراد سے ملاقات ہوئی میری''۔ ارمین اور ردا ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے جب ارمین نے بتایا۔ ردا نے چونک کر سر اٹھایا

"ہیں۔ کہاں؟''۔

"اسکا فون آیا تھا دوپہر میں ساتھ لنچ کرنے پر اسرار کر رہا تھا تو میں نے حامی بھر لی''۔ ارمین نے سرسری سا کہا۔

"اچھا کیا کہہ رہا تھا؟''۔

"ایسے ہی بس بزنس کے متعلق باتیں ہوئیں اور آپ کا پوچھ رہا تھا"۔ وہ اب جگ سے گلاس میں پانی نکال رہی تھی۔

"اور تمھاری پھپھو کا کیا حال چال ہے دونوں سے ہی کافی ٹائم سے ملاقات نہیں ہوئی۔ تین سال پہلے تک سب کتنا نارمل تھا۔ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا ہوتا رہتا تھا لیکن اب تو فون پر بھی کم ہی بات ہوتی ہے"۔ان کے لہجے میں ایک خلش تھی۔ارمین نے اپنی ماں کو دیکھا۔انہوں نے جو کہا وہ اسے بہت حد تک درست لگتا تھا وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

رات گہری ہو چکی تھی لیکن عمار زید کے گھر کی بیسمنٹ میں نیم روشنی تھی۔بیسمنٹ میں ایک کمرہ تھا جس کے ایک کونے پر ٹیبل رکھی تھی اور اسکے ارد گرد دو کرسیاں تھیں۔ ٹیبل پر فائلیں بکھری ہوئیں تھیں اور لیپ ٹاپ کھلا رکھا تھا۔عمار ایک کرسی پر بیٹھا نظریں ایک فائل پر مرکوز کیے اسکے صفحے پلٹ رہا تھا۔ہاتھ میں قلم تھا۔دائیں طرف دیوار پر سافٹ

بورڈ لگا ہوا تھا جس میں کئی پوسٹ اٹ نوٹس اور تصاویر لگی ہوئی تھیں۔اسکے دماغ میں اس وقت انتشار برپا تھا لیکن اسکے دل میں ایک بات کا اطمینان تھا کہ تین سال کا انتظار اب ختم ہونے والا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

تیسرا باب

سنہری یادیں

Those memories I still remember

Those golden days

When we got bumped into each other

Somewhere in the middle of our way

When life was carefree

www.novelsclubb.com

When we laughed together, enjoying each other's company

When the heart was pure, free from lies

When I trusted you more with closed eyes

I don't want to remember those memories

But I also can't forget them

چار سال پہلے:

شام کا وقت تھا۔ ساحل سمندر پر سورج کے غروب ہونے کا منظر انتہائی حسین لگ رہا تھا۔

"بھائی کہاں رہ گئے ہو؟۔ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہی ہوں"۔

"جی I'm almost done"۔

"اوکے میں گراؤنڈ فلور پر ہی ہوں"۔ شہر قائد کے ایک بڑے شاپنگ مال میں وہ ایک شاپ کے کاؤنٹر پر دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگ پکڑے کھڑی وہ پیمنٹ کر رہی تھی جب اسکا فون بجا۔اس نے اسکرین پر نام دیکھ کر کال اٹھائی اور پیمنٹ کر کے بات کرتے ہوئے شاپ سے باہر نکل آئی۔ بات ختم کر کے فون اپنے بیگ میں ڈالتے ہوئے وہ دائیں جانب مڑی ہی تھی کہ اسکا سر کسی کے بازو سے زور سے ٹکرایا اور وہ اپنا توازن بمشکل برقرار رکھ سکی لیکن اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگز چھوٹ کر فرش پر گر گئے۔

"آئم سوری۔ میں نے دیکھا نہیں"۔ ٹکرانے والا شخص معذرت کرتے ہوئے نیچے جھک کر وہ بیگز اٹھانے لگا۔ وہ بیگز اٹھا کر کھڑا ہوا تو ارمین نے اسے دیکھا۔ وہ دراز قد اور وجیہہ شخصیت کا حامل نوجوان تھا۔ وہ فون پر کسی سے ضروری بات کر رہا تھا اور بات ختم کر کے دائیں طرف سے ٹرن لینے ہی لگا تھا کہ اس سے ٹکرا گیا۔

www.novelsclubb.com

"I'm sorry, are you alright?"

اس نے بیگز ارمین کو پکڑاتے ہوئے اخلاقََ دریافت کیا۔

"It's OK, I'm fine"

اس نے اسکے ہاتھ سے بیگز لیتے نرم لہجے میں کہا۔ارمین وہاں سے جانے ہی لگی تھی جب کسی کی آواز پر چونک کر وہیں ٹھہر گئی۔ایک درمیانی عمر کی خاتون اس طرف آرہی تھیں جسے دیکھ کر اس کے چہرے پر شناسائی کے تاثرات ابھرے۔اس عورت نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو اسے بھی خوشگوار حیرت ہوئی۔

"اسلام و علیکم آنٹی"۔

"و علیکم السلام !ارمین بیٹا کیسی ہو؟"۔اس کے خوشدلی سے سلام کرنے پر آسیہ نے بھی اسی طرح جواب دیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔آپ کیسی ہیں؟"۔

"اللہ کا کرم ہے"۔عمار نا سمجھی سے دونوں کو دیکھ رہا تھا اور آسیہ کے ارمین سے اسکے تعارف کروانے پر کچھ حیران ہوا۔

www.novelsclubb.com

"یہ تمہارے روحان بھائی کا چھوٹا بھائی ہے، عمار، اور عمار یہ فہام کی بہن ہے ارمین"۔اس تعارف پر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر سر ہلایا۔ایک دو مزید باتوں کے بعد ارمین

کے فون پر کال آنے لگی۔اس نے بیگ سے فون نکال کر دیکھا تو فہام کال کر رہا تھا، مطلب وہ باہر موجود تھا۔

"میں چلتی ہوں آنٹی بھائی آ گئے ہیں"۔

"ہم بھی ساتھ ہی نکل رہے ہیں بس"۔اسکے کہنے پر وہ دونوں بھی مال سے ساتھ ہی باہر نکلے، سامنے وہ دراز قد اور وجیہہ فہام کھڑا تھا۔اس نے ان دونوں کو ارمین کے ساتھ نکلتے دیکھا تو خوشگوار حیرت سے ان کی طرف آ کر ان سے ملا پھر ارمین اور فہام کے ساتھ عمار اور آسیہ بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

"ماما آپ آج اتنی صبح صبح آفس جا رہی ہیں؟"۔صبح ناشتے کی ٹیبل پر وہ تینوں موجود تھے جب ارمین نے ردا کو آفس کے لیے تیار دیکھ کر پوچھا۔وہ عموماً اتنی جلدی آفس نہیں جاتی تھیں۔

"ہاں وہ آج انٹر نیشنل کلائنٹس کے ساتھ میٹنگ ہے اسی لیے۔اور بیٹا تم نے سارے ڈاکومنٹس سبمٹ کر دیئے؟یونیورسٹی کے لیے تیاری ہو گئی ہے نہ"۔انھوں نے چائے پیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"جی ماما سب ہو گیا ہے اور بھائی تم نے فلائٹ بک کروادی؟"

"ہاں دو دن بعد صبح کی فلائٹ ہے اور دیکھلو کوئی کام نہ رہ گیا ہو"۔اس نے ناشتہ ختم کرتے ہوئے کہا۔

"جی بھائی۔ویسے مجھے نہیں پتہ کہ میں آپ دونوں کے بغیر وہاں کیسے رہوں گی"۔اس نے چائے کا کپ خالی کرتے ہوئے جذباتی انداز میں کہا تو فہام نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں بھی تمہیں بہت مس کروں گا لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ میں اور ماما ہمیشہ تمھارے ساتھ ہیں اور زندگی کہ ہر فیز میں تمہیں مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں"۔اسکی بات پر ارمین نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ردا نے اپنے دونوں بچوں کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر اللہ سے ان کے حق میں دعا کی تھی۔وہ دونوں ان کا فخر تھے۔

"ویسے روحان کے بھائی عمار کا Yales میں ایم۔بی۔اے کا آخری سال ہے اب"۔

"اچھا" ارمین نے کہا۔ وہ بی۔بی۔اے کرنے کے بعد ایم۔بی۔اے کرنے امریکی ریاست Yales جا رہی تھی۔ "میں نے اسے بتایا تھا تمہارا اگر کوئی مسئلہ ہو تو تم اس سے کانٹیکٹ کر سکتی ہو"۔ روحان کے والد زید ہارون اور ردا ایک بزنس کنٹریکٹ میں پارٹنرز رہ چکے تھے اور فہام اور روحان آپس میں کولیگز تھے جس وجہ سے دونوں فیملیز کی اچھی جان پہچان ہو گئی تھی سوائے عمار کے کیونکہ وہ پڑھائی کی وجہ سے اوورسیز تھا۔

"صحیح کہہ رہے ہو۔ اچھا خدا حافظ اپنا خیال رکھنا"۔ ردا کہہ کر آفس کے لیے نکل گئی تھیں اور وہ دونوں بھی اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

عمار کو آج واپس کنیکٹکٹ جانا تھا۔ وہ لاؤنج میں کھڑا سب سے مل رہا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا بیٹا" آسیہ نے اس سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا"۔ وہ اب ان سے الگ ہو کر اپنے بابا سے ملنے آگیا۔

"خیریت سے جاؤ"انھوں نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔کچھ دیر بعد وہ روحان کے ہمراہ ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہو گیا۔

"اپنااور ماما باباکا خیال رکھنا روحان"۔"میں رکھوں گااور تم جلدی سے ڈگری کمپلیٹ کر کے آؤاور باباکا بزنس جوائن کرو"۔وہ دونوں ایئرپورٹ پہنچ چکے تھے۔

"تم جانتے ہو کہ میرا کوئی ارادہ نہیں ہے بزنس میں آنے کا"روحان نے شانے اچکاتے ہوئے کہا۔

"آئی نو"روحان نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھے۔کچھ ہی دیر میں فلائٹ کی اناؤنسمنٹ پر روحان کو خدا حافظ کہتا اپنی منزل کی جانب بڑھ گیا۔

---

www.novelsclubb.com

سورج غروب ہو گیا تھا۔مراد عباس اپنے آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا سامنے کھڑے دلاور جو کچھ ہدایات دے رہا تھا۔کوٹ سٹینڈ پر لٹک رہا تھا۔

"آج رات کی فلائٹ سے لندن چلے جاؤ اور یہ معاملہ نمٹا کر آؤ"۔ دلاور شاہ مراد عباس کا سیکیورٹی انچارج تھا۔ وہ ایک انتہائی اہم رازدار تھا جس پر مراد اور فوزیہ کافی بھروسہ کرتے تھے۔

"یس سر جیسے آپ کا حکم" اس نے تابعداری سے کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو" مراد کے کہنے پر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس کے وہاں سے جاتے ہی فوزیہ آگئی۔

"کام کا کہہ دیا تم نے اسے ؟"

"آج رات چلا جائے گا وہ لندن اور کچھ ؟"۔ اس نے فوزیہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"تمہاری ممانی کا فون آیا تھا۔ بتا رہیں تھیں کہ ارمین امریکہ جا رہی ہے ہائر اسٹڈیز کے لیے دو دن بعد"۔ وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھی ہوئی تھی۔

"اچھا"۔۔ مراد ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ اسکے جانے سے پہلے انہیں ڈنر پر انوائٹ کر لوں"

"تو اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے موم۔ بلا لیجیئے کل"۔ مراد نے خوشی سے کہا۔

"ہاں ! ٹھیک ہے۔ تمہارا کام ہو گیا ہے تو ساتھ ہی نکلتے ہیں گھر کے لیے پھر "۔ انہوں نے کہا تو وہ اپنا کوٹ ہاتھ میں لیے کھڑا ہو گیا۔

رات ہو گئی تھی لیکن وہ دونوں ابھی تک آفس میں کسی کیس کو لے کر الجھے ہوئے تھے۔

"یار یہ سیاستدان کب عوام کے اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھانا چھوڑیں گے "۔ فہام نے لیپ ٹاپ کی اسکرین کو نیچے گراتے ہوئے افسوس سے کہا تھا۔ ہمارے ملک میں جو اقتدار میں آتا ہے وہ تو ضرور ایسا کر رہا ہوتا ہے۔ صرف سیاستدان نہیں بلکہ جن کے پاس پاور ہوتی ہے ان میں سے اکثر لوگ خود کو قانون سے ماورا سمجھنے لگتے ہیں" روحان نے اسکی بات پر تبصرہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"صحیح کہہ رہے ہو۔ خیر بہت دیر ہو گئی ہے آج کام یہیں ختم کرتے ہیں" فہام نے ریوالونگ چیئر پر سے اٹھتے ہوئے کہا اور اپنا سامان سمیٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

روحان بھی اسکے ساتھ ہی نکلا۔وہ دونوں تین سال سے احتساب ادارے میں تھے اور آپس میں بہت اچھے دوست بن گئے تھے۔

ارمین کی کنیکٹکٹ روانگی میں دو دن رہتے تھے۔وہ سب مراد عباس کی طرف رات ڈنر کے بعد لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مشغول تھے۔فوزیہ اور ردا آپس میں کوئی بات کر رہیں تھیں جبکہ مراد، فہام اور ارمین اپنی گفتگو میں لگے ہوئے تھے۔

"اور سناؤYales جانے کے لیے کتنی اکسائٹمنٹ ہے؟" مراد نے ارمین سے کہا۔

ملازمہ چائے رکھ کر چلی گئ۔

"بہت اکسائٹڈ ہوں میں۔میراYales سے ماسٹرز کرنے کا خواب جو پورا ہو رہا ہے"۔

اسنے فخر سے بتایا جس پر فہام اور مراد نے اسے دیکھا۔اس کا خواب تھا کہ وہ University of Yales سے ماسٹرز کرے۔

"اچھا یہ بتائیں کہ آج کل کون سی سیریز دیکھ رہے ہیں"۔

"آج کل کوئی نہیں دیکھ رہا ٹائم ہی نہیں مل پاتا"۔

"واقعی اب تو میں بھی نہیں دیکھتا اسی وجہ سے" ارمین کے پوچھنے پر مراد نے بتایا تو فہام نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔ ارمین نے انہیں فہمائشی نظروں سے دیکھا۔ وہ تینوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ وہ رات واقعی خوبصورت تھی۔

"اپنا بہت خیال رکھنا اور فون کرتی رہنا"۔ اگلے دن وہ ارمین کو ایئرپورٹ چھوڑنے آئے تھے جب ردا نے اسے تلقین کی۔

"ماما آپ پریشان مت ہوں میں کوئی چھوٹی بچی تھوڑی ہوں" ارمین نے منہ بنایا۔ وہ انکی بار بار اپنا خیال رکھنے کی تلقین پر عاجز آ گئی تھی۔

"پھر بھی پہلی دفعہ دور جا رہی ہو وہ بھی اکیلے"۔ انھوں نے پیار سے اسکے گال پر ہاتھ پھیرا۔

www.novelsclubb.com

"ماما صحیح کہہ رہی ہیں دھیان رکھنا اور دوسرے لوگوں سے میل جول بھی دیکھ بھال کر کرنا"۔ فہام نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"جانتی ہوں بھائی آپ دونوں سے زیادہ میرا کوئی اپنا نہیں ہو سکتا آئیٔ وِل مس یو"۔ فہام نے اسکے گرد اپنے بازو حائل کیے تھے۔

"اچھا۔اب تمہاری فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے" فہام نے کہا۔

"خدا حافظ "الوداعی کلمات ادا کر کے وہ اندر بڑھ گئی۔ فہام اور ردا اسے جاتا دیکھ رہے تھے۔

---

www.novelsclubb.com

چوتھا باب

شناسائی

زندگی میں مختلف ابواب آتے ہیں

ان میں مختلف کردار آتے ہیں

کئی طرح کے لوگوں سے ملنا ہوتا ہے

کوئی شناسا ہوتا ہے، کوئی اجنبی

کوئی تمہارا دوست ہوتا ہے، کوئی دشمن

www.novelsclubb.com

کوئی امن کی علامت ہوتا ہے، کوئی بربادی کی نشانی

کوئی ہمیشہ کے لیے زندگی میں ٹھہر جاتا ہے

کوئی زندگی میں رہ کر بھی زندگی سے نکل جاتا ہے

لیکن ہر انسان کوئی نہ کوئی

سبق دے جاتا ہے

یہ مناظر امریکہ کی ریاست کنیکٹکٹ میں واقع یونیورسٹی آف ییلز کا تھا جس کے ڈورم کی دوسری منزل پر واقع اس کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور بلونڈ بالوں والی ایک لڑکی جو اس یونیورسٹی کی سینئر سٹوڈنٹ لگتی تھی اندر داخل ہوئی جس کے پیچھے وہ داخل ہوئی۔

"تو کیسا لگا ڈورم اور یہ کمرہ؟"اس لڑکی نے خوش مزاجی سے انگریزی میں ارمین سے دریافت کیا تو ارمین اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اسی زبان میں خوشدلی سے کہا۔

"مجھے اچھا لگا"۔جب ارمین کنیکٹکٹ ایئرپورٹ سے باہر آئی تو اس کے بابا کے بہت پرانے دوست نے جواب یہیں سیٹلڈ تھے اسے ریسیو کیا اور اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ وہاں وہ انکی بہت ملنسار سی فیملی سے ملی اور کھانا کھا کر کچھ آرام کرنے کے بعد وہ شام میں اسے ڈورم چھوڑ گ ۓ۔انھیں خداحافظ کہہ کر آگے بڑھی ہی تھی کہ ایک بلونڈ بالوں والی نے اسے کنفیوز ہوتے دیکھا تو اسکی طرف آئی اور خوشدلی سے اپنا تعارف کروایا،

www.novelsclubb.com

“Hi, I'm Elle. Seems like you are new here, may I help you”.

ارمین نے اسکی کھلی پیشکش پر اس سے اپنا جوابی تعارف کروایا اور اسے اپنا مسئلہ بتایا تو وہ اسکی بات سمجھ کر اسے ڈورم دکھاتے ہوئے اس کمرے میں لے آئی جو کہ ارمین اور اسکا مشترکہ کمرہ ہونے والا تھا۔

"ہم روم میٹ ہیں تو اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہو تو تم مجھے بتا سکتی ہو" اس لڑکی کی فراخدلی سے کی گئی آفر پر ارمین نے مسکرا کر سر ہلایا اور پھر اپنا سامان رکھنے لگی۔ اسے گھر فون بھی کرنا تھا۔ وہ لڑکی کسی کام سے باہر چلی گئی۔

---

www.novelsclubb.com

کراچی میں اس وقت دوپہر تھی۔ چمکتی دھوپ عباس انڈسٹریز کی اس بلڈنگ پر پڑ رہی تھی۔ فوزیہ عباس آفس میں بیٹھی مسلسل ایک ورکر پر غصہ کر رہی تھیں۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں آپ کو پے ہی کیوں کر رہی ہوں جب آپ ڈھنگ سے کام نہیں کر سکتے"۔ ورکر بیچارا ان کی ڈانٹ پر خاموشی سے سر جھکائے کھڑا تھا۔ انٹر کام بجنے پر وہ چپ ہوئیں اور ریسیور کان سے لگالیا۔

"ہاں۔۔آ رہی ہوں"۔

"آپ جا سکتے ہیں"۔ انھوں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر آفس سے باہر نکل گئیں جبکہ اس ورکر کی جیسے جان چھوٹی تھی۔ وہ مراد کے آفس پہنچیں تو وہاں وہ ریوالونگ چیئر پر تھوڑی ہاتھ کے نیچے رکھے بیٹھا تھا۔ دلاور بھی وہیں موجود تھا۔ "آیئے موم" اس نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا؟" انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا اور اپنا لیپ ٹاپ سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے لیپ ٹاپ سے سپلائی اور بینک ٹرانزٹ کے ریکارڈ چاہئیں آپ کے پاس ہی ہوتے ہیں نہ" مراد کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

"ہاں میرے پاس ہی ہیں" انہوں نے اسکی بات کو سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے پھر مجھے میل کریں اور دلاور وہ اس صحافی کا کیا بنا جس نے ہمارے خلاف رپورٹ تیار کروائی تھی۔ مجھے یقین ہے تم نے اسے سنبھال لیا ہوگا" اب وہ دلاور سے مخاطب تھا۔

"جی سر کریئر ختم کرنے کی دھمکی نے اسے وہ رپورٹ شایع کرنے سے روک دیا"۔ وہ انہیں آگاہ کر رہا تھا، فوزیہ تو جیسے یہ سب سن کر سکون میں آگئی تھی لیکن مراد بے سکون ہوا ہی نہیں تھا۔ وہ اپنے ارد گرد چند ہی لوگوں پر اعتبار کرتا تھا اور دلاور ان میں سے ایک تھا۔

کنیکٹکٹ میں صبح ہو چکی تھی۔ یونیورسٹی آف ییلز میں طلباء کی چہل پہل تعلیمی سال شروع ہونے کی وجہ سے کافی زیادہ تھی۔ یہ ایک الگ ہی دنیا تھی۔ یونیورسٹی کا جدید سٹیٹ آف دی آرٹ ٹیکنالوجی اپنی مثال آپ تھا۔ آسمان کو چھوتے مینار اور وسیع احاطے اسکی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔ ارمین ڈورم سے نکل کر یونیورسٹی میں داخل

ہو چکی تھی۔ نیلی جینز پر سفید شرٹ اور اسکے اوپر نیلے رنگ کی ہی ڈینم جیکٹ زیب تن کیے اور اپنے بھورے سلکی بالوں کو کھلا چھوڑے وہ بالکل ایک بزنس سٹوڈنٹ لگ رہی تھی۔

ایلی بھی اسکے ساتھ ہی آئی تھی لیکن اسے پروجیکٹ کا ضروری کام تھا اسی لیے وہ اسے اسکا ڈیپارٹمنٹ نہیں دکھا سکی لیکن اس نے کسی اور دن اسے پوری یونیورسٹی کا ٹوور کروانے کا وعدہ کیا تھا۔ ارمین بہت اکسائٹڈ تھی۔ اس کا آج پہلا دن تھا اور ابھی اسے اپنا ڈیپارٹمنٹ ڈھونڈنا تھا۔ کچھ آگے چل کر اسے دو لڑکے وہاں کھڑے نظر آئے۔ ارمین نے ڈیپارٹمنٹ کا راستہ پوچھنے کے لیے انہیں انگریزی میں مخاطب کیا تو وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ایکسکیوز می! کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ اسکول آف مینجمنٹ کسطرف ہے؟" اسکے سوال پر ان میں سے ایک نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا

"آپ فریشی ہیں؟"۔

"یس" اسکے جواب پر دونوں نے آنکھوں میں شرارت لیے ایک دوسرے کو دیکھا پھر واپس اسکی طرف دیکھا اور ارمین کو کچھ غلط محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

"ہم آپکو بتا سکتے ہیں کہ SOM کس طرف ہے لیکن پہلے آپ کو ایک اچھا سا گانا سنانا ہو گا" پہلے والے لڑکے نے ڈرامائی انداز میں کہا اور ساتھ ہی دوسرے لڑکے نے اپنے فون کا کیمرا اس کی طرف کیا تھا۔ ارمین نے اس بات پر اپنی آنکھیں گھمائیں۔ اسے سخت کوفت ہونے لگی۔

"جلدی کریں پہلی ہی کلاس مس کرنی ہے کیا" اسے خاموش دیکھ کر پہلے والے لڑکے نے اپنا ہاتھ جھلایا تو ارمین نے کچھ دبنگ سا جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ پیچھے سے آتی کسی کی آواز پر چونکی۔

"رائن، ایرک تم دونوں کو سرولیم اپنے آفس میں بلا رہے ہیں" اس آواز کا مالک شخص ان کی طرف آ رہا تھا۔ ارمین اس شناسا شخص کو دیکھ کر کچھ پل کے لیے چونکی جبکہ وہ دونوں جو اس کی آواز پر رک گئے تھے اس کے قریب آنے پر اس سے پر شکوہ انداز میں کہنے لگے۔

"یار عمار بہت ہی غلط وقت پر انٹری دی ہے تم نے" رائن نے دکھ سے کہا اور ایرک نے ہاں میں ہاں ملائی "ہاں ابھی ہم اچھا سا گانا سننے والے تھے"۔ عمار نے ان کی بات پر چونک

کر ساتھ کھڑی ارمین کو دیکھا تو اس نے بھی اسکی طرف دیکھا اور پھر عمار کو ساری بات فوراً سمجھ آگئی۔اس نے کوفت سے ان دونوں کو دیکھا۔

"یہ تم دونوں اپنی حرکتوں سے کب بعض آؤ گے۔ہر کسی سے فضولیات شروع کر دیتے ہو" عمار نے پچھلے چار سال میں اپنا ہر دفع کسی جونیئر کی ریگنگ پر دہرایا جانے والا جملہ آج پھر دہرایا۔

"تم بھی تو ہمیں یہ نصیحت بار بار کرنے سے بعض نہیں آتے۔ خیر یہ بتاؤ کہ سر نے ہم دونوں کو کیوں بلایا ہے؟" رائن نے افسوس سے اپنے دوست کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔ارمین ان تینوں کو الجھ کر دیکھ رہی تھی۔اسے SOM کا عمار سے پوچھنا تھا اسی لیے وہ اب تک وہاں کھڑی تھی ورنہ کب کی جا چکی ہوتی۔

"مجھے کیا پتہ، یہ تو وہ ہی بتائیں گے۔اب جاؤ بھی" اس نے ان دونوں کو وہاں سے چلتا کیا اور ان کے جانے کے بعد وہ ارمین کی طرف متوجہ ہوا "آئی ہوپ انہوں نے آپ کو زیادہ تنگ نہیں کیا ہوگا"۔

"نہیں" اسنے آہستہ لہجے میں جواباً کہا۔

"گڈ۔۔تو یقیناً آپ کا یہاں پہلا دن ہے"۔

"جی ایسا ہی ہے اور میں SOM ہی ڈھونڈ رہی تھی"ارمین کے بتانے پر اسنے کہا۔"میں آپکو گائڈ کر دیتا ہوں۔فالو می"۔ارمین کچھ کہے بغیر اس کے ساتھ چلنے لگی۔

"فہام نے مجھے آپ کے یہاں ایڈمیشن کا بتایا تھا۔اگر کوئی مدد چاہیے ہو تو

You can ask me"۔

اسکی کلاس کے سامنے پہنچ کر عمار نے اسے کہا تھا۔

"اوکے تھینک یو"اس نے دھیمے سے مسکرا کر اس کا شکریہ کیا جو عمار نے سر کو خم دے کر وصول کیا۔

"اب میری کلاس کا وقت ہو رہا ہے میں چلتی ہوں۔بائے"اسکے جانے کے بعد وہ بھی اپنی کلاس میں چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

ارمین کو یونیورسٹی جوائن کیے دو ہفتے ہو چکے تھے اور ان دو ہفتوں میں اس کے اپنی کلاس میں کچھ دوست بھی بن گئے تھے۔ کلاس ہونے کے بعد وہ اپنے گروپ کے ساتھ کیفیٹیریا جارہی تھی کہ اسے ایک کام یاد آیا۔ اس نے اپنے دوستوں کو مخاطب کیا" مجھے سر سے کچھ کام ہے تم لوگ جاؤ میں پانچ منٹ میں آتی ہوں"۔

"ٹھیک ہے جلدی آنا" اس کے تین دوستوں کے گروپ میں سے ایک لڑکی نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی پروفیسر کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔

"اسائنمنٹ کے بارے میں جو اسے پوچھنا تھا پروفیسر سے پوچھ کر جب وہ ان کے آفس سے باہر آئی تو عمار سامنے کوریڈور سے آتا ہوا نظر آیا۔ وہ اسے دیکھ کر رکا۔

"اسلام وعلیکم"۔

"وعلیکم اسلام" اس کے خوش اخلاقی سے کیے گئے سلام کا جواب ارمین نے بھی اسی طرح دیا۔ ارمین کی اس سے یونیورسٹی میں سلام دعا ہوتی رہتی تھی اور ابھی تک اسے جس کام میں بھی گائیڈنس کی ضرورت پڑی تو عمار نے اس کی ہیلپ کی۔

"پوچھ لیا تم نے پروفیسر سے اس اسائنمنٹ کے بارے میں؟سب کلئیر ہو گیا؟" کیفیٹیریا کی طرف جاتے ہوئے عمار نے اس سے دریافت کیا۔

"ہاں سب کلئیر ہو گیا ہے اب کوئی پروبلم نہیں ہو گی کرنے میں"۔

"اچھی بات ہے" اس نے سر ہلایا۔اب وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے کیفیٹیریا میں داخل ہو گئے۔

"ویسے آج آپ کے ساتھ وہ دو evil brain نظر نہیں آرہے" اس کا اشارہ رائن اور ایرک کی طرف تھا کیونکہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ پائے جاتے تھے اور اپنی شرارتوں سے ہر کسی کی ناک میں دم کیے رکھتے تھے۔

"ہونگے یہیں کہیں" اس نے ہنس کر کہا ہی تھا کہ پیچھے سے وہ دونوں آتے دکھے۔

"کہاں رہ گئے تھے تم؟ برو کب سے ہم ویٹ کر رہے تھے اور یہ کیا۔۔تم ہمارے ساتھ غداری کر رہے ہو۔ہمارے اس دن کے شکار کے ساتھ دوستی" رائن بہت ہی ڈرامائی تھا۔ ارمین جوان کے اچانک نازل ہو جانے پر منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر رہ گئی تھی۔رائن کی اس بات پر اس کے منہ کے زاویے کچھ بگڑے۔عمار نے انہیں کوفت سے دیکھا۔

"ابھی تک یہی بات لے کر بیٹھے ہو"۔اس کے انداز پر ایرک کو ہنسی آئی۔پھر ارمین اپنے گروپ کی طرف چلے گئے۔

چھٹی کا دن تھا اور شہر قائد کا موسم آج کافی خوشگوار تھا۔فہام، روحان کو اپنے ساتھ گالف کورس لے کر آیا تھا۔وہ دونوں میدان میں ٹہلتے ہوئے بات کر رہے تھے کہ فہام کو سامنے سے مراد آتا ہوا نظر آیا۔وہ ان کے پاس آ گیا۔

"ہیلو برادر کیا حال ہیں؟"فہام اس سے گلے ملا۔

"بلکل ٹھیک۔تم سناؤ"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔وہ دونوں اس گالف کلب کے ممبر تھے اور اکثر چھٹی میں یہاں آتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تم نے روحان کے بارے میں تو مجھ سے سنا ہی ہے میں نے سوچا آج تمہیں اپنے دوست سے ملواؤں"۔اس نے فہام کی طرف دیکھ کر کہا۔اس نے ان دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کروایا۔

"نائس ٹومیٹ یور وحان‘‘ مراد نے خوش اخلاقی سے کہا۔

"مجھے بھی آپ سے مل کر اچھا لگا‘‘ روحان نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔ وہ تینوں ٹیبل کے گرد رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"اب تعارف ہو گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اب کھیلنے چلتے ہیں‘‘۔ فہام اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ وہ دونوں بھی اٹھ گئے۔

---

www.novelsclubb.com

پانچواں باب

مقابل

Tell me

With your sweet smile

Tell me like your whispering into my ears

Don't be like a prey, be smooth like a snake

I want to escape but

Get away, get away from me

Get away, away, away, from me

Whatever it takes save me, me

It keeps happening even though I run away

I'm caught in a lie

www.novelsclubb.com

Find me that was innocent

I can't free myself from this lie

Give me back my laughter

Caught in a lie

Take me out of this hell

I can't free myself from this pain

Save me who’s being punished

Want me who has lost the way

Want me like always,

I feel so far away

You always come my way

I repeat again

Get away, away, away, from me

Whatever it takes save me, me

It keeps happening even though I run away

I'm caught in a lie

www.novelsclubb.com

Find me that was innocent

I can't free myself from this lie

Give me back my laughter

Caught in a lie

Take me out of this hell

I can't free myself from this pain

Save me who's being punished

I'm still the same me

The me from before is still here but the lie has gotten too big

Is trying to swallow me up

Caught in a lie

Find me that was innocent

www.novelsclubb.com

I can't free myself from this lie

Give me back my laughter

Caught in a lie

Take me out of this

I can't free myself from this pain

Save me who's being punished

Lie – Jimin (BTS)

---

www.novelsclubb.com

وقت اپنی رفتار سے گزرتا جا رہا تھا۔ ارمین کا پہلا سمسٹر اپنے اختتام پر تھا۔ وہ فائنل اگزیم کی تیاری کر رہی تھی اور عمار کا اگلا سمسٹر آخری سمسٹر تھا۔ وہ دونوں اب آپس میں اچھے دوست بن چکے تھے۔ شام کا وقت تھا۔ عمار ڈورم کے قریب واقع ایک پارک میں ابھی

ابھی داخل ہوا تھا۔وہ یہاں اکثر آتا تھا۔جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس کانوں میں ہینڈ فری لگائے وہ بہت پر کشش لگ رہا تھا۔فون پر کسی کو میسیج کرتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہا تھا جب میسیج کر کے فون جینز کی جیب میں ڈالتے ہوئے اس کی نظر ایک سائیڈ میں بینچ پر بیٹھی ارمین پر پڑی۔وہ ہینڈ فری کانوں میں لگائے اور لیپ ٹاپ گود میں رکھے کسی کام میں مشغول تھی۔وہ اسکے قریب چلا آیا۔اسی وقت ارمین نے کسی کے قدم اپنی طرف محسوس کیے تو سر اٹھایا۔عمار اس کی طرف آرہا تھا۔وہ اسے دیکھ چکا تھا اسی لیے اس کو دیکھ کر مسکرایا۔ارمین نے بھی ہلکا سا مسکرا کر کانوں سے ہینڈ فری نکال دیے۔عمار بنچ پر اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

"آپ یہاں"ارمین نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا"۔

"ہاں۔۔کبھی کبھی وقت ملتا ہے تو یہاں آجاتا ہوں قدرت کی خوبصورتی محسوس کرنے" اس نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا تو ارمین نے سر ہلا دیا۔وہ بھی اسی وجہ سے یہاں آئی تھی۔

"ویسے تم تو اتنے عرصے میں پہلی دفع یہاں دکھی ہو"عمار نے سوالیہ انداز میں کہا تو ارمین نے بتایا۔"سوچا اگزیم کی تیاری کھلی فضا میں کی جائے اسی لیے یہاں آگئی"۔

www.novelsclubb.com

"اچھا کیا"۔

"اور سنائیں آپ کی انٹرن شپ کیسی جا رہی ہے؟"عمار کی انٹرن شپ دو ماہ پہلے شروع ہوئی تھی۔

"اچھی جا رہی ہے لیکن میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں بابا کا بزنس جوائن کرنے میں۔ خیر ایک بات کہنی تھی۔۔۔"یہ کہہ کر وہ چند ساعتوں کے لیے رکا۔ارمین سوالیہ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہم دوست ہیں تو دوستی میں یہ آپ والے تکلفات نہیں چلتے تو تمہیں اس فارمیلیٹی کو چھوڑ دینا چاہیے"۔اس کی بات سے ارمین نے اتفاق کیا۔

" صحیح کہہ رہے ہو"۔کچھ ہی دیر میں موسم ایسا ہو گیا تھا جیسے بارش ہونے والی ہو۔ارمین نے آسمان کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی جلدی اندھیرا پھیل رہا ہے"'"شاید بارش ہونے والی ہے"عمار نے کہا تو اس نے اسے دیکھا۔

"چلو پھر اس بارش کے موسم میں تمہیں کنیکٹکٹ کی سب سی بہترین کافی سے انٹروڈیوس کرواتاہوں"۔اس نے اس موسم کو انجوائے کرنے کا سوچا۔ارمین کی آنکھوں میں چمک عود آئی تھی۔

"شیور"۔بارش کا موسم اور کافی کا کمبینیشن کی کیا ہی بات تھی۔وہ لیپ ٹاپ بند کر کے اپنا سامان اٹھائے اس کے ساتھ وہاں سے اٹھ گئی۔

احتساب ادارے کے ہیڈ کوارٹر میں وہ دونوں اپنے آفس میں موجود تھے۔روحان ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ٹیبل پر رکھے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔فہام اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس کی نظریں بھی اسی لیپ ٹاپ کی اسکرین پر تھیں۔

"یہ نہیں ہو سکتا"اس نے اسکرین کو دیکھتے ہوئے بے یقینی سے کہا۔اور صرف اتنا کہہ کر کرسی پر ہاتھوں میں سر دیے بیٹھ گیا۔روحان اس کی کیفیت سے واقف تھا لیکن وہ سچ بدل نہیں سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے میرے دوست۔انسان بظاہر جیسا بھی ہو اندر سے کیا ہے یہ ہم نہیں جان سکتے لیکن حقیقت سے آنکھیں بھی نہیں چرائی جا سکتیں"۔روحان کی بات سن کر اسے صرف ایک لمحہ لگا تھا صحیح اور غلط میں سے کسی ایک کو چننے میں اور اس نے اپنا فیصلہ کر لیا تھا۔لیکن ایک بات طے تھی کی اس فیصلہ سے اسکا انجام جو بھی ہو وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔

ارمین کو یونیورسٹی میں میں ایک سال ہونے کو تھا اور اس کی مجموعی کارکردگی شاندار تھی۔وہ اس وقت اپنے ڈورم کے روم میں اسائنمنٹ کر رہی تھی کہ اس کے فون پر کال آئی۔اس نے فون اٹھا کر دیکھا اور فوراً کان سے لگا لیا۔

"اسلام و علیکم ماما"وہ چہکتے ہوئے بولی_

"وعلیکم اسلام۔۔کیسی ہے میری بیٹی؟"

www.novelsclubb.com

"میں بالکل ٹھیک ہوں ماما آپ کیسی ہیں اور بھائی کیسے ہیں؟ بات ہی نہیں ہو پا رہی ان سے کتنے دنوں سے"اس کے لہجے میں فکر تھی۔

"میں بھی بالکل ٹھیک ہوں لیکن فہام کچھ دنوں سے مجھے کچھ پریشان لگ رہا ہے لیکن وجہ پوچھو تو بات کو گھما دیتا ہے"انھوں نے بتایا۔

"آپ ٹینشن نہ لیں، بھائی کسی کیس کو لے کر پریشان ہونگے"۔اس نے ان کو مطمئن کرنا چاہا لیکن وہ خود بھی غیر مطمئن ہو گئی تھی۔

"ہاں۔۔۔ چلو اپنا خیال رکھنا اور وہاں بیٹھ کر تم بھی پریشان مت ہونا"انہوں نے فون رکھتے ہوئے اسے تلقین کی۔

"جی۔۔خدا حافظ"وہ فون رکھ کر پھر سے کام میں مصروف ہو گئی۔

مراد اسٹڈی میں ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھا تھا۔چہرے پر سخت تاثرات تھے۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو دلاور وہ لوگ ہم تک اتنی آسانی سے کیسے پہنچ سکتے ہیں؟"۔

"سر وہ کچھ مہینوں سے انویسٹیگیشن کر رہے تھے لیکن ان کے زرائع خفیہ ہیں اور اگر جلد از جلد اس مسئلے کا حل نہیں نکالا گیا تو بہت نقصان ہوگا" راشد نے اسے معاملے کی سنگینی کا احساس دلایا۔ مراد عباس کسی مسئلے پر بہت جلدی پریشان ہونے والا اور اس کے سامنے ہتھیار ڈالنے والا بلکل نہیں تھا۔ وہ مخالف کو اپنے سامنے ٹکنے نہیں دیتا تھا لیکن اس دفع سامنے کوئی اور تھا۔ وہ بے چین ہو گیا۔

"تم جاؤ مجھے سوچنے کا وقت دو" اس نے سگریٹ سلگا کر کش لگاتے ہوئے کہا اور دلا ور سر کو خم دے کر وہاں سے چلا گیا۔

شام کا وقت تھا۔ وہ دونوں اسی پارک میں ایک بنچ پر بیٹھے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تمھاری کانوو کیشن اسی ہفتے ہے نہ۔ پھر تم پاکستان واپس جا کر کیا جوائن کرو گے؟ اپنے بابا کا بزنس یا ایجنسی؟" ارمین نے اس سے پوچھا۔

"میں ایجنسی جوائن کروں گا لیکن بابا کو جب بھی میری ضرورت ہو گی آفس میں تو میں ضرور حاضر ہونگا" اس نے بتایا۔ اس نے ایمانداری سے کہا تو ارمین نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"میں تو واپس چلا جاؤں گا یہاں یہ ہماری آخری ملاقات ہے"۔

"ہاں"۔ ارمین نے سرد آہ بھری۔

"خیر ہم کانٹیک میں تو ہوں گے ہی قسمت نے چاہا تو جلد ملیں گے"۔ عمار کہہ رہا تھا اور ارمین اسے دیکھ رہی تھی۔

فہام رات کو گھر آیا تو ان دونوں کو لاؤنج میں بیٹھے ردا کے ساتھ باتیں کرتے دیکھا۔ وہ کافی تھکا ہوا تھا اور ڈسٹرب لگ رہا تھا۔

"ارے فہام تم آ گئے ہمارے پاس بیٹھو نا" فوزیہ نے اسے دیکھ کر خوشدلی سے کہا تو ردا نے اسے دیکھا۔ مراد کی نگاہیں اسی کی طرف تھیں۔

"آتاہوں۔۔ذرا چینج کرلوں"وہ سنجیدگی سے کہتاہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔کچھ دیر بعد وہ لاؤنج میں ردا کے برابر میں. بیٹھا تھا۔

"اور بروسناہے آج کل کافی مصوف ہو"مراد نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کے پیچھے چھپا طنز فہام اچھی طرح سمجھتا تھا۔ردا فوزیہ سے بات کر رہی تھیں۔

"بلکل صحیح سنا ہے۔بہت اہم کام میں مصروف ہوں"لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"اوہ۔۔لیکن اپنا خیال رکھنا یہ اہم کام تمہارا نقصان نہ کروادے"۔اس نے معنی خیز انداز میں کہا

"تم فکر مت کرو"۔فہام نے آگے سے جواب دیا۔

---

www.novelsclubb.com

عمار کی ڈگری مکمل ہوگئی تھی اور اب اسے پاکستان آئے ہوئے تین چار دن ہو چکے تھے۔

روحان سٹڈی میں لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں جھکائے کسی گہری سوچ میں گم تھا۔اس کے برابر میں عمار کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔اس نے روحان کو کسی کام سے آواز دی لیکن کوئی

جواب نہیں ملا۔جب دو تین دفعہ آواز دینے پر بھی جواب نہ ملا تو اس نے اسے کندھے سے ہلایا۔

"ہاں کیا ہوا ہے؟" روحان جیسے اب ہوش میں آیا تھا۔

"کیا ہوا کیا مطلب، میں تمہیں آواز دے رہا ہوں اور تم کوئی مجسمہ بن کر بیٹھے ہوئے ہو"۔

"ہاں تو اب سن رہاں ہوں۔بولو کیا کہہ رہے تھے تم؟" اس نے عمار کے تاسف سے کہنے پر کہا۔

"نہیں اب پہلے تم بتاؤ گے کیا مسئلہ ہے" وہ پورا اس کی طرف گھوم گیا۔

"کچھ خاص نہیں بس ایک کیس کی انوسٹیگیشن میں الجھے ہوئے ہیں میں اور فہام۔کچھ زیادہ ہی فرسٹریٹنگ کیس ہے اور اس کیس سے متعلقہ لوگ بہت با اثر ہیں" اس نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"خیر جو بھی مسئلہ ہے تمہیں کیئر فل رہنا چاہیے۔یہ میرا مخلصانہ مشورہ ہے تمہیں" عمار کو اس کی فکر ہوئی تھی۔

رات گہری ہو چکی تھی۔ وہ دونوں جب سے ردا کے گھر سے ہو کر آئے تھے کنٹرول روم میں موجود تھے۔ دلاور بھی وہیں تھا۔ فوزیہ کافی پریشانی میں مراد سے کہے جا رہی تھی

"مراد۔۔ جلدی کچھ کرو۔ کچھ بھی کر کے ہمیں اس مصیبت سے نکالو"۔

"ہمیں ان کے کمپیوٹرز، فائلیں وغیرہ چیک کرنی ہونگی۔ پہلے ہمیں ان سے سارا ریکارڈ کسی بھی طرح حاصل کرنا ہوگا" مراد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں ان دونوں کا کچھ دنوں سے پیچھا کر رہا ہوں انہوں نے ایک اپارٹمنٹ لیا ہوا ہے جہاں وہ اپنی انویسٹیگیشن کر رہے تھے انھوں نے سارے ریکارڈز وہیں رکھے ہوئے ہیں" دلاور نے انہیں مطلع کیا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن وہ ایسے ہی بیٹھ جائیں گے جب کوئی ان کے ریکارڈ چرانے کی کوشش کرے گا؟"

فوزیہ ٹینشن کے مارے کھڑی ہو گئی تھی۔

"کریں گے تو وہ لیکن ہمارے پاس خود کو بچانے کا ایک راستہ ہے"۔ مراد بھاری دل کے ساتھ کسی نتیجے پر پہنچا تھا۔

دلاور اس درمیانے طبقے کے علاقے میں موجود تھا۔ سڑک پر نیم روشنی میں وہ سر پر کیپ لگائے اور ہاتھوں میں گلوز پہنے اس بلڈنگ کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ اس بلڈنگ میں داخل ہوا اور آہستہ قدموں سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس اپارٹمنٹ کے دروازے تک آگیا۔

"کہاں رہ گئے ہو تم روحان" فہام اندر ایک کمرے میں لیپ ٹاپ اور فائلیں کھولے کام کر رہا تھا جب روحان کے اب تک نہ پہنچے پر اسے فون کرنے لگا۔ ان دونوں کو آج کام فائنل کرنا تھا تاکہ وارنٹ جلد سے جلد نکلوا سکیں۔

"پہنچ ہی رہا ہوں بس" روحان نے فون پر کہا تو اس نے فون رکھا۔

دلاور نے گلوز پہنے ہاتھوں سے جینز کی جیب سے سٹیل کی پک نکال کر دروازے میں لگے لاک میں گھسائی۔ دروازہ بنا آواز کیے کھل گیا۔ وہ آہستہ قدموں سے بنا ارتعاش پیدا کیے اندر آیا۔ فہام کو کچھ غیر معمولی محسوس ہوا لیکن تو وہ چوکنا ہو کر کمرے سے باہر نکلا۔ اسے پتہ تھا کہ روحان نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس نے ابھی کہا تھا کہ وہ پہنچ رہا ہے۔ وہ پہنچا نہیں تھا۔ اس نے کمرے سے باہر آکر جو دیکھا وہ اس کے اوسان خطا کرنے کے لیے کافی تھا۔

"کیسے ہیں آپ سر۔" سامنے دلاور اس پر پسٹل تانے کھڑا تھا۔ فہام کو بے یقینی نے نہیں دکھ کی شدید کیفیت نے آگھیرا تھا۔ لیکن وہ کمزور نہیں تھا کہ اپنے فرض کی ادائیگی پر اپنی رشتے داری پر غالب آنے دیتا۔ اس نے جلدی سے اپنی پسٹل نکالی لیکن اس سے پہلے دلاور اس پر جھپٹا اور اس کی ہاتھوں کو مروڑ کر اس کے سر پر پسٹل رکھ دی۔

روحان بلڈنگ کے باہر پہنچ چکا تھا اور اپنے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھا۔ اسے آج کوئی ضروری کام تھا اس لیے کچھ دیر ہو گئی تھی۔ وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دروازے تک آیا تو دروازہ کھلا دیکھ کر چونکا۔ وہ تیزی سے اندر بڑھا اور لاؤنج میں آیا تو جو منظر اس کے سامنے تھا اسے دیکھ کر اس کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔ فہام زمین پر خون میں

لت پت پڑا تھا اور اس کے سامنے دلاور سپاٹ چہرہ لیے کھڑا تھا۔روحان تیش سے اس کی جانب بڑھا

"You!"

لیکن دلاور نے اس کے سینے میں گولیاں اتار دی تھیں۔اسے مزاحمت کا موقع بھی نہیں مل سکا اور زمین پر ڈھے گیا۔دلاور نے جلدی سے سارے ریکارڈز اور لیپ ٹاپ سمیٹے اور واپس جانے سے پہلے وہ پسٹل روحان کے بے جان ہاتھ میں رکھی اور چلے گیا۔

مراد اپنے کمرے میں بیٹھا مسلسل سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلی اور آٹھ کر کھڑکی کے پاس آگیا۔وہ ٹھنڈی ہوا میں سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اس کی سانسیں روک رہا ہو۔

---

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

چھٹا باب

شب غم طویل ہو گی

I've been hiding it

I tell you something

Just to leave it buried

Now, I can't endure it anymore

Why couldn't I say it then?

I've been hurting anyway

www.novelsclubb.com

Really, I won't be able to endure it

Now cry

It's only that I'm very sorry towards you

Again, cry

Because I couldn't protect you

Deeper, deeper, the wound just gets deeper

Like pieces of broken glass that I can't reverse

Deeper, deeper, it's just the heart that hurts

everyday

You who was punished in my stead

You who were only delicate and fragile

Stop crying, tell me something

Try saying to me, who had no courage

Why did you do that to me then?

I'm sorry

Forget it, what right do I have

www.novelsclubb.com

To tell you to do this or that

I'm sorry, I'm sorry

I'm sorry my brother

Even if I try to hide it

Or conceal it, it can't be erased

Are you calling me a sinner?

What more do I have to say?

I'm sorry, I'm sorry

I'm sorry my sister

Even if I try to hide it, it can't be erased

So cry

Please dry me eyes

Stigma – V (BTS)

www.novelsclubb.com

گھڑی رات کے ساڑھے دس بجا رہی تھی۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے کہ وائرلیس بجا۔ عمار نے اٹھ کر ریسیور کان سے لگایا۔

"ہیلو۔۔جی میں ہی ہوں"۔سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیا؟"اس نے کچھ اونچی آواز میں کہا۔آسیہ اور زید صاحب نے اس کی آواز میں پنہاں لرزش اچھی طرح محسوس کی تھی۔اس نے سکتے کی کیفیت میں ریسیور نیچے رکھا۔

"کیا ہوا بیٹا کس کا فون تھا؟"آسیہ نے گھبرا کر پوچھا۔لیکن عمار اس وقت کچھ بھی کہنے سے قاصر ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ماحول میں سوگواری چھائی تھی۔تدفین کے بعد سب لوگ وہاں سے چلے گئے تھے لیکن عمار اس کی قبر کے پاس سر جھکائے کھڑا تھا۔آنکھیں خشک تھیں لیکن سرخ ہو رہی تھیں۔

"روحان سب کہہ رہے ہیں کہ تم نے فہام کو قتل کر کے خودکشی کی ہے۔سب تمہیں الزام دے رہے ہیں لیکن میں جانتا ہوں تم نے کچھ نہیں کیا تم بے گناہ ہو" وہ دل میں اس سے مخاطب تھا۔

"میرا بھائی کبھی ایسا نہیں کر سکتا اور اپنے دوست کے ساتھ تو بلکل نہیں۔میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے قاتل کو ضرور ڈھونڈ کر سزا دلواؤں گا" اس نے جیسے خود سے وعدہ کیا۔کچھ دیر بعد وہ گھر لوٹا۔زید صاحب تدفین کے بعد سے سٹڈی میں بند ہو گئے تھے۔ جوان بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارنا ان کے لیے بہت مشکل ثابت ہوا اور اس سے بھی زیادہ اس کے خلاف الزامات سننا۔آسیہ اپنے کمرے میں تھیں۔وہ وہیں آگیا۔

"عمار بیٹا یہ سب کیا کہہ رہے ہیں تمہارے بھائی کے بارے میں" وہ بستر پر نیم دراز تھیں اس کے قدموں کی آہٹ سے آنکھیں کھول کر نڈھال سے انداز میں آٹھ بیٹھیں۔ان

کے غمزدہ لہجے میں کیے گئے سوال پر عماران کے پاس آیا اوران کے ہاتھ تھام کرانہیں جیسے یقین دلایا

"ماما! وہ سب غلط کہہ رہے ہیں۔ آپ کے بیٹے نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ وہ بے قصور ہے"۔

انہیں اپنے لختِ جگر پر پورا بھروسہ تھا لیکن اس کی موت کا صدمہ ان سب کے لیے بہت بڑا تھا۔

رات ہو چکی تھی۔ ارمین جانے کب سے ردا کے پاس بیٹھی تھی۔ مراد کے فون پر وہ فوراً پاکستان کے لیے نکل گئی۔ تھی فہام کی موت نے انہیں اندر سے کمزور کر دیا تھا۔ سارے گھر کے در و دیوار سوگوار لگتے تھے۔ فوزیہ اور مراد دونوں وہیں تھے۔ جب سے وہ پاکستان آئی تھی اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔ مسلسل رونے کی وجہ سے آنکھیں سوجھ گئی تھیں۔

وہ ردا کو دوا دینے کے بعد وہاں سے نکلی اور راہداری سے ہوتی ہوئی فہام کے کمرے میں آئی۔ وہ وہاں اس کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر سے ایک فریم اٹھایا

جس میں اس کی تصویر تھی۔اس کی تصویر کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس پر گرا۔

"بابا کے بعد تم نے بھی ہمیں اکیلا کر دیا۔ تم کیوں چھوڑ کر چلے گئے بھائی؟"اس نے دل ہی دل میں اس سے سوال کیا۔وہ بھائی جو اس کے لیے ہمیشہ ایک سائبان بنا رہا۔ جو اسکا سب سے اچھا دوست تھا۔اس کا اس دنیا سے اچانک چلے جانا اس کے لیے برداشت کرنا کسی اذیت سے کم نہ تھا۔آنکھوں سے آنسو پھر بہنے لگے۔اس نے وہ فریم واپس رکھا اور بستر کراؤن سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔اس بات سے بے خبر کہ کوئی باہر دیوار سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ کچھ دیر یونہی کھڑا رہا پھر اسے اپنے کاندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔اس نے چونک کر سر اٹھایا تو وہاں فوزیہ کھڑی تھی۔

"مراد تمھارے جزبات ایک طرف لیکن اب ایک انتہائی قدم اٹھا ہی لیا ہے تو اس پر ثابت قدم رہو"انہوں نے اسے سمجھایا۔

اب وہ دونوں ٹیرس پر آ گئے تھے۔فوزیہ اپنے بھائی کی فیملی سے بہت پیار کرتی تھی لیکن ایک حد تھی جہاں وہ ساری محبتیں ختم ہو جاتی تھیں اور صرف اپنا مفاد یاد رہتا تھا۔"مجھے

معلوم ہے موم''۔اس نے گہری سانس لی۔"میں ہمارا دفاع کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں چاہے سامنے کوئی بھی ہو''۔

روحان زید اور فہام بخاری کے قتل کو آج چوتھا روز تھا۔

"یہ محض ایک الزام ہے اس نے کسی کا قتل نہیں کیا اور نہ ہی خودکشی کی ہے''عمار اور زید صاحب اسوقت پولیس اسٹیشن میں موجود تھے۔"

"لیکن جس پسٹل سے قتل ہوا ہے اس پر روحان زید کے ہی فنگر پرنٹس موجود ہیں''

انویسٹیگیشن آفیسر نے ان کے آگے ایک رپورٹ رکھی۔وہاں سے جتنے ثبوت ملے ہیں وہ سب انہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں''۔زید صاحب اس رپورٹ کو دیکھنے لگے تھے لیکن عمار کو اپنے بھائی پر پورا یقین تھا۔"کسی نے ضرور اس پر یہ سب پلاٹ کیا ہے۔پہلے دونوں کو قتل کیا پھر پسٹل روحان کے ہاتھ میں رکھ دی۔دونوں کے لیپ ٹاپ اور ریکارڈز بھی

غائب ہیں۔ ضرور اس میں وہ لوگ ملوث ہیں جن کے خلاف یہ کیس تھا" اس نے سارے شبہات اس آفیسر کے سامنے رکھ رہا تھا۔

"میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں عمار صاحب لیکن وہ آپ کے بھائی تھے اس لیے آپ ان کا دفاع ہی کریں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روحان زید کسی غلط کام میں ملوث ہوں اور فہام بخاری کو اس بارے میں معلوم ہو گیا ہو اسی وجہ سے روحان نے انھیں قتل کر دیا ہو اور اس گلٹ میں خود کو ختم کر لیا ہو۔ سارے ریکارڈز انھوں نے خود مٹا دئے ہوں تا کہ کسی کو پتہ نہ چلے" اس انویسٹیگیشن آفیسر کے تمسخر سے کہنے پر عمار کا خون کھول اٹھا۔

"ہو سکتا ہے جو یہ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہو" زید صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمار نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔ لیکن وہ وہاں انہیں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ مجبوراً وہاں سے آٹھنا پڑا۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا کہہ رہے ہو مراد یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے بہت اچھے دوست تھے۔ میں نہیں مان سکتی کہ روحان بھائی ایسا کر سکتے ہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"

جب مراد نے اسے پولیس کی ابتدائی تفتیشی معلومات بتائیں تو ارمین نے بے یقینی سے کہا۔

"ارمین یہ کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔ ثبوت ملے ہیں اس جگہ سے" مراد نے اسکے رد عمل پر تحمل سے کہا۔

"لیکن ان کے تعلقات آخر تک بہت بہترین تھے اور ایسا کوئی ثبوت موخود نہیں ہے جس سے یہ پتہ چلے کہ روحان بھائی کسی غلط کام میں ملوث تھے" اس نے آگے سے کہا۔ فوزیہ نے یہ سن کر پریشانی سے مراد کی طرف دیکھا۔

"دیکھو میری بہن، ہو سکتا ہے کہ وہ ظاہری طور پر ایک اچھا انسان ہو لیکن اس کے دل کا حال تو ہم نہیں جانتے تھے نہ اور ابھی تفتیش چل رہی ہے ہو سکتا ہے آگے ثبوت مل جائیں اس کے خلاف" اس کا لہجہ مضبوط تھا۔ ارمین بری طرح الجھ کر رہ گئی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔ دماغ میں ظاہر اور باطن کی جنگ چل رہی تھی۔ لیکن جو بھی ہو وہ یہ یقین نہیں کر سکتی تھی کہ روحان نے اسکے بھائی کو قتل کیا ہے کیونکہ اس کا بھائی روحان پر بھروسہ کرتا تھا۔

"قاتل کوئی بھی ہو بیٹا، میرا افہام تو اب واپس نہیں آسکتا نا" ردا نے ان سب میں پہلی بار کچھ کہا تھا۔ان کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔ان کی اس بات پر ارمین نے انہیں افسوس سے دیکھا۔

"بابا آپ ان کی باتوں پر کیسے یقین کر سکتے ہیں۔وہ سب آپس میں ملے ہوئے ہیں۔آپ کو اپنے خون پر بھروسہ نہیں ہے کیا؟" عمار شدید غصے میں تھا۔ساتھ بیٹھی آسیہ اس وقت غم کی کیفیت میں تھیں

"میرا بیٹا کبھی کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔مجھے یقین ہے اس نے ایسا کچھ نہیں کیا جس کی وجہ سے اسے خودکشی کرنی پڑے۔مرنے کے بعد بھی اسے سکون سے نہیں رہنے دے رہے"۔

www.novelsclubb.com

"مجھے اپنے بیٹے پر بھروسہ ہے لیکن دنیا والوں کو تو نہیں ہے۔وہ تو اسے مجرم ہی سمجھیں گے"۔انہوں نے سخت لہجے میں کہا۔

"چاہے جو بھی ہو، میں اپنے بھائی کو بے گناہ ثابت کر کے ہی رہوں گا"اس کے عزم سے کہنے پر انہوں نے سختی سے اسے ٹوک۔ا

"کیا کرو گے تم۔پہلے ہی ہماری بہت رسوائی ہو چکی ہے خدا کے لیے اب تم جذباتی ہو کر کوئی غلط قدم نہ اٹھانا۔مجھ میں مزید ہمت نہیں ہے یہ الزامات برداشت کرنے کی"۔وہ کہہ کر اٹھ گئے اور وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے وہیں بیٹھا رہا۔

مراد عباس کے اس اونچے محل میں وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔

"مراد تمہیں نہیں لگتا کہ ہمیں پکا کام کروانا چاہیے تھا۔میرا مطلب ہم نے روحان زید کے قتل کو خودکشی کا نام تو دے دیا لیکن یہ کلیئر نہیں کیا کہ اس نے کس وجہ سے وہ دونوں کام کیے"فوزیہ نے پلیٹ میں چمچ چلاتے ہوئے تذبذب سے کہا۔اس پر مراد نے انہیں سر اٹھا کر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے اس کام کو بس یہیں تک اس لیے چھوڑا کیونکہ میں پہلے ہی وہ کر چکا ہوں جس کا میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ جو بھی ہو لیکن فہام میرا بھائی تھا اور ہم ایک فیملی تھے۔ وہ تمام شواہد جو ہمیں مجرم ثابت کرتے ہیں وہ میں پہلے ہی ختم کروا چکا ہوں اور ارمین اور ممانی کو ظاہری سچویشن پر یقین دلانے کے لیے میں سب کچھ کر رہا ہوں۔ اگر آگے کوئی مسئلہ ہوا تو میں سنبھال لوں گا لیکن آپ کو ایک کام کرنا ہو گا۔ اس کے کہنے پر فوزیہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا "کون سا کام ؟"۔

"ارمین سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن روحان زید کا بھائی امریکہ میں ارمین کی یونیورسٹی میں ہی تھا اس وجہ سے ان کی آپس میں دوستی ہے۔ وہ ارمین کو اپروچ کر سکتا ہے اور پھر کسی ایک کو بھی سچ کا پتہ لگا تو ہمیں مسئلہ ہو گا۔ اسی لیے آپ کو ممانی کے پاس جا کر انہیں اس بات کا احساس دلانا ہو گا کہ وہ ارمین کو ان سب معاملات سے دور رکھیں اور پڑھائی مکمل کرنے کے لیے جلد سے جلد بھیج دیں۔ آخر وہ ان کی اکلوتی بیٹی ہے اور وہ اپنے بچوں کے معاملے میں حساس بھی ہیں تو وہ ایسا ہی کریں گی" مراد انہیں سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

" صحیح کہہ رہے ہو تم۔ میں کل ہی جاؤں گی'' فوزیہ نے اس سے اتفاق کیا۔

اگلے دن ارمین اپنے کمرے میں بستر پر بیٹھی لیپ ٹاپ میں تصویریں دیکھ رہی تھی جس میں وہ اور فہام ساتھ تھے۔ وہ آنکھوں میں اداسی لیے ان تصویروں کو اسکرول کر رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے سر دیکھا تو وہاں ردا کھڑی تھیں۔

"ماما وہاں کیوں کھڑی ہیں اندر آیئے نا'' وہ اٹھی۔ ردا اندر داخل ہو کر بستر کے کنارے پر ٹک گئی تھیں۔

"کیا کر رہی تھی بیٹا؟''

"کچھ نہیں بس ایسے ہی بھائی اور اپنی پرانی تصویریں دیکھ رہی تھی'' اس نے ان کے پوچھنے پر بتایا۔

"ارمین ایک بات مانو گی میری؟'' انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔

"کیسی بات؟'' اس کے اس طرح کہنے پر اس نے کہا۔

"تمھارے بابا چلے گئے لیکن میں نے تم دونوں کے لیے خود کو سنبھال لیا۔ لیکن اب میں نے اپنے ایک بچے کو بھی کھودیا ہے اور اب واحد تم ہو میرے پاس" کہتے ہوئے ان کی آواز بھیگ گئی۔

"ماما آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ میں ان سب معاملات میں نہ پڑوں" وہ ان کی بات کا مطلب سمجھ رہی تھی۔

"بیٹا فہام اب واپس نہیں آسکتا اور میں اب مزید کوئی صدمہ برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اس لیے تم واپس جا کر اپنی پڑھائی کرو اور آکر بزنس ٹیک اوور کرلو۔ مجھ میں اب پہلے جتنی ہمت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم میری بات مانو گی" ان کے کہنے پر ارمین انہیں کچھ دیر دیکھتی رہی پھر بولی

"ٹھیک ہے ماما جیسے آپ کی مرضی۔ میں بھی آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی"۔ وہ آگے ہو کر ان کے گلے لگ گئی۔

وہ دونوں ایک ریستوران میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔عمار نے اسے فون پر ملنے کا کہا تھا۔ اسے اپنے بھائی کے ساتھ ساتھ فہام کی موت پر بھی دل سے دکھ تھا۔وہ ارمین کا دکھ سمجھتا تھا اسی لیے اس سے تعذیت کرنا چاہتا تھا۔در حقیقت وہ اسے یہ یقین دلانا چاہتا تھا کہ روحان بے گناہ ہے۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ ارمین بھی باقی سب کی طرح اسے ہی قصوروار سمجھے۔ارمین بھی اس سے بات کرنا چاہتی تھی اسی لیے فون پر انکار نہیں کر سکی۔اس وقت دونوں کے درمیان ایک چبھنے والی خاموشی حائل تھی۔

"کیسی ہو؟"عمار نے بالآخر بات کا آغاز کیا جبکہ اسے معلوم تھا کہ وہ کیسی ہو گی۔ارمین نے گہری سانس کھینچی اور اس کی طرف دیکھا۔

"میں ٹھیک نہیں ہوں تم کیسے ہو؟"اس کے کہنے پر عمار کو اپنے پاس سے الفاظ ختم ہوتے محسوس ہوئے۔اس کی بھوری آنکھیں سوگوار تھیں۔

"ارمین مجھے بہت افسوس ہے فہام کی ڈیتھ پر۔میں تمہارا دکھ سمجھ سکتا ہوں کیونکہ میں بھی اسی طرح کے دکھ سے گزر رہا ہوں" وہ کہتے کہتے رکا تو ارمین نے اسے دیکھا۔وہ بہت اداس اور ڈیپریسڈ لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سب یہ سمجھ رہے ہیں کہ روحان نے ہی فہام کو قتل کیا ہے لیکن یہ سچ نہیں ہے۔وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔خیر۔۔میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کیا سمجھتی ہو"اس نے بہت بھاری دل کے ساتھ کہا۔وہ یہ نہیں سننا چاہتا تھا کہ ارمین بھی اس کے بھائی کو ہی مجرم سمجھے۔

ارمین نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہنا شروع کیا

"دیکھو عمار سچ کہوں تو میں بھی اس وقت شدید الجھن میں ہوں۔کیا سچ ہے کیا جھوٹ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ بغیر ثبوت کے صرف شک کی بنیاد پر کسی مرے ہوئے شخص پر الزام لگانا درست نہیں ہے خاص طور پر جب آپ اس شخص کو جانتے ہوں"عمار یہ سن کر کچھ سکون میں آیا۔

"اس کا مطلب تم ان یکطرفہ الزامات پر یقین نہیں کرتی"۔ارمین نے آسودگی سے سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"میں اصل قاتلوں کو تلاش کرنا چاہتا ہوں اور انہیں سزا دلوانا چاہتا ہوں لیکن بابا کہہ رہے ہیں کہ ان کی بہت رسوائی ہو چکی ہے اسی لیے میں ان معاملات سے دور رہوں لیکن

اس معاملے سے دور رہ کر میری روح کو سکون نہیں ملے گا'' وہ یہ کہتے ہوئے بہت ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا۔وہ جانتی تھی کہ وہ اپنے بھائی سے کس قدر اٹیچڈ تھا۔

"تمھیں پتہ ہے ماما بھی مجھے یہی کہی رہی ہیں کہ میں سچ جھوٹ تلاش کرنے میں نہ پڑوں کیونکہ انہوں نے بابا کے بعد اپنے بیٹے کو بھی کھو دیا ہے۔اور وہ یہ نہیں چاہتیں کہ وہ اپنی بیٹی کو بھی کھو دیں۔میں بھی انصاف چاہتی ہوں لیکن میں انہیں مزید انسیکیور نہیں کرنا چاہتی۔ایک دفع خود کو ہر لحاظ سے مضبوط کرنا چاہتی ہوں کیونکہ جب تک ہم خود اپنا دفاع نہیں کر سکتے تو کسی اور کے لیے بھی نہیں لڑ سکتے۔انکل نے اپنے جوان بیٹے کو قبر میں اتارا ہے وہ اپنے دوسرے بیٹے کو کسی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے اسی لیے انہوں نے وہ سب کہا'' ارمین کی باتیں اس کے دل پر لگی تھیں اور اس کے دل میں بھڑکتی آگ کچھ کم ہوئی تھی لیکن وہ جواب میں سر ہی ہلا سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب میں چلتی ہوں۔ڈگری مکمل کر کے واپس آؤنگی تو انشاءاللہ پھر ملاقات ہو گی۔اپنا خیال رکھنا'' وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ایک آخری بات'' عمار نے اٹھتے ہوئے کہا اور ارمین کے قدم وہیں رک گئے۔

"واپس آنے کے بعد تم بدلوگی تو نہیں؟" اسکے سوال پر ارمین نے مڑ کے اسے دیکھا

"فکر مت کرو I Will always be the same Armeen for you" اسکے کہنے پر وہ مسکرایا۔وہ وہاں سے چلی گئی۔

(اب دیکھنا ہے کہ قسمت انہیں دوبارہ ملواتی ہے یا نہیں۔)

---

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

ساتواں باب

میرا حال میرے دل کا بیان ہے

ایک عرصہ ہوا تمہیں دیکھے ہوئے

ایک طویل مدت گزاری ہے انتظار میں

لیکن ہمیں پھر ملنا ہی تھا کیونکہ

ہم بچھڑے تھے واپس ملنے کے لیے

ہو سکتا ہے کہ ہم اب وہ نہ رہیں

www.novelsclubb.com

جو تھے کبھی ایک وقت میں

ہمارا حال ہمارے دل کا بیان ہے

یہ سمجھ لیں گے ایک دوسرے کو دیکھ کے

موجودہ وقت:

رات کا وقت تھا۔ ارمین اپنے گھر کی اس وسیع سٹڈی میں موجود تھی۔ سٹڈی روم کی ایک طرف بک شیلف تھا جہاں ہر قسم کی کتابیں رکھی تھیں کیونکہ اس گھر میں رہنے والے پڑھنے کا ذوق رکھتے تھے۔ وہ ایک سائیڈ میں رکھی ٹیبل جس پر کافی کا خالی مگ پڑا تھا اور اس کے آمنے سامنے رکھے دو صوفوں میں سے وہ ایک پر دونوں پیروں کو اوپر کئے بیٹھی تھی۔ ہاتھ میں کوئی کتاب تھی جسے وہ انہماک سے پڑھ رہی تھی۔ کچھ دیر میں اس نے سامنے دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا (جو سارے گیارہ بجا رہی تھی) اور کتاب بند کر کے اٹھی اور بک شیلف میں رکھنے لگی اچانک اس کی نظر اس شیلف کے اوپر والے خانے پر پڑی۔ اس کے

چہرے پر اداسی چھا گئی۔اس نے یونہی اس خانے میں سے ایک کتاب اٹھائی اور اس کے صفحات پلٹے تو ان کے درمیان میں سے کچھ ملا جسے دیکھ کر وہ چونکی۔وہ ایک پین ڈرائیو تھی۔اس نے بک شیلف کے ارد گرد تفتیشی نظروں سے دیکھا۔

"یہ کتابیں بھائی کی تھیں" اس نے اچھنبے سے دوبارہ اس پین ڈرائیو کو دیکھا تو اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا

"اس کا مطلب یہ انہوں نے ہی رکھی تھی ادھر کیونکہ وہ اپنی اہم چیزیں ایسے ہی رکھتے تھے۔یقیناً اس میں کچھ اہم ہے اس لیے اس نے اتنی سیکریسی سے رکھی تھی" اس نے سوچا۔اسے امید تھی کہ یہ فہام نے رکھی تھی تو اس میں ضرور کچھ اہم ہو گا اور اب تک کسی کے ہاتھ نہیں لگی کیونکہ فہام کی چیزیں جہاں رکھی ہوتی تھیں اسے وہاں سے ادھر ادھر کرنے کی ہمت کوئی نہیں کر سکتا تھا۔وہ اس پین ڈرائیو کو اپنے ساتھ لیے وہاں سے نکل گئی۔

رات کے دس بجے کا وقت تھا۔ مراد عباس کے آفس میں ایک نامور سیاستدان کے ساتھ خفیہ میٹنگ چل رہی تھی۔

"تو اظہر سومرو صاحب آپ کے یہاں آنے کا مقصد یقیناً سعید لغاری کو راستے سے ہٹانا ہے" مراد جوان کے سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا ان کے تشریف لانے کے مقصد سے اچھی طرح واقف تھا۔

"جی مراد صاحب ایسا ہی ہے۔ اصل میں مجھے خدشہ ہے کہ سعید لغاری ہماری غیر قانونی سرگرمیوں سے واقف ہے۔ وہ ہمارے بزنس میں بھی رائیول ہے اور الیکشن قریب ہے تو وہ ضرور ہماری پارٹی کے خلاف یہ ثبوت استعمال کر کے ہمیں عوام کی نظروں میں ہمیں برا بنانے کی کوشش کرے گا۔ اس لیے ہمیں آپ کی معاونت درکار ہے۔ جیسے کہ ہمارے کافی پرانے کاروباری تعلقات ہیں مجھے یقین ہے آپ ہماری مدد ضرور کریں گے"

انہوں نے بہت آس سے مراد کو دیکھا۔

"سومرو صاحب ہمارا ریلیشن گیو اینڈ ٹیک پر مبنی ہے۔ ہم ایک دوسرے کے ہر طرح کے کاموں میں کام آتے رہے ہیں تو آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کا کام

ہو جائے گا'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ کسی کے لیے بھی ایسے کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتا تھا۔ اظہر سومرو سے اس کا بہت پہلے کا کاروباری تعلق تھا۔ وہ انہیں یہ فیور نہیں دیتا تو وہ خود بھی مشکل میں پھنس سکتا تھا۔

دوپہر کے وقت تیز دھوپ تھی ساتھ ہی ہوائیں بھی چل رہی تھیں۔ کرائم برانچ، کراچی ہیڈ کوارٹر میں اپنے آفس میں وہ ریوالونگ چیئر پر بیٹھا۔ سامنے ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھا تھا اور مختلف کیسز کی فائلیں پڑی تھیں۔ اس کی پر سوچ نگاہیں ہاتھ میں پکڑے فون پر تھیں۔ اس نے فون پر کنٹیکٹ لسٹ کھولی اور ایک نام پر آ کر رکا، ارمین بخاری۔ وہ اس نام کو کچھ دیر یونہی دیکھتا رہا پھر کال کرنے کے لیے اسکرین کی طرف انگلی بڑھائی لیکن پھر واپس پیچھے کرلی اور موبائل ٹیبل پر رکھ کر سر چیئر کی پشت سے ٹکا یا اور آنکھیں موندھ لیں۔

سمندر کنارے بخاری لمیٹڈ کی اس بلڈنگ کے اندر جھانکا تو ارمین اپنے آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھی کوئی فائل لیے غور سے اسے پڑھ رہی تھی۔"یہ لیجیے اسد۔میں اس فائل کو اوکے کر رہی ہوں“اس نے وہ فائل ٹیبل پر اس شخص کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے میم“وہ شخص جو کمپنی کا ایک اہم ورکر تھا تابعداری سے کہہ کر وہاں سے باہر نکل گیا اور ارمین کی نظریں ہاتھ میں پکڑی اس پین ڈرائیو پر واپس جم گئیں جو اسے کل رات ملی تھی۔آفس میں سارا دن کام کی وجہ سے اسے اس میں موجود رازڈی کوڈ کرنے کا وقت نہیں مل سکا۔گھر جا کر اس کو ڈی کوڈ کرنے کا سوچ کر وہ اس پین ڈرائیو کو بیگ میں ڈال کر وہاں سے نکل گئی۔سورج ڈھل چکا تھا۔اندھیرا پھیل رہا تھا۔وہ بلڈنگ سے باہر نکل کر پارکنگ میں اپنی کار کی جانب جا رہی تھی کہ اس کی نظر اس شخص پر پڑی۔وہ سامنے سے چلتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ارمین اسے دیکھ کر اپنی جگہ پر بے ساختہ جم سی گئی۔وہ اس

کے سامنے آ کھڑا ہوا۔اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں چمک تھی۔"عمار۔۔تم یہاں؟"وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں بھئی میں نے سوچا تم خود تو ملو گی نہیں نہ ہی فون کرو گی تو میں خود ہی ملنے آ جاؤں"

اس نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے کہا اور ارمین کو افسوس ہوا تھا کہ وہ اسے فون بھی نہیں کر سکی تھی۔لیکن وہ اتنے عرصے بعد اسے دیکھ کر حقیقتاً خوش ہوئی تھی۔

"آئم سو سوری عمار۔میں تم سے ملنا چاہتی تھی لیکن یہاں کام کا لوڈ اتنا تھا جب میں نے اپنی سیٹ سنبھالی،اسی لیے میں بالکل وقت نہیں نکال سکی"۔

"خیر کوئی بات نہیں کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں"ان تین سالوں میں عمار زید کا رویہ سب کے لیے بدل گیا تھا لیکن ارمین کے لیے وہ وہی پہلے والا عمار تھا۔

"ویسے تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں ایک مہینے پہلے ہی پاکستان آئی ہوں؟"وہ دونوں قریب ہی کسی کیفے میں بیٹھے ہوئے تھے جب ارمین نے پوچھا۔

"بس چل گیا پتہ"اس نے کاندھے اچکائے۔"اور سناؤ کیا ہو رہا ہے؟گھر میں سب ٹھیک ہے؟"

"ہاں اللہ کا شکر ہے سب ٹھیک ہے اور کچھ نہیں بس ہر دن کوئی نیا کیس آجاتا ہے۔ ویسے انویسٹیگیشن آفیسر کی جاب میں کافی تھرل ہوتا ہے" اس نے آخری جملہ تھوڑے ہلکے انداز میں کہا اور ارمین نے ہنستے ہوئے سر ہلا دیا۔

"ویسے تمہاری لائف میں سب ٹھیک ہے نہ؟ آنٹی کیسی ہیں؟ اس کے انداز میں اپنائیت تھی۔

"ابھی تک تو سب ٹھیک ہے۔ ماما بھی ٹھیک ہیں"۔ اس نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں بظاہر تو بالکل ٹھیک اور اپنے کریئر میں کامیاب تھے لیکن ان کے دلوں کا حال صرف اللہ ہی جانتا تھا۔ وہ کچھ دیر، گزرے ماہ و سال کی باتیں کرتے رہے پھر اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

اس شاندار محل کے اندر دیکھو تو فوزیہ عباس اپنے کمرے میں ایک طرف رکھے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ہاتھوں میں ایک فوٹو فریم تھا جسے وہ آنکھوں میں اداسی لیے دیکھ رہی تھیں۔

"تمہارے جانے کے بعد ہم دونوں ماں بیٹے کیا سے کیا ہو گئے ہیں عباس"ان کی آواز میں زمانے بھر کا درد تھا۔وہ اس تصویر کو کافی دیر سے ہاتھ میں لیے بیٹھی تھیں۔دروازے پر ہونے والی دستک نے انھیں چونکایا۔انھوں نے وہ تصویر واپس جگہ پر رکھ دی۔

"یس"اس کے کہنے پر ملازمہ اندر آئی اور اس سے کچھ کہنے لگیں۔فوزیہ اسے کچھ ہدایات دینے لگیں۔

---

www.novelsclubb.com

عمار رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے سے ملحق بالکونی میں آسمان کی طرف نگاہیں کیے کھڑا تھا کہ جب اسے اپنے کاندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔اس نے چونک کر برابر میں دیکھا تو آسیہ کھڑی تھیں۔

"ماما آپ کب آئیں؟"

"بس ابھی ابھی" انھوں نے اس کے چہرے کو دیکھا جو یہ واضح کر رہا تھا کہ وہ کسی گہری کشمکش میں ہے۔

"کیا سوچ رہے ہو بیٹا؟ میں دیکھ رہی ہوں کچھ دنوں سے تم کسی الجھن کا شکار ہو" انہوں نے متفکر لہجے میں کہا۔ وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا "آج ارمین سے ملا تھا میں"۔

"ارمین!! وہ آگئی واپس؟" انہوں نے حیرانی سے پوچھا۔

"جی"۔

"اچھا کیا بات ہوئی؟ کیسی ہے وہ؟"

"ٹھیک ہے۔ پوچھ رہی تھی آپ لوگوں کا۔ میں تو یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ اب بھی ویسا ہی سوچتی ہے یا وہ موو آن کر گئی ہے"۔ وہ کبھی کبھی اپنی ماں سے وہ باتیں شیئر کر لیتا تھا جو اسے گہری کشمکش میں ڈال دیتی تھیں۔

"تو پھر تم نے اس سے پوچھا؟" آسیہ نے اس کی بات سن کر سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں میں پوچھ نہیں سکا"اس نے صرف اتناہی کہااور آسیہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلادیا۔

انہوں نے اس سے مزید سوال نہیں کیے۔

اس علاقے سے کچھ فاصلے پر اس پوش علاقے میں اس اونچے گھر کی ایک کھڑکی سے جھانکا جائے تو ارمین سٹڈی میں موجود لیپ ٹاپ میں سر دیے اس پین ڈرائیو میں موجود فائل کو ڈی کوڈ کرنے کی کوشش کررہی تھی۔اس نے آئی ٹی کا ایک کورس کرر کھا تھا جس کی وجہ سے وہ خود اس میں لگی ہوئی تھی۔

"ون،ٹو،تھری،فور اس نے کیز پر آرام آرام سے کچھ ٹائپ کیا کہ کہیں فائلز کسی غلطی کی وجہ سے ڈی کرپٹ نہ ہو جائیں۔

"یس"اس نے فاتحانہ انداز میں جیسے خود کلامی کی۔آخر کار وہ کوڈ بریک کرنے میں کامیاب ہو گئ تھی۔اب وہ فائل چیک کرنے لگی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھر صدمے سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"Muraad Abbas, culprit of illegally providing escape in his factory and financially aiding the terrorists" ۔

اس نے یہ الفاظ پڑھے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔اس کے دل ودماغ میں ایک انتشار سا پھیل گیا۔اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جواب دے گئی ہو۔لیکن وہ ارمین بخاری تھی۔جلد ہی سنبھل گئی اور پوری رپورٹ چیک کرنے لگی۔وہ صرف ایک فائل تھی جس نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ وہ اس پر کیسے یقین کرے لیکن دل میں ایک گرہ لگ گئی تھی۔لیپ ٹاپ کی اسکرین کو نیچے گرا کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئ۔

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

آٹھواں باب

قلبِ بے قرار

Don't leave me

I believe reaching out

No ending you are my hope

No matter what darkness erases

Keep your eyes open and feel it

You are not alone.

www.novelsclubb.com

Don't leave me (BTS)

صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ نومبر کے ابتدائی دن تھے۔ شہرِ قائد میں صبح کے وقت فضا میں ہلکی ہلکی خنکی تھی۔ مراد عباس اور فوزیہ ناشتے کی میز پر خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے۔

"کل اظہر سومرو آئے تھے آفس" مراد نے جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے کہا جس پر فوزیہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کس کام کے لیے؟"

"انھیں خدشہ ہے کہ سعید لغاری ان کی ال لیگل ایکٹیوٹیز ایکسپوز کریں گے الیکشن میں۔ ان کے کاروباری تنازعات بھی ہیں ان سے، اسی لیے انہیں ہماری مدد چاہیے" وہ اب ان کی طرف متوجہ تھا۔

"یقیناً انھوں نے سعید لغاری کو راستے سے ہٹانے کی بات کی ہوگی اور تم نے فوراً ہامی بھر لی ہوگی" فوزیہ نے اندازہ لگایا۔

www.novelsclubb.com

"صرف اس لیے کہ انہوں نے ہماری بہت مدد کی تھی کاروباری دنیا میں اپنے قدم جمانے میں۔ لیکن ہم نے بھی ہمیشہ ان کے غلط کاموں کو کور کیا ہے۔ تمھیں نہیں لگتا کہ اگر وہ

کسی دن ایکسپوز ہوئے تو ہم بھی پھنسیں گے اور یہاں تو وہ ایک صوبائی وزیر کو قتل کروانا چاہتے ہیں"فوزیہ کو شدید تحفظات تھے۔

"ان کی وجہ سے ہمیں پاور بھی ملی ہے اور جب تک ہمارے پاس یہ پاور ہے کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"اس کا لہجہ اٹل تھا۔فوزیہ نے اسے غور سے دیکھا۔

یہاں سے کچھ میل دور اس اونچے گھر میں ارمین اپنے کمرے میں آفس کے لیے تیار ہو رہی تھی۔اس نے سیاہ رنگ کی جینز اور سفید ٹاپ پہن رکھا تھا اور اب وہ اس کے اوپر سفید ہی کوٹ پہن رہی تھی۔ہلکے بھورے بالوں کو شانوں پر کھلا چھوڑا ہوا تھا۔اس کی نظریں آئینے پر جمی کسی گہری سوچ میں لگتی تھیں۔اس نے ذہن سے ساری سوچیں جھٹکیں اور بیگ اور فون اٹھا کر نیچے آگئی جہاں ردا ناشتے کی ٹیبل پر اسکا انتظار کر رہی تھیں۔

"ناشتہ نہیں کرنا کیا بیٹا؟"انہوں نے اسے تیار دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں ماما۔آج دل نہیں کر رہا"اس نے سچ کہا تھا لیکن وہ مطمئن نہیں ہوئی تھیں۔

"کیوں نہیں کر رہا دل؟"

"بس ایسے ہی۔ مجھے بھوک لگے گی تو میں آفس میں ہی کچھ کھالوں گی"اس نے انہیں مطمئن کرنے کے لیے کہا۔

"سچ کہی رہی ہونا؟"انہوں نے تصدیق چاہی۔"جی سچ کہہ رہی ہوں۔اچھا اب میں جارہی ہوں خداحافظ"الوداعی کلمات کہتے وہاں سے پورچ میں کھڑی سفید Fortuner کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی۔بیگ برابر والی سیٹ پر ڈالااور کچھ دیر کے لیے سر سٹیرنگ ویل سے ٹکادیا۔کل رات جوانکشاف اس پر ہوا تھااس نےاس کے سارے احساسات جیسے منجمد کر دیے تھے۔وہ بے چین تھی۔اسے بہت سارے سوالات کے جواب کی تلاش تھی۔کچھ دیر میں خود کو نارمل کرنے کے بعد اس نے کار اسٹارٹ کی اور مین گیٹ سے باہر نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

صبح کی ہلکی دھوپ آہستہ آہستہ تیز ہورہی تھی۔کراچی کے اس پوش علاقے میں واقع ایک کافی شاپ کے سامنے ایک دیا گاڑی آکر رکی اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر

عمار باہر آیا۔ وہ اس کافی شاپ کے اندر بڑھا اور کسی کو ڈھونڈنے لگا جب اس کی نظر کونے میں ایک ٹیبل پر بیٹھے فائق پر پڑی۔ وہ اس کے قریب گیا۔

"خیریت؟ تم نے اس وقت ملنے کا کہا"۔

فائق اس کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور کچھ الجھا ہوا لگا۔ "بیٹھو بتاتا ہوں" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کر کے سنجیدگی سے کہا۔

"کسی کے متعلق انفارمیشن نکلوانی ہے"۔

فائق الرٹ ہوا۔ "کس کے متعلق؟"

"مراد عباس کا رائٹ ہینڈ دلاور شاہ۔ مجھے اس کی ساری انفارمیشن چاہیے۔ وہ کون ہے اور اس کے لیے کیا کیا کام کر چکا ہے؟ اسے ٹریک کرو کہ وہ آج کل کن سرگرمیوں میں ملوث ہے" وہ ٹیبل پر آگے ہو کر جیسے حکم صادر کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ مراد عباس ہی وہ مجرم ہے جسے تم تلاش کر رہے ہو؟" اس نے جاننا چاہا۔

"ہاں وہی ہے۔اور مجھے اسے کٹھرے میں لانے کے لیے ثبوت چاہیں اس لیے میں نے یہ کام تم سے کہا ہے"۔

"اوکے تم فکر نہیں کرو میں معلومات اکھٹا کرلوں گا جلد ہی" وہ اس کی بات کی گہرائی سمجھ رہا تھا۔

شہرِ قائد میں ساحل سمندر پر سورج غروب ہونے کا خوبصورت منظر دیکھا جا چکا تھا۔اب تیزی سے اندھیرا چھا رہا تھا۔ارمین فہام کے کمرے میں تھی۔آج وہ معمول سے جلدی گھر آگئی تھی کیونکہ سارا دن اس کا دماغ ایک ہی جگہ پر اٹکا ہوا تھا۔اس نے سوچا کہ فہام کے کمرے میں اس کے سامان کی ایک دفعہ ضرور تلاشی لینی چاہیے کیونکہ وہ اب بھی بے یقینی کا شکار تھی۔وہ مراد کے خلاف ثبوت ڈھونڈنا چاہتی تھی۔وہ تنے اعصاب کے ساتھ الماری چیک کررہی تھی جواب تک ویسی ہی تھی۔ایک ایک دراز کھول کر دیکھی لیکن کچھ نہ ملا سوائے ایک فائل کے۔اس نے وہ فائل کھولی تو اس میں کچھ کاغذات تھے لیکن جس

چیز کی اسے تلاش تھی اس کے متعلق اسے کچھ نہیں ملا۔اس نے تھک کر وہ فائل واپس رکھی اور بستر پر بیٹھ کر کچھ سوچنے لگی کہ اس کا فون بجا۔اسکرین پر جگمگاتے نام کو دیکھ کر اس کے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑ گ ئے۔

"ہیلو"اس نے فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو کہاں ہو؟"عمار نے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

"گھر پر ہوں۔ویسے تم کیوں پوچھ رہے ہو"اس نے نا سمجھی سے کہا۔

"کیونکہ میں تمہارے گھر کے باہر کھڑا ہوں"۔

"ہیں!!"اس نے خود سے کہا لیکن پھر سمجھ آنے پر فوراً فون کان سے ہی لگائے کمرے سے باہر نکلی۔جبکہ اس کی حیرانی کے جواب میں وہ پر سکون تھا۔

"باہر کیوں کھڑے ہو اندر آؤنا"سیڑھیوں سے نیچے کی طرف جاتے ہوئے اس نے فون پر اس سے کہا۔عمار اندر آگیا۔اس کا گھر یہاں سے پندرہ منٹ کے فاصلے پر تھا اسی لیے وہ چہل قدمی کرتے ہوئے یہاں آیا تھا۔

"کیسے ہو؟"ارمین اسے ڈرائنگ روم کی طرف لے جا رہی تھی۔

"اللہ کا کرم ہے۔ تم سناؤ آج آفس نہیں گئیں؟" اب وہ دونوں ڈرائینگ روم میں رکھے صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔

"گئی تھی۔ جلدی آگئی" اس کے بتانے پر عمار نے سر ہلا دیا۔

"اور۔۔ آنٹی کیسی ہیں؟"

"میں نے بتایا ہے انہیں تمہارے آنے کا۔ آتی ہی ہونگی خود پوچھ لینا ان سے"۔

"شیور"۔ وہ پہلی دفعہ یہاں آیا تھا لیکن بااعتماد تھا اور ارمین کو اس کا آنا اچھا لگا تھا۔

"اور آج کل کس کیس پر کام کررہے ہو آفیسر"۔

"میرے خیال میں تم یہ آفیسر والے تکلف میں نہ پڑو۔ ہماری دوستی کو ان تکلفات کی ضرورت نہیں ہے" اس نے جتانے والے انداز میں کہا۔ ارمین نے شانے اچکائے اور تبھی وہاں ردا داخل ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"اسلام وعلیکم آنٹی" عمار انھیں دیکھ کر کھڑا ہوگیا۔

"وعلیکم اسلام بیٹا۔۔ بیٹھو نا" انھوں نے بہت ہی خوش اخلاقی سے کہا۔

"کیسے ہو بیٹا؟ ارمین سے تمھارے بارے میں بہت سنا ہے۔ روحان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی فہام کی وجہ سے لیکن تم سے پہلی دفع ملنے کا اتفاق ہو رہا ہے"۔ عمار کے چہرے پر اداس مسکراہٹ آئی تھی اور ان دونوں کے چہروں پر بھی۔

"میں ٹھیک ہوں آنٹی۔ آپ کیسی ہیں؟ ارمین سے میں نے بھی آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ اس کے لیے سب سے اہم ہیں۔ آپ سے مل کر اچھا لگا" عمار نے مسکرا کر کہا۔ کچھ دیر وہاں باتیں کرنے اور ردا اور زید صاحب کا حال چال پوچھنے کے بعد وہ وہاں سے کسی کام سے اٹھیں جب ارمین نے عمار کو کسی سوچ میں محو دیکھ کر کہا "کیا سوچ رہے ہو؟"۔

"کچھ نہیں" اس کی آواز میں ہچکچاہٹ تھی جو ارمین سے نہیں چھپ سکی تھی۔

"کچھ تو سوچ رہے ہو تم۔ ویسے تم کیا یہ جاننا چاہتے ہو کہ میں اب بھی ان باتوں پر قائم ہوں جو تین سال پہلے میں نے اس ریستوران میں کہی تھیں؟"۔ اس پر عمار نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔

"تمھیں کیسے پتہ کہ میں یہ جاننا چاہتا ہوں؟"

"میں اسی سوال کی توقع کر رہی تھی لیکن تم نے پوچھا ہی نہیں تو میں نے کہا بھی نہیں۔

لیکن میں اپنی بات پر قائم ہوں"۔

"تم بھروسہ کرتی ہو مجھ پر؟" اس کی گہری آنکھوں میں کچھ تھا۔ ارمین نے سر اثبات میں

ہلایا اور عمار کے دل کو کچھ اطمینان ہوا۔

"ویسے تمہیں کچھ پتہ چلا کہ کس کیس پر کام کر رہے تھے وہ دونوں؟" ارمین نے اس سے

پوچھا جس پر اس نے خود کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ابھی نہیں پتہ چلا لیکن میں جلد

ہی پتہ کر لوں گا سو ڈونٹ وری"۔ ارمین اداسی سے مسکرائی۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں مین

گیٹ کی جانب جا رہے تھے جب عمار نے کہا

"ویسے آنٹی واقعی بہت گریس فل ہیں اور تمہیں بھی یہ خوبصورتی انہیں سے ملی ہے"۔

"اس کامپلیمنٹ کے لیے شکریہ" اس کے انداز پر عمار ہنس پڑا اور اسے دیکھ کر وہ بھی۔

"چلو پھر ملاقات ہو گی۔ اللہ حافظ" عمار نے الوداعی کلمات کہے اور گیٹ سے باہر نکل گیا۔

"خدا حافظ" وہ اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

رات کافی گہری ہو چکی تھی۔اس ہائی کلاس علاقے میں واقع ایک وسیع بنگلے کے اندر ایک درمیانی عمر کی عورت جو اس گھر کی ملازمہ معلوم ہوتی تھی اپنے ہاتھوں میں ٹرے پکڑے جس پر چائے کا کپ رکھا تھا ایک کمرے کی طرف لے جا رہی تھی کہ تبھی اسے کوئی شخص دوسری طرف تیز قدموں سے جاتا ہوا نظر آیا۔اسے وہ کچھ مشکوک لگا۔سر پر کیپ ہونے کی وجہ سے وہ اسے صحیح طرح نہیں دیکھ سکی۔جب وہ غائب ہو گیا تو اس نے ٹرے ایک ہاتھ میں پکڑے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔جب دوبارہ کھٹکھٹانے پر بھی کوئی جوب نہیں ملا تو اس نے ڈور ناب گھما کر خود دروازہ کھولا اور اس آفس کے طور پر استعمال ہونے والے کمرے کے اندر قدم رکھ کر جو منظر اس کی آنکھوں کے سامنے تھا اس پر اس کی دل خراش چیخ نکلی جسے اس گھر میں رہنے والے تمام لوگوں نے سنا۔

اس اونچے گھر میں مراد سٹڈی میں کتاب لیے بیٹھا تھا،جب اس کا فون بجا۔اس نے اسکرین پر نام دیکھ کر فوراً فون کان سے لگا لیا"ہاں دلاور کہو۔ٹھیک ہے“۔اس نے بات سن کر فون رکھا اور سگریٹ سلگا کر ہونٹوں سے لگا لی۔

کچھ ہی دیر میں اس علاقے میں پولیس موجود تھی۔اس آفس کو سیل کیا جارہا تھااور ابتدائی کاروائی جاری تھی۔

---

www.novelsclubb.com

نواں باب

ایک نیا محاذ

Louder than bombs, I break

All the pain pour out

From the moment I knew

The expression you had on wasn't that expression

www.novelsclubb.com

Louder than bomb, I break

Louder than bombs (BTS)

صبح کے وقت اس وسیع گھر میں عمار اور زید ہارون ناشتے کی میز پر موجود کل رات کے واقعے کے متعلق کچھ بات کر رہے تھے جبکہ آسیہ خاموشی سے اپنا ناشتہ کر رہی تھیں۔

"الیکشن کے دن قریب ہیں ایسے میں سعید لغاری کا قتل ہو جانا کوئی عام بات نہیں ہے"

زید ہارون نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ان کے رائیولز تھے بزنس میں بھی اور سیاست میں بھی۔ انہیں کا کام ہے یہ۔ وہ ایک صوبائی وزیر تھے۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت ان قاتلوں کو ایسے ہی نہیں جانے دے گی"

عمار یہ کہنے کے بعد چائے کے کپ کو لبوں سے لگا چکا تھا۔

"دنیا میں اس طرح قتل کیوں ہوتے ہیں؟ آخر لوگوں کو کیا مل جاتا ہے قتل کر کے؟" آسیہ جواب تک خاموش بیٹھے ان کی باتیں سن رہی تھیں آخر کار ناگواری سے بول پڑیں۔ انہیں

عجیب گھٹن ہوتی تھی ایسی باتوں سے۔میز پر کچھ دیر کی جاموشی چھائی اور اس پر عمار نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ اس کے فون پر چیف کی کال آنے لگی۔اس نے فوراً فون کان سے لگایا

"لیس سر۔اوکے"۔چند سیکنڈ کی بات کر کے اس نے فون رکھا اور اپنی جگہ پر سے اٹھ گیا۔"چیف کی کال تھی مجھے جانا ہو گا۔خدا حافظ"وہ یہ کہہ کر چلا گیا۔

گھڑی کے کانٹے دو پہر کے بارہ بجا رہے تھے۔مراد عباس اپنے آفس میں ریوا ونگ چیئر پر بیٹھا فون کان پر لگائے اظہر سومرو سے گفتگو کر رہا تھا۔

"ایک دفع پھر آپ نے ہماری مدد کی اس کے لیے ہم آپ کے احسان مند ہیں"

"شکریہ کی کیا بات۔ہم پارٹنرز ہیں ایک دوسرے کے کام آتے رہتے ہیں"اس نے جواب میں کہا۔

"لیکن دونوں میں سے کوئی پکڑا تو نہیں جائے گا نہ؟"انہیں تشویش ہوئی۔

"بے فکر رہئیے سومرو صاحب ہم سب مل کر دیکھ لیں گیے اگر کوئی مسئلہ ہوا تو" اس نے انہیں یقین دلایا اور فون بند کر کے میز پر رکھا اور سر کی پشت کو چیئر سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ پھر دوبارہ فون اٹھا کر کسی کو کال کرنے لگا۔

ارمین اپنے آفس میں کسی کام میں مصروف تھی۔ ٹیبل پر رکھا اس کا فون بجا تو اس نے مصروف سے انداز میں اسے اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ارمین کیسی ہو؟" اسپیکر میں مراد کی آواز ابھری۔

"ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ کیسے فون کیا؟"

"یہ پوچھنا تھا کہ اگر تم زیادہ مصروف نہیں ہو تو اس ویکنڈ ممانی کے ساتھ ہماری طرف آ جاؤ۔ کافی عرصے سے کوئی گیدرنگ نہیں ہوئی اور موم بھی تمہیں یاد کر رہی ہیں"۔ یہ سن کر اس کا لیپ ٹاپ کی کیز پر تیزی سے چلتا ہاتھ رکا اور وہ ایک دم سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہے ہم آجائیں گے"۔

"پھر ملتے ہیں ویکنڈ پر" مراد نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا اور اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ ارمین فون بند کرنے کے بعد ریوالونگ چیئر سے اٹھی اور اور چلتی ہوئی گلاس وال کے سامنے آئی اور اس کے پار سمندر کی ٹھاٹھیں مارتی لہریں دیکھنے لگی۔ دل و دماغ مضطرب تھے۔ اس کو اپنے سوالات کے جواب چاہیے تھے اس لیے اس نے مراد کی دعوت قبول کر لی تھی۔

کرائم برانچ، کراچی ہیڈ کوارٹر کا منظر کچھ یوں تھا کہ عمار اپنے آفس میں بیٹھا ٹیبل پر رکھی دو دن پہلے جائے وقوعہ سے لی گئی تصاویر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ یہ ایک حساس کیس تھا اس لیے اس کیس کو اس کے ڈپارٹمنٹ کے حوالے کر دیا گیا تھا اور عمار کو اس کیس کا انویسٹیگیشن آفیسر ان چارج مقرر کیا گیا تھا۔ دو دن پہلے جائے وقوعہ سے اکھٹا کی گئی تمام ابتدائی معلومات پولیس انہیں فراہم کر چکی تھی۔

"اتنا تو ہم ڈیویلپ کر ہی چکے ہیں کہ سعید لغاری کے قتل میں ان کے سیاسی مخالف ہی ملوث ہیں لیکن ان کے سیاسی اور کاروباری بیک گراؤنڈ کا تفصیلی جائزہ لے لینا چاہیے" اس نے اپنے ساتھ اس انویسٹیگیشن میں شامل دوسرے آفیسرز سے کہا۔ "میں اور صارم ایک دفعہ خود کرائم سین وزٹ کرنے جائیں گے اور گھر والوں کے علاوہ کچھ اور لوگوں سے بھی تفتیش کرنی ہوگی کیونکہ اتنے بڑے گھر کی سیکورٹی کہاں تھی اس وقت؟"۔

"شیور" اس کی بات ختم ہوتے ہی صارم اور ایک دوسرے آفیسر نے کہا۔ تقریباً گوئی آٹھ بجے کا وقت جب وہ دونوں اسی بنگلے میں اس سیل شدہ آفس میں موجود باریک بینی سے جائزہ لے رہے تھے۔ "کچھ ملا؟" عمار نے گلوز پہنے ہاتھوں سے میز پر پڑے کچھ کاغذات دیکھتے ہوئے صارم سے کہا۔

"نہیں کچھ نہیں ملا۔ ایک ذرا سا ثبوت نہیں چھوڑا مجرم نے" صارم سخت بیزار ہو رہا تھا۔

"کوئی نہ کوئی ثبوت مل ہی جائے گا قتل کی جگہ پر نہیں تو اس کے آس پاس ہی سہی" عمار نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں اس بنگلے کی لابی میں اس ملازمہ کے

سامنے کھڑے تھے جس نے سعید لغاری کی ڈیڈ باڈی سب سے پہلے دیکھی تھی۔اپنا تعارف کروانے کے بعد انھوں نے اس سے اپنی تفتیش کا آغاز کیا۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ نے قتل کے بعد سب سے پہلے انہیں دیکھا تھا" عمار کا لہجہ پروفیشنل تھا۔

"جی" انہوں نے جھجکتے ہوئے کہا۔وہ شاید پہلی بار ایسی سچویشن کا سامنا کر رہی تھیں۔

"تو پھر ہم آپ سے اسی متعلق کچھ سوالات کریں گے اور آپ نے سچ سچ بتانا ہو گا" عمار نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صارم نے نوٹ بک اور پین ہاتھ میں تھام لیے تھے۔جو وہ بتا رہی تھیں وہ نوٹ کرتے جا رہا تھا۔

"بقول آپ کے جب آپ رات کو ان کے لیے چائے لی کر جا رہی تھیں تو آپ نے راہداری کی دوسری طرف سے کسی انجان شخص کو دیکھا اور پھر آپ نے اس کمرے میں سعید لغاری صاحب کو فرش پر گرا دیکھا" ملازمہ کی فراہم کردہ معلومات کو عمار نے دہرایا اور ان کی یادداشت کو مزید کریدنا چاہا۔

"کیا آپ کو اس کا چہرہ یا اس کا حلیہ یاد ہے؟"

"چہرہ تو نہیں دیکھ سکی تھی میں کیونکہ اس نے سر پر کیپ پہنا ہوا تھا اور بہت تیزی سے غائب ہوا تھا لیکن اس نے شاید سیکیورٹی کا یونیفارم پہنا ہوا تھا" انہوں نے یاد کرتے ہوئے کہا۔ عمار اور صارم نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

"اوکے۔ آپ کی کوآپریشن کا شکریہ۔ اب ہم چلتے ہیں" وہ دونوں وہاں سے نکل گئے اور اب اس چوڑی گلی میں کھڑے تھے۔

"یہ سی سی ٹی وی کیمرا بھی یقیناً کل اسی دن سے خراب ہیں" صارم نے دیوار پر اونچائی پر لگے سی سی ٹی وی کیمرے کو دیکھ کر سوچا۔ اس نے عمار کو کسی گہری سوچ میں محو دیکھا تو اسے کچھ اونچی آواز میں پکارا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوا "عمار۔"

"ہاں؟" "کس سوچ میں گم ہو؟"

"کچھ نہیں کل آفس میں بات کریں گے۔ اب چلو یہاں سے" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا اور صارم بھی اس کے پیچھے چلنے لگا۔

سورج ڈھل چکا تھا۔آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے۔ارمین بخاری اور ردا بخاری، مراد عباس اور فوزیہ کے ساتھ ان کے گھر ڈنر پر موجود تھے۔کھانے کے ساتھ باتوں کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

"ارمین کو تو اپنی پھپھو کی یاد ہی نہیں آتی۔اتنے دن ہو گئے ملنے نہیں آئی" فوزیہ نے مصنوعی خفگی سے کہا جس پر ارمین نے اسے ہلکا سا مسکرا کر دیکھا تھا

"ایسی بات نہیں ہے پھپھو بس آفس میں مصروفیت کی وجہ سے وقت نہیں مل سکا ورنہ آپ کو کیسے بھول سکتی ہوں میں" یہ کہتے ہوئے اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

"کاش وہ سب جھوٹ ہو" اس نے دل میں سوچا۔لیکن یہ کاش۔۔

"ہاں اکیلے سارے بزنس کو ہینڈل کرنا آسان نہیں ہوتا لیکن مجھے یقین ہے تم کامیابی سے اس بزنس کو چلاؤ گی" وہ اس وقت صرف اس کی پھپھو تھیں۔

"انشاءاللہ" ردا نے اپنی بیٹی کو فخر سے دیکھا۔

"ویسے یہ کتنی چینج ہو گئی ہے نا،پہلے کتنے نخرے تھے اس کے،اب سمجھدار ہو گئی ہے" مراد نے اس کی شخصیت میں واضح تبدیلی محسوس کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جب نخرے اٹھانے والا بھائی ہی نہیں رہا تو پھر کیسے نخرے" اس نے عام سے انداز میں کہا لیکن مراد اور فوزیہ کو دل میں شدید گلٹی محسوس ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد کھانے سے فارغ ہو کر رد ا اور فوزیہ اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے تھے اور وہ دونوں اپنی باتوں میں۔ ملازمہ چائے رکھ کر جا چکی تھی۔

"تمہارے ایکسپیریئنسز کافی متاثر کن ہیں" مراد اپنے بزنس ایکسپیریئنس اس سے شیئر کر رہا تھا جب ارمین نے چائے لبوں سے لگاتے ہوئے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

"ویسے کیا ایکٹیویٹیز ہیں تمہاری آج کل، آفس کے علاوہ" مراد نے چائے کا کپ خالی کر کے رکھتے ہوئے پوچھا۔

"امم۔۔ پچھلے دنوں کافی مصروف شیڈول تھا اس لیے کوئی اور کام کر ہی نہیں پا رہی تھی لیکن اب کچھ وقت ملا تو میں نے اپنی ریڈنگ لسٹ میں سے کتابیں پڑھیں" اس نے صوفے سے ٹیک لگائی۔

"ویسے تمہاری تمہاری سٹڈی میں ایک کتاب دیکھی تھی میں نے شاید کسی کی آٹو بایو گرافی تھی، مجھے وہ پڑھنی تھی"۔ چار سال پہلے جب وہ آخری بار یہاں آئی تھی تو اس نے سٹڈی

میں بک شیلف پر اس کتاب کو رکھے دیکھا تھا۔اس کا ٹائٹل پڑھنے کے بعد اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ کتاب ضرور پڑھے گی۔

"جاؤ پڑھ لو پھر۔مجھے زرا ایک ضروری کام یاد آگیا ہے میں وہ کر لوں‘‘اس نے اپنا لیپ ٹاپ کھولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں‘‘ وہ کہہ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔لیکن اوپر آکر وہ راہداری میں بائیں جانب واقع سٹڈی میں جانے کے بجائے دائیں جانب چلنے لگی۔وہ محتاط سی آگے بڑھ رہی تھی۔اتنا تو وہ جانتی تھی کہ گھر کے اس حصے میں کوئی خفیہ کیمرا نہیں تھا کیونکہ باہر کی سیکیورٹی اتنی سخت تھی۔اس کے علاوہ وہ خود کو مشکوک نہیں ظاہر کرنا چاہتے تھے۔

"مجھے سچ میں وہ کتاب پڑھنی تھی لیکن میں آج یہاں کسی اور مقصد کے تحت آئی ہوں‘‘ مراد کے کمرے کے باہر پہنچ کر اس نے خود کلامی کی۔اور پھر آس پاس دیکھا کہ کہیں کوئی آ تو نہیں رہا اور پھر ڈور ناب گھما کر اندر چلی گئی۔وہ پورے کمرے کو تفتیشی نظروں سے

دیکھ رہی تھی۔اسے سچ جاننا تھا ہر حال میں۔وہ دھڑکتے دل کے ساتھ ساری درازیں کھول کر دیکھ رہی تھی۔

"کچھ تو مل جائے۔لیپ ٹاپ بھی نہیں چیک کر سکتی وہ اس کے پاس ہے" جب ساری درازیں کھول کر دیکھنے پر اسے کچھ نہ ملا تو وہ بے چین ہوئی۔پھر اس کی نظر الماری پر پڑی۔ وہ اسے کھول کر اندر تلاشی لینے لگی۔ایسا کرتے ہوئے اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا لیکن وہ اسے نظر انداز کر رہی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے کبھی سچ نہیں معلوم ہو سکتا۔جب وہاں سے بھی اسے کچھ مشکوک نہ دکھا تو وہ مایوسی سے وہاں سے نکل کر آگے جانے لگی جب اسے ایک کمرے سے دو لوگوں کی باتوں کی آواز سنائی دی۔وہ شناسا آوازیں تھیں۔اسے کچھ مشکوک لگا تو وہ وہیں رک کر ان کی باتیں سننے لگی۔دروازہ آدھ کھلا ہونے کی وجہ سے وہ اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔

"ویسے کون ہے سعید لغاری قتل کیس کا انویسٹیگیشن آفیسر؟" مراد دلاور سے دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔

"عمار زید" دلاور نے بتایا تو وہ کچھ چونکا۔

"عمار زید؟ روہان زید کا بھائی؟"

"جی سر وہی"۔

"اوہ تو پھر تمہیں محتاط رہنا ہو گا اگر اس کی جگہ پر کوئی اور ہوتا تو شاید اتنا مسئلہ نہیں تھا لیکن اس پر نظر رکھنی پڑے گی۔ یو نو۔۔ اگر اسے اس کیس کی تفتیش کے دوران یہ معلوم ہو گیا کہ اس کے بھائی اور فہام کو ہم نے مارا ہے تو اچھا نہیں ہو گا" اس کے لہجے میں کچھ تشویش تھی۔

"آپ فکر نہ کریں سر اسے نہیں پتہ چلے گا اور اگر پتہ چل بھی گیا تب بھی وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا" دلاور نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اپنی باتوں میں مگن اس بات سے بے خبر تھے کہ ارمین باہر دیوار سے لگی فق چہرہ لیے کھڑی تھی۔ انکی باتیں سن کر اسے اپنا اعتبار قریبی رشتوں پر سے اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ فوراً وہاں سے سٹڈی کی طرف بھاگی اور اس کے اندر پہنچ کر دروازہ بند کر کے صوفے پر ڈھے گئی۔ دل ہی دل میں وہ جس بات کے جھوٹ ہونے کی دعا کر رہی تھی وہ آج سچ ثابت ہو گئی تھی۔

وہ اپنا سر ہاتھوں میں دیے رو نہیں رہی تھی لیکن اس کے سب سے قریبی شخص کا اس کی پشت پر خنجر گھونپنا اس کی برداشت سے باہر تھا، سو آنسو خود بخود ابل ابل کر گر رہے تھے۔ ابھی وہ اسی کیفیت میں تھی کہ اس کا فون بجا۔ اس نے اسکرین پر دیکھا تو عمار کا نام جگمگا رہا تھا۔ اس نے کال نہیں اٹھائی۔ پتہ نہیں کیوں لیکن وہ اس سے اس وقت بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔ دو تین دفعہ کال آئی لیکن اس نے فون آف کر دیا۔ یہ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ اسے لگا جیسے اس کے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔ بمشکل کوئی آدھے سے زائد گھنٹے بعد وہ خود کو سنبھالتے ہوئے کھڑی ہوئی۔ وہ اب اس گھر میں مزید نہیں رکنا چاہتی تھی اس لیے خود کو پر سکون کرتے ہوئے نیچے گئی۔

---

www.novelsclubb.com

آج اتوار تھا لیکن عمار اپنے آفس میں سعید لغاری قتل کیس کی تفتیش میں الجھا ہوا تھا۔ وہ اس گھر کے گارڈ سے تفتیش کر چکے تھے اور اس کے بعد مزید الجھ گئے تھے۔

"یار یہ کیا بات ہوئی ان گارڈز سے پوچھ گچھ اور گھر کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ کر یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ قتل سے پہلے سب اپنی اپنی جگہ پر تھے اور ان میں سے کوئی مشکوک ثابت نہیں ہوتا تو پھر کون ہو سکتا ہے اصل قاتل؟" صارم نے الجھتے ہوئے کہا۔

"ضروری نہیں کوئی اندر سے ملا ہوا ہو لیکن باہر گارڈز کس کام کے لیے کھڑے تھے اگر وہ کسی غلط شخص کو روک نہیں سکتے اور ان کے گھر میں سی سی ٹی وی بھی ڈس ایبلڈ ہیں سارے۔ مجھے یہ لگتا ہے کہ یہ کام انڈائریکٹلی ہوا ہے۔ مجھے کسی پر شک ہے لیکن جب تک کوئی سرا ہاتھ نہیں آتا ہم کوئی پیش رفت نہیں کر سکتے" اس نے تحمل سے اپنا تجزیہ پیش کیا۔ صارم نے اس کی بات سمجھ کر سر ہلا دیا۔

جب وہ شام میں وہاں سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے فون سے پھر ارمین کو کال ملائی لیکن اس کا فون بند تھا۔ کل رات اس کا اس سے بات کرنے کا دل چاہ رہا تھا اسی لیے اس نے اسے کال کی لیکن اسے حیرت ہوئی جب اس نے کال نہیں اٹھائی اور پھر اس کا فون آف جا رہا تھا۔ اس وقت وہ صرف اتنا ہی سوچ سکا کہ شاید وہ کسی کام میں مصروف ہو لیکن آج سارا دن ٹرائے کرنے پر بھی اس کا فون بند جا رہا تھا تو اسے عجیب سی بے چینی محسوس

ہوئی۔اسے اپنے آپ پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ اس کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہا ہے۔شاید وہ اس کے لیے صرف ایک دوست سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئی تھی۔یہ سوچ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

دوسری طرف ارمین لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔

"ارمین" ردا نے اسے سوچوں میں محو دیکھ کر پکارا تو وہ چونکی۔

"جی ماما؟" "بیٹا کیا سوچ رہی ہو؟میں دیکھ رہی ہوں کل رات جب سے ہم تمہاری پھپھو کے گھر سے آئے ہیں تم کچھ خاموش خاموش ہو۔کیا بات ہے وہاں مراد سے کوئی بات ہوئی ہے کیا؟" ماں تھیں کیسے اس کی خاموشی نہ محسوس کرتیں۔

"نہیں ماما ایسی تو کوئی بات نہیں ہے بس سر میں تھوڑا درد تھا کل رات سے اور کوئی بات نہیں" وہ زبردستی مسکرائی۔وہ انہیں کل رات ہونے والے اس بدترین انکشاف کے بارے میں کس طرح بتاتی،اس سے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔کل رات وہ گھر آتے ساتھ ہی اپنے کمرے کا دروازہ لاک کر کے بغیر کپڑے تبدیل کیے بستر کے پاس زمین پر بیٹھ گئی تھی۔اس کے دماغ میں مراد کے الفاظ گونج رہے تھے۔سر شدید درد سے پھٹ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

خود کو گھسیٹتے ہوئے وہ بمشکل اٹھی اور بستر پر لیٹ گئی۔اس سب کو سوچتے ہوئے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ صبح دیر سے آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس نے اپنا فون چیک کیا جس پر عمار کی مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں۔اس نے اسے کال بیک کرنا چاہا لیکن ہمت نہیں ہوئی اس سے بات کرنے کی اس لیے اس نے پھر آف کر دیا۔

---

www.novelsclubb.com

دسواں باب

اصلیت

This is the real you and this is the real me

Now I've seen the end

And not even resentment is left

I've woken up from the sweet dream

And I close my eyes

This is the real you and this is the real me.

Tear۔ (BTS)

www.novelsclubb.com

-

عمار فائق کے گھر پر موجود تھا۔ جو کام عمار نے اس سے کہا تھا اسی کے متعلق بات ہو رہی تھی۔

"یہ دلاور شاہ، مراد عباس کا ایک سب سے اہم اور رازدار آدمی ہے۔ وہ اس سے اپنے سارے گندے کام کرواتا ہے۔ وہ کافی عرصے سے اس کے لیے سیکیورٹی چیف کے طور پر کام کر رہا ہے۔ ویل ٹرینڈ ہے اسی لیے اتنی مہارت سے جرم کو کوور کر لیتا ہے" وہ اسے دلاور کے بارے میں بتا رہا تھا اور عمار غور سے سن رہا تھا۔

"اسے ٹریک کرتے ہوئے مجھے ایک اہم بات معلوم ہوئی ہے جو اس کیس میں تمہارے بہت کام آئے گی" یہ کہہ کر اس نے عمار کی طرف دیکھا۔

"کیا؟"۔

"جس دن تم نے مجھے یہ کام کہا تھا اسی دن میں نے اسے ٹریک کرنا شروع کر دیا تھا اور اسی رات اس کی گاڑی کے اس علاقے میں داخل ہونے کے سگنلز مل رہے تھے پھر اچانک

سے سارے سگنلز آنا بند ہو گئے اور کوئی آدھے گھنٹے بعد سعید لغاری کا قتل ہوا تھا اور پھر اس سے تقریباً پچیس منٹ بعد اس نے کسی کو کال کی تھی۔ میں کال تو ٹیپ نہیں کر سکا لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ کال مراد عباس کو ہی کی گئی تھی اس جگہ سے تین چار کلو میٹر دور جہاں اس کی گاڑی کھڑی تھی" اس نے اپنا نقطہ سمجھایا اور عمار گہری سوچ میں کڑی سے کڑی ملانے کی کوشش کرنے لگا جب اس کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔ وہ عجلت میں وہاں سے اٹھا۔

"شکریہ میرے دوست میری اتنی مدد کرنے کے لیے۔ مجھے ایک ضروری کام یاد آگیا ہے بعد میں ملتے ہیں"۔

" no worries " اس نے اس کے شکریہ پر کہا۔

www.novelsclubb.com

سمندر کنارے واقع اس ہیڈ آفس کی بلڈنگ میں ارمین اپنے آفس میں کنٹرول چیئر پر بیٹھی لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہی تھی لیکن ذہن میں مراد کی دھوکہ دہی گردش کر رہی تھی۔

دو دن سے وہ اسی وجہ سے شدید ذہنی دباؤ کا شکار تھی۔ کسی کی کال ریسیو نہیں کر رہی تھی سوائے آفس کی ضروری کالز کے۔ وہ اسی سوچوں میں گھری کام کر رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی

"میم اس فائل پر آپ کے دستخط چاہیئں" کمپنی کے ایک ایگزیکیوٹو کے مخاطب کرنے پر اس نے چونک کر سر اٹھایا اور انہیں اندر آنے کا کہہ کر وہ فائل ان سے دستخت کرنے کے لیے لی

"اوکے لائیے"۔

"انور صاحب" وہ فائل پڑھ رہی تھی لیکن کچھ دیر پہلے جو سوچیں اس کے ذہن میں تھیں اسی کے باعث دستخط کرتے ہوئے غائب دماغی سے کہا

"ایک سوال پوچھوں آپ سے؟" وہ الرٹ ہوئے "جی ضرور"۔ اس نے فائل پر نظریں گاڑی ہوئی تھیں۔

"اگر ہمارا کوئی بہت پرانا اور قابل اعتماد پارٹنر ہمیں بہت بڑا دھوکہ دے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"۔

www.novelsclubb.com

"اس سے جواب لینا چاہیے۔ پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے کیونکہ اگر وہ آپ سے ہمیشہ مخلص ہوتا تو دھوکہ ہی نہ دیتا" انھوں نے اپنے تجربے کے تحت کہا۔

"آپ کی ایڈوائس کا شکریہ" ارمین نے پروفیشنل مسکراہٹ لیے کہا اور وہ وہاں سے چلے گ ئے۔ خود سے سینیئر ورکرز سے اسے ہمیشہ سیکھنے کو کچھ نہ کچھ ملتا تھا۔ وہ پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"جو تم کہہ رہے ہو اور جو اس علاقے سے تقریباً تین کلو میٹر کے فاصلے پر لگے اس سی سی ٹی وی کی فوٹیج میں دکھائی دے رہا ہے۔ دونوں میں کنیکشن لگ رہا ہے اور اس کا حلیہ بھی ویسا ہی ہے، ٹائمنگ بھی میچ کر رہی ہے اور گاڑی کی نمبر پلیٹ سے بھی یہی اندازہ ہو رہا ہے لیکن۔۔۔" عمار فائق کے اپارٹمنٹ سے نکل کر فوراً اس کے فراہم کی گئی معلومات کے مطابق اس جگہ پر پہنچا تھا اور وہاں سے سی سی ٹی وی کو ڈھونڈ کر اور اس میں سے فوٹیج جو خوش قسمتی سے صحیح سلامت تھی وہ نکلوا کر آفس پہنچا اور صارم کو اپنی ساری تھیوری

سمجھائی جس پر صارم نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے دماغ میں آنے والا ایک اہم سوال کیا۔

"لیکن یہ ہماری ازمپشن ہے یہ غلط بھی ہو سکتی ہے"۔اس نے کہا تو عمار نے اسے دیکھا۔

"یہ غلط ہو سکتی ہے لیکن دلاور شاہ ہمارا پرائم سسپیکٹ بن چکا ہے اور اس کے خلاف یہ ثبوت استعمال کر کے ہم اس کے اریسٹ وارنٹ نکلوالیں گے اور پھر ہم خود ہی اس سے سچ اگلوالیں گے"اس کے مضبوط لہجے پر صارم نے سر اثبات میں ہلا دیا۔وہ دونوں دو سال سے ساتھ کام کر رہے تھے اور اس عرصے میں وہ عمار کی قابلیت اور صلاحیتوں پر بہت اعتبار کرنے لگا تھا۔وہ جانتا تھا اگر عمار کو کسی پر پکا شک ہو جائے تو پھر وہ اسے ثابت کر کے ہی چھوڑتا ہے۔

www.novelsclubb.com

ہیڈ آفس کی اس عمارت کی دوسری منزل پر لفٹ کا دروازہ کھلا اور فوزیہ باہر آئی۔اس نے ایک کاندھے پر اپنا ہینڈ بیگ لیا ہوا تھا۔کام ختم کر کے گھر جانے کے لیے تیار لگ رہی

تھیں۔وہ اس فلور پر واقع ایک ہال میں داخل ہوئی جہاں مراد اکیلے ہی سنوکر کھیلنے میں مشغول تھا۔اس کا کوٹ سٹینڈ پر لٹک رہا تھا۔کف کہنی تک موڑے وہ ٹیبل پر جھکا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اسٹک تھی اور توجہ گیند پر مرکوز تھی۔اس نے گیند کو اسٹک سے چھوتے ہوئے سراخ کی طرف بڑی مہارت سے بڑھایا اور گیند اس سراخ کے اندر چلی گئی۔وہ ایک فاتحانہ انداز لیے سیدھا ہوا جیسے بغیر کسی مزاحمت کے بازی اپنے نام کرلینا اس کی پہچان ہو۔فوزیہ اس کے پیچھے کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔

"ادھر سعید لغاری کے قتل کی تحقیقات ہو رہی ہیں اور تم یہاں آرام سے اکیلے سنوکر کھیلنے میں لگے ہو"انہوں نے طنزیہ کہا۔وہ انہیں وہاں موجود دیکھ کر چونکا۔وہ اس کے سامنے آئیں۔

"مجھے یقین ہے تم نے ان معاملات پر نظر رکھی ہوئی ہو گی لیکن پھر بھی۔۔اس وجہ سے ہماری کاروباری ساکھ متاثر نہیں ہونی چاہیے"۔

"ایسا نہیں ہو گا موم۔اگر کچھ ہوا بھی تو آپ کو معلوم ہے کہ

“Muraad Abbas is not an easy person to deal with”

اس نے یقین سے کہا اور فوزیہ اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

"خیر اگر آپ گھر جا رہی ہیں تو دو منٹ انتظار کر لیں میں بھی آرہا ہوں" وہ کہہ کر وہاں سے اپنے آفس کی طرف گیا۔

رات کے آٹھ بج چکے تھے۔ ارمین گھر جانے کے لیے ہیڈ آفس کی بلڈنگ سے نکل کر پارکنگ کی طرف جا رہی تھی کہ جب ہاتھ میں پکڑا اسکا فون بجا۔ اس نے کال کرنے والے کا نام دیکھا اور کچھ ٹھٹھک کر رہ گئی۔ کچھ لمحوں تک وہ اسی طرح فون کو گھورتی رہی پھر کال کٹ گئی۔ اپنے پیچھے اس نے اس کی آواز سنی جس کی وجہ سے وہ بری طرح چونک کر مڑی تھی "میری کال کیوں نہیں اٹھا رہی تم دو دن سے؟" اس نے عمار کو گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھا جو اسے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ارمین کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے اپنے رویے کی کیا توجیہ پیش کرے۔ وہ اسے کچھ لمحے یوں ہی دیکھتی رہی پھر اس کے دل و دماغ نے ایک فیصلہ کیا۔ سچائی سے پردہ اٹھانے کا فیصلہ۔ وہ اسے ان دونوں کے بھائیوں کے اصل قاتل کے بارے میں نہ بتا کر مزید دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ "کیا ہوا ارمین کوئی بہت سیریئس بات ہے کیا؟" وہ دونوں سمندر کنارے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے تھے جب عمار نے اس کے چہرے کو دیکھا۔

"عمار" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے شروع کرے اس نے بے اختیاری میں اسے پکارا اور چہرہ اس کی طرف کرکے اسے دیکھنے لگی۔

"فہام اور روحان کو مراد عباس نے قتل کروایا ہے"۔ اس کے لہجے کی ٹوٹ پھوٹ عمار سے مخفی نہیں رہ سکی۔ وہ اس کے اس انکشاف پر حیران ہوا کہ اسے کیسے معلوم ہوا۔

"کب معلوم ہوا تمہیں؟"۔

"جس دن ہم میرے واپس آنے کے بعد پہلی دفعہ ملے تھے اس سے ایک رات پہلے مجھے سٹڈی میں بھائی کے سامان سے ایک پین ڈرائیو ملی تھی۔ جب میں نے اس کو چیک کیا تو اس میں مراد کا ڈیٹا دیکھا تو میں بہت شاکڈ ہوئی۔ پھر مجھے سمجھ آیا کہ وہ دونوں اسی کیس پر

کام کر رہے تھے شاید اس لیے لیکن میں پھر بھی بے یقینی کی کیفیت میں رہی۔ میں پورا سچ جاننا چاہتی تھی اور یہ کڑوا سچ مجھے خود اس کے منہ سے پتہ چلا جب اسی ہفتے میں اور ماما پھپھو کے گھر گئے۔ ان فیکٹ مراد نے ہی انوائٹ کیا تھا یہ کہہ کر کہ کافی عرصے سے کوئی گیدرنگ نہیں ہوئی" طنز سے کہتے ہوئے وہ زخمی سا ہنسی۔

عمار اس کے چہرے پر پھیلے شکست خوردہ تاثرات غور سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن پھر یکدم اس کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا۔

"اب سمجھ میں آیا مجھے۔ تم اسی بات کی وجہ سے فون نہیں اٹھا رہی تھی نا میری کیونکہ تم شرمندہ تھی کہ ان دونوں کا اصل قاتل تمہارا کزن ہے"۔ اس کے آرام سے کہنے پر ارمین نے یکدم اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو تمہیں کیسے پتہ؟

"ہاں یہی بات تھی۔ مجھ سے ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ تم سے کس طرح بات کروں؟ کیا کہوں کہ جس نے تمہارے بھائی پر قتل اور خودکشی کا الزام لگایا اصل میں وہی اس کا قاتل ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا عمار کہ کوئی شخص اپنے سب سے عزیز شخص کے ساتھ ایسا کیسے

www.novelsclubb.com

کر سکتا ہے‘‘اس کے لہجے میں دکھ تھا۔جو وہ محسوس کر سکتا تھا۔اس نے اسے اس احساس سے نکالنے کے لیے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"یہ دنیا ایسی ہی ہے ارمین۔یہاں کے لوگ ایسے ہی ہیں۔اپنے مطلب اور فائدے کے لیے اپنے قریبی رشتوں کو دغا دینے سے گریز نہیں کرتے۔اور تم کیوں شرمندگی محسوس کر رہی ہو؟اگر وہ تمہارا کزن ہے تو اس میں تمہارا کیا قصور۔جب وہ اپنے مقصد کے لیے اپنے بھائی کو قتل کروا سکتا ہے تو پھر کسی کو بھی قتل کروا سکتا ہے‘‘۔آرمین سمندر کی لہروں کو دیکھ رہی تھی۔تیز ہوا چلنے سے اس کے بال چہرے پر اڑ کر آرہے تھے جنہیں وہ انگلیوں سے کان کے پیچھے کر رہی تھی۔عمار کی باتیں اسے اس احساس سے باہر نکالنے میں مدد کر رہی تھیں۔

"ویسے تمہیں خود پتہ چل گئیں تو میرے لیے ایک آسانی ہو گئی‘‘اس نے آرام سے کہا تو ارمین نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ؟"اس نے سوچا جب اسے معلوم ہو ہی گیا ہے تو اسے بتا ہی دے کہ اسے سب پہلے سے ہی پتہ تھا لیکن ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے نہیں بتا سکا۔اب بتانے کے لیے الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔

"مجھے پہلے سے معلوم تھا لیکن ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے تمہیں بتا نہیں سکا آئم سوری"۔

ارمین نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"تمہیں پتہ تھا۔کیسے ؟"۔

"میں ایک انویسٹیگیشن آفیسر ہوں محترمہ "اس نے اس کو یاددہانی کروائی۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا پھر ؟اس لیے کہ میں تمہارا اعتبار نہیں کروں گی ؟"وہ خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جب آپ کے بہت ہی قریبی عزیز شخص پر کوئی الزام لگتا ہے تو آپ اس وقت تک اس الزام کو سچ نہیں مان لیتے جب تک آپ خود اس کی زبان سے اقرار نہ سن لیں۔میرے مرحوم بھائی پر جو الزام لگا تھا تم نے اس پر بھی یقین نہیں کیا تھا تو پھر تم اور مراد عباس تو ایک فیملی تھے۔اور تم نے جب اس کے منہ سے اقرار سنا تب ہی تمہیں یقین آیا اس کے

جرم پر‘‘اس نے نرمی سے اسے سمجھایا اور ارمین نے اس کی تائید کی۔وہ بھی تو ثبوت اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اس کے جرم کو سچ نہیں ماننا چاہتی تھی اور اگر خود اس کے منہ سے بات نہ سن لیتی تو شاید کبھی یقین نہ کر پاتی۔

"ویسے اس وقت تو میں اس فیلڈ میں اپنے قدم مضبوط کرنا چاہتا تھا اس لیے اس سب سے دور رہا تمہاری ایڈوائس پر عمل کرتے ہوئے لیکن اب میرے پاس پلان ہے‘‘۔

"کیسا پلان ؟‘‘

"بتاؤں گا کسی دن تفصیل سے لیکن اس کا آغاز ابھی جس کیس پر میں کام کر رہا ہوں اسی سے ہوگا‘‘

"سعید لغاری قتل کیس‘‘ارمین کو کچھ یاد آیا۔

"عمار اس کیس میں تمہیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔مراد،دلاور سے تم پر نظر رکھنے کا کہہ رہا تھا‘‘۔اس کے لہجے میں اپنے لیے فکر دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرایا۔

"تم فکر مت کرو بس مجھ پر ہمیشہ اعتبار کرتی رہنا‘‘وہ پھیکا سا مسکرائی۔عمار کی آنکھوں میں کچھ تھا جسے وہ فی الوقت سمجھ نہیں سکی۔

"اسلام و علیکم ماما!" وہ جب گھر پہنچی تو لاؤنج میں ردا کو بیٹھے دیکھا۔

"وعلیکم اسلام۔۔آج اتنی دیر ہو گئی؟" انہوں نے فکرمندی سے کہا تو ارمین کو احساس ہوا کہ واقعی عمار سے بات کرتے ہوئے اسے وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا لیکن وہ اس سے بات کرنے کے بعد خود کو پر سکون محسوس کر رہی تھی۔

"وہ آفس سے نکلتے ہوئے عمار سے ملاقات ہوئی اسی سے بات کر رہی تھی" اس نے صوفے پر پشت ٹکا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ چلو پھر فریش ہو جاؤ میں کھانا لگواتی ہوں" یہ کہہ کر وہ اٹھیں۔

"اوکے ماما" ارمین بھی اٹھ کر فریش ہونے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ کھانے کی میز پر ردا نے اپنی بیٹی کے چہرے کو دیکھا۔ کچھ دنوں سے اس کے چہرے پر پھیلے پریشانی کے تاثرات آج غائب تھے۔ وہ انہیں کافی بہتر لگ رہی تھی۔ انہوں نے سکون کی سانس لی اور کھانا کھانے لگیں۔

کھانا کھا کر اور تھوڑی دیر ردا کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے کے بعد اب وہ اپنے بستر پر لیپ ٹاپ کھولے بیٹھی تھی۔ نگاہیں اسکرین پر جمی تھیں لیکن دیہان بار بار ان گہری سیاہ آنکھوں پر جا رہا تھا۔ اسے اس کی آنکھیں ہمیشہ پر کشش لگی تھیں لیکن آج ان میں اس نے جو جذبات دیکھے تھے وہ اسے دل کے ہاتھوں بار بار سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔

---

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

گیارہواں باب

جال

www.novelsclubb.com

I've been trying to find a reason

کیوں ہوتا ہے سب ایسے

Man I don't know but I'm trying to cage my demons

I'm trying to work on myself knowing

If I ever wanna kick my feet up

ہے کرنی محنت بھی بہت سی کچھ ایسی ہے زندگانی میری

پھر یہ سوچوں جب زور دوں کیوں لگتی عجب سی

I've been waiting for this all my life

I ain't gonna let nobody come and steal my light

Cause the seasons come and go but this but this feeling won't ease

www.novelsclubb.com

Im trying to let go but I think I need a breather

I'm feeling so beaten

پر ہار نہیں ہے مانی کوئلے سے بنے گا ہیرا

ہے زندگی سے سیکھا جو بھی ہے جیت

وہ سب اسی لیے

I always had the freedom

I'm speaking through my privilege

Trying to make my dreams come true

Man I knows I gotta speed up

So don't take me as a fool

Cause I could be as a beacon of hope

So just trust me

I'm here to find a reason

And I'm thinking if you come true

What conclusion would you come through

کیا ہو گا جب تم سوچو گے کیوں ہوں میں اس جگہ پہ

www.novelsclubb.com

روکو گے مجھے یہ نبھاؤ گے یہ وعدے

Just come through

If I'm honest I would love to, love to

Why I don't doubt that

I'll get u where I want to

بس چلتا رہوں پی لوں گا میں یہ آنسو۔

Come thru – Abdullah Siddiqui and maanu

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ ہم تک کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ تم نے ضرور کوئی غلطی کی ہے۔ کہیں کوئی چیز تم سے مس ہوئی ہے یقیناً، تبھی وہ سراغ لگا سکے ہیں" صبح کے وقت مراد، فوزیہ اور دلاور ایک کمرے میں موجود تھے۔ مراد غصے میں ٹہل رہا تھا۔ دلاور سر جھکائے کھڑا یہ

سوچ رہا تھا کہ اس سے کہاں غلطی ہوئی ہے۔ فوزیہ وہیں صوفی پر بیٹھی بے چین دکھ رہی تھی۔

آج صبح ہی انہیں یہ اطلاع ملی تھی کہ دلاور کی گرفتاری کے وارنٹ نکلوا لیے گئے ہیں اور کسی بھی وقت اسے گرفتار کر لیا جائے گا جس پر مراد دلاور پر بھڑک اٹھا "میں نے تم سے کہا تھا کہ ان پر نظر رکھو تو پھر ہمیں پہلے خبر کیوں نہیں ہوئی؟"

"سر میں ان پر نظر رکھ رہا تھا لیکن انوسیٹیگیشن کے تمام معاملات انہوں نے انتہائی خوفیہ رکھے ہوئے ہیں اس لیے کچھ وقت لگ رہا تھا معلومات حاصل کرنے میں" وہ سر جھکائے وضاحت دے رہا تھا۔

"اب کیا ہو گا مراد؟ اسی لیے کہا تھا میں نے کہ ان سیاستدانوں کے مسئلوں میں نہ پڑو لیکن تمہیں بھی دوستی نبھانی تھی۔ ان کی وجہ سے ہم پھنس گئے ہیں"

"اپنا امیج جو ہم نے اتنی محنت سے کاروباری دنیا میں بنایا ہے اسے برقرار رکھنے کے لیے ہمیں یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ ہم تفتیش میں تعاون کر رہے ہیں۔ ہم چھپ کر بھاگیں گے نہیں بلکہ سب کے سامنے سے سر اٹھا کر نکلیں گے کیونکہ

Power always win”

وہ سوچتے ہوئے اپنے آپ سے مخاطب تھا۔کچھ دیر بعد دلاور کو گرفتار کر لیا گیا۔اپنے اونچے گھر کی بالکونی میں کھڑے وہ اسے گرفتار ہوتا دیکھ رہا تھا۔عمار اور صارم بھی وہیں موجود تھے۔مراد نے عمار کو غور سے دیکھا۔اسی وقت عمار کی نظر بھی اس پر پڑی۔اس کی آنکھوں میں جیسے کچھ چبھا۔اس کے دل و دماغ نے پھر ایک بار وہ عہد دہرایا جو اس نے تین سال پہلے اپنے بھائی اور خود سے کیا تھا۔

دوپہر ہو چکی تھی۔وہ دونوں ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے اور کسی گہری سوچ میں محو تھے جب صارم نے اس سے کسی بات کی تصدیق چاہی

"عمار تمہیں لگتا ہے کہ یہ جلد ہی اپنا منہ کھولے گا اور سب سچائی بتائے گا۔مجھے تو نہیں لگتا کہ یہ کام جلدی ہونے والا ہے“۔

www.novelsclubb.com

"یہ اپنے مالک کا بہت ہی وفادار اور راز دار آدمی ہے آسانی سے تو کبھی نہیں کھولے گا اپنا منہ لیکن ہمیں اس کا منہ کھلوانا ہے کسی بھی طرح" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔وہ دونوں وہاں سے ڈی ٹینشن سیل میں آگئے تھے جہاں ایک کمرے میں دلاور کو ان سے ملاقات کے لیے لایا گیا تھا۔اسکے ہاتھ ہتھ کڑی میں قید تھے۔وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔درمیان میں ایک میز تھی جسکی دوسری طرف وہ دونوں تھے۔کچھ سیکنڈز کی خاموشی کے بعد عمار اس سے سرد لہجے میں مخاطب ہوا

"تو مسٹر دلاور شاہ اب آپ کرائم برانچ کی کسٹڈی میں ہیں تو آپ کو یہاں کے اصولوں پر عمل کرنا ہوگا۔ہمارے پاس اس بات کے ثبوت تو ہیں ہی کہ یہ قتل تم نے کیا ہے لیکن کس کے حکم پر کیا ہے یہ تم ہمیں بتاؤ گے۔آسانی سے سچ بتادو تو اچھا ہے ورنہ کورٹ میں پیشی کے بعد تمہارا جسمانی ریمانڈ تو مل ہی جائے گا"۔وہ سپاٹ چہرہ لیے اس کی بات سن رہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ مراد کچھ نہ کچھ کرکے اسے یہاں سے نکال لے گا اسی لیے اسے خاموش رہنا تھا۔عمار وہاں سے اٹھ گیا اور صارم بھی اس کے پیچھے ہی اٹھا۔

شام ڈھل رہی تھی۔ وہ کوئی بزنس سیمینار میں شرکت کرنے شہر کے ایک بڑے اور نامور ہوٹل میں آئی ہوئی تھی۔ یہ ایک اہم سیمینار تھا۔ ملک کی تمام بڑی کمپنیز کے اونرز آفیشلز اسے اٹینڈ کر رہے تھے جن میں بخاری لیمیٹڈ کا ایک بڑا نام تھا۔ تقریباً کوئی پندرہ منٹ ہوئے تھے سیمینار ختم ہوئے جب وہ وہاں موجود کچھ کمپنیز کے آفیشلز سے گفتگو کر رہی تھی کہ اس کا فون بجا۔ عمار کی کال تھی۔ وہ معذرت کرتے ہوئے ان سے کچھ فاصلے پر آ گئی۔

"خیریت اس وقت یاد کیا؟" اس نے فون کان سے لگاتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں بھولا کب تھا۔ بس ایسے ہی کر لیا فون بات کرنے کا دل چاہا تو۔۔" جواب بھی اسی لہجے میں آیا۔

www.novelsclubb.com

"ہو کہاں ابھی؟"

"سیمینار اٹینڈ کرنے آئی تھی وہ، ختم ہو گیا ہے تو وہاں سے بس نکلنے ہی لگی تھی" اس کے پوچھنے پر ارمین نے بتایا۔

"اچھا کہاں؟ وہیں رکنا میں آرہا ہوں ادھر" ارمین کچھ حیران ہوئی پھر اسے جگہ کا نام بتا کر فون بند کر دیا۔ کچھ دیر میں عمار وہاں پہنچ گیا۔ وہ دونوں اسی ہوٹل کے گراؤنڈ فاور پر بنے اس کافی بار میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ درمیان میں میز تھی۔

"ویسے یوں اچانک یہاں؟" ارمین نے آنکھیں جھکاتے ہوئے پوچھا۔ عمار کو سمجھ نہیں آیا کے کیا کہے۔ اسے تو اس کے قریب رہنا اچھا لگنے لگا تھا۔ اس لڑکی میں اتنی کشش تھی کہ وہ اس کی طرف خود بخود کھنچا چلا گیا۔ وہ کچھ پیچھے ہوا اور اپنی وہی دلکش مسکراہٹ لیے کہنے لگا

"پتہ نہیں شاید تم سے بات کرنے کا دل چاہا تو اسی لیے آگیا"۔ ارمین اسے دیکھتی رہ گئ۔ اس کے دل کو کچھ ہوا۔

"آفیسر آج کل آپ کا مزاج کافی شاعرانہ نہیں ہو گیا" چند منٹ بعد اس نے ہنس کر کہا۔

ویٹر نے بھانپ اڑاتی کافی کا مگ ٹیبل پر لا کر رکھ دیا۔

"پہلے سے ہی تھا لیکن کبھی اظہار کرنے کا موقع نہیں ملا" اس نے کافی کا مگ لبوں سے لگاتے ہوئے اطمینان سے کہا جس پر ارمین نے اسے گھورا۔

"ویسے تمہارا کزن نہیں آیا سیمینار میں؟"

"آیا تھا۔ سیمینار ختم ہوتے ہی چلے گیا"۔

"یہ مشکل وقت میں خود کو مضبوط اور لوگوں کے سامنے خود کو سچا ظاہر کرنے کی اسٹریٹیجی ہے"۔

"کیا مطلب؟" وہ اس کی بات پر چونکی۔

"دلاور شاہ کو آج صبح ہی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وہ اس کا سب سے اہم آدمی ہے ظاہر ہے اس کی گرفتاری کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔ لیکن وہ دوسروں کی نظروں میں مجرم نہیں دکھنا چاہتا" اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔

"اچھا تو یہ ہے تمہارا پلان۔ پہلے اس کے وفادار لوگوں کو ان سے الگ کرو پھر اس پر آؤ"۔

"بلکل۔۔ لیکن اس کے پیچھے ایک بڑا مقصد ہے۔ وہ ایک شاطر کھلاڑی ہے۔ وہ ضرور اپنے ذرائع استعمال کر کے اسے وہاں سے نکلوانے کی کوشش کرے گا۔ لیکن جو بھی ہو وہ بچ نہیں سکتا اپنے انجام سے"۔ اس نے کافی کا مگ میز پر خالی کر کے رکھا۔ ارمین اپنی کافی

www.novelsclubb.com

کے آہستہ آہستہ گھونٹ لیتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ جیسے اس کی سوچیں پڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

رات کافی گہری ہو چکی تھی لیکن اس محل نما گھر میں لوگ ابھی تک جاگ رہے تھے۔ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا وہ کچھ بے چین سا لگ رہا تھا۔ سگریٹ کے کش لگاتا کسی گہری سوچ میں گم تھا جب کوئی اس کے برابر میں آکر کھڑا ہوا تو وہ چونک کر اپنی سوچوں سے واپس آیا۔

"موم آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟"

"مجھے کیسے نیند آئے گی جب میری اولاد پریشان ہے" فوزیہ نے فکر بھرے لہجے میں کہا تو مراد مسکرا دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم ہمیں اس مشکل سے باہر نکال لوگے" اس کی آنکھوں میں اعتماد تھا۔

www.novelsclubb.com

"بلکل موم۔ میں کسی کو ہمیں نقصان پہنچانے نہیں دوں گا لیکن میں ابھی کچھ اور سوچ رہا تھا"۔

"کیا؟"

"یہ کہ تین سال پہلے فہام اور روحان زید ہمارے سامنے تھے اور آج اس کا بھائی عمار۔ لگتا ہے ہمارے ان سے جان نہیں چھوٹنے والی" وہ خود ہی ہنسا۔

"کیا اسے سچ معلوم ہے ؟"ان کا اشارہ عمار کی طرف تھا۔

"پتہ نہیں "اسے واقعی نہیں پتہ تھا۔

"بہر حال اس کا بھی کچھ کرنا پڑے گا لیکن پہلے دلاور والے معاملے کو نمٹاؤ"اس نے سمجھاتے ہوئے کہا اور اسے آرام کرنے کا کہہ کر وہاں سے چلے گئ۔

www.novelsclubb.com

دلاور کو گرفتار ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ گرفتاری کے اگلے دن ہی اس کو عدالت میں پیش کر کے ایک ہفتے کا جسمانی ریمانڈ لے لیا گیا تھا۔ لیکن تشدد کے باوجود اس نے اپنے

منہ سے کچھ نہیں اگلا تھا۔مراد کی طرف سے اسے چھڑوانے کے لیے ابھی تک کوئی ظاہری پیش رفت نہیں ہوئی تھی۔

"کیا ہوا ابھی تک اس کا منہ نہیں کھلا؟" وہ دونوں ڈیٹینشن سیل کی طرف جا رہے تھے جب عمار نے صارم سے پوچھا۔

"نہیں ابھی تک نہیں۔اپنے باس کا کافی وفادار ہے" صارم نے استہزائیہ کہا۔

"آئی نیوِاٹ"اس نے دل میں کہا۔دلاور زمین پر آنکھیں بند کیے دیوار سے پشت ٹکائے بیٹھا تھا جب ان دونوں کے قدموں کی آواز پر اپنی آنکھیں کھولیں اور سامنے کھڑے ان دونوں کو دیکھا۔

"لگتا ہے تمہارا کوئی ارادہ نہیں ہے یہاں سے نکلنے کا۔اپنے باس سے وفاداری جو نبھانی ہے۔دیکھتے ہیں وہ تمہیں یہاں سے نکالتا ہے یا نہیں"اس کے لہجے میں چیلنج تھا لیکن دلاور نے بھی اپنا منہ بند رکھنے کی قسم کھائی تھی۔اسے چپ دیکھ کر عمار کا خون کھولا لیکن اس نے اپنے جذبات قابو میں رکھے۔

وہ اپنا ذاتی انتقام اس کیس میں نہیں لینا چاہتا تھا۔

"ایک بات یادرکھو بس کہ تم صرف ایک کرائے کے قاتل ہو اور جب تک تمہیں حکم دینے والوں کا پتہ نہیں چلتا تمہیں یہیں رہنا ہے"اس نے چبا چبا کر کہا اور پھر صارم کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

رات کے کھانے سے فارغ ہو کر وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔ آفس میں کام زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ کچھ تھک گئ تھی۔ اسے ہمیشہ سے ایک بزنس ویمن بننا تھا۔ وہ اس پیشے میں اپنی ماں کو دیکھ کر دلچسپی لیتی تھی۔ اپنے اسی شوق کی وجہ سے وہ بہت کامیابی سے سارا بزنس چلا رہی تھی۔ وہ آنکھیں موندھے بستر پر لیٹی تھی جب اس کے فون پر کال آنے لگی تو آنکھیں کھول لیں۔ عمار کا نام اسکرین پر دیکھ کر فوراً فون کان سے لگا لیا۔

"اسلام وعلیکم"۔

"وعلیکم اسلام۔ کیا کر رہی تھی؟"دوسری طرف عمار بھی ابھی ڈنر سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آیا تھا۔

"کچھ نہیں آرام کررہی تھی"اس نے آہستہ سے کہا۔یکدم ساری تھکن جیسے غائب ہوگئی تھی۔"تم کیا کررہے ہو؟"

"تم سے بات کررہاہوں"اس نے ہنس کر کہا۔

"وہ تو مجھے بھی پتہ ہے؟"

"تو پوچھا کیوں؟ کہیں تم مجھے ہی تو نہیں سوچ رہی تھی؟"اس نے مزے سے کہااور ارمین کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"زیادہ فری نہ ہو۔میرا مطلب تھا کیا کررہے تھے۔خیر چھوڑو"۔دل کی آواز کو ان سنا کر کے اس نے خفگی سے کہااور عمار نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"چلو کوئی بات نہیں"اس نے کہا تو ارمین نے پوچھا"یہ بتاؤ کہ کیسی چل رہی ہے تمہاری انویٹیگیشن؟ کچھ بتایا دلاور نے؟"

www.novelsclubb.com

"کہاں یار۔بہت ڈھیٹ بندہ ہے۔میں اس سے اپنے طریقے سے سب اگلوالوں لیکن میں یہ کیس حل کرنا چاہتا ہوں۔اصل میں حکم دینے والوں کو سزا دلوانا چاہتا ہوں قانون کے تحت"اس کی آواز میں ایک جزبہ تھا۔

"مجھے یقین ہے تم پر۔ تم ضرور کامیاب ہوگے اور ہماری فیملیز کو بھی انصاف دلواؤ گے"

اس کا اپنے اوپر بھروسہ دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"انشاءاللہ"۔ کچھ دیر بعد الوداعی کلمات کہہ کر فون رکھ دیا گیا اور عمار نے اسی وقت دروازے پر دستک ہونے پر سر اٹھایا تو آسیہ کو کھڑے دیکھا۔ "ماما وہاں کیوں کھڑی ہیں اندر آجائیں" اس نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"کسی سے فون پر بات ہو رہی تھی؟" وہ اندر آکر بستر کے کنارے پر ٹک گئیں۔

"جی ارمین سے"۔

"اچھا" وہ اس کے چہرے کو پیار سے دیکھ رہی تھیں کہ جب عمار نے الجھ کر کہا

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں؟"

"تم ارمین کو پسند کرتے ہو نا؟" انہوں نے آرام سے کہا لیکن اس طرح اچانک پوچھے جانے پر وہ کچھ حیران ہوا لیکن ساتھ ہی اپنی ماں پر پیار بھی آیا۔ وہ اس کی ہر بات بنا کہے ہی جان لیتی تھیں۔

"جی کرتا ہوں پسند" اس نے بیڈ شیٹ پر نظریں جمائی ہوئی تھیں۔ یہ سن کر آسیہ کے چہرے پر ایک طمنائیت بھری مسکراہٹ آئی۔

"تم نے اسے بتایا؟"

"نہیں ابھی نہیں بتایا" نگاہیں ہنوز وہیں تھیں۔

"تو کب بتاؤ گے؟ میں اپنے بیٹے کی خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں۔ ایک بیٹے کو تو کھو دیا لیکن دوسرے کو اس کی زندگی میں ہمیشہ خوش اور مطمئن دیکھنا چاہتی ہوں" یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں نمی چھلکنے لگی۔ عمار نے ان کے گرد اپنے بازو حائل کر دیے۔

"ماما میں بھی آپ کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں لیکن پتہ نہیں ابھی صحیح وقت ہے یا نہیں"۔

"کیا مطلب؟" وہ اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکیں۔

"کچھ نہیں۔۔اچھا یہ بتائیں کہ آپ کسی کام سے آئیں تھیں؟" اس نے ان کا دیہان بٹانا چاہا۔

"کیا ضروری ہے کہ میں تمہارے کمرے میں کسی کام سے ہی آؤں" انہوں نے خفگی سے کہا جس پر عمار ہنس دیا۔

"نہیں۔آپ جب چاہیں آسکتی ہیں"۔اس کو ہنستا دیکھ کر انہیں اطمینان محسوس ہوا۔

آج صبح صبح مراد اپنے آفس میں موجود تھا۔اظہر سومرو بھی اپنے کچھ لوگوں سمیت وہاں موجود تھے۔ماحول سرد تھا۔بہت اہم گفتگو ہورہی تھی۔"ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپ کا بندہ سب سچ نہ اگل دے"سومرو صاحب نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا جس پر مراد نے انہیں سپاٹ انداز میں کہا۔

"میرے لوگ میرے وفادار ہیں اور جو حکم میں انہیں دیتا ہوں اس پر ہر حال میں عمل کرتے ہیں۔اس لیے آپ کو اس کا منہ کھلنے کی نہیں بلکہ اس معاملے میں اپنا اور ہمارا نام کلئیر کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔میں نے آپ کا کام کردیا۔میں اس انویسٹیگیشن آفیسر کی بھی زمہ داری لے رہا ہوں لیکن کے اوپر جو بھی شکوک وشبہات ہوں گے اس سے آپ کو خود ہی نمٹنا ہوگا اور کوشش کیجیئے گا کہ ہمارا بزنس ریلیشن خراب نہ ہو"۔اس کی بات سن کر انہیں اب اپنی فکر ہونے لگی تھی لیکن اب ان کے پاس اس کی بات ماننے کے علاوہ کوئی

اور راستہ نہیں تھا۔ وہ ایسا ہی تھا اگر کسی کی ایک بات مانتا تھا تو اس سے اپنی چار باتیں منواتا بھی تھا۔

---

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

بارہواں باب

رقیب

یہ کبھی سوچ بھی نہ سکتے تھے

کہ جو شخص کسی دور میں

ہمارے سب سے قریب تھا

آج وہ ہمارا رقیب ہے

جو ہمارا دوست تھا

جو ہمارا عزیز تھا

آج وہ اس کے بالکل الٹ ہے

شاید بے وفائی اس نے کی

یا ہم ہی بے خبر نکلے

خیر جو بھی تھا لیکن

اس بے وفائی کا زخم بہت گہرا ہے

www.novelsclubb.com

شام کے تقریباً پانچ بجے کا وقت تھا جب اس وسیع اور خوبصورت گھر کے پورچ میں اپنی گاڑی پارک کرتی ارمین اس میں سے باہر نکلی۔اس کی بھوری آنکھیں اس وقت سرخ ہو رہی تھیں جیسے سارے راستے میں وہ روتی آئی ہو۔وہ گھر کے اندر تیز قدموں سے بڑھی۔ردا کچن میں کھڑی ملازمہ کو کچھ ہدایات دے رہی تھیں جب کسی نے ان کی گردن کے گرد اپنے بازو حائل کیے تو وہ چونکیں لیکن انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ کون ہو سکتا تھا۔

"ارمین۔۔بیٹا آج جلدی آ گئی ؟"وہ آج اس کے جلدی گھر آ جانے پر کچھ حیران ہوئیں۔ جبکہ وہ ابھی بھی ان سے لگی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آج مجھ سے رکا نہیں گیا آفس میں"اس نے کہا تو اس کے لہجے میں کچھ تھا جو انہوں نے محسوس کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتیں وہ ان سے الگ ہوئی اور اپنے کمرے میں جانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

دوسری طرف عمار جب ہیڈ کوارٹر سے نکل رہا تھا تو اس نے وہاں مراد عباس دیکھا۔اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔وہ سمجھ گیا کہ وہ ضرور چیف سے ملاقات کرنے آیا ہے جو آج کل کراچی میں تھے۔انہیں سوچوں میں گھرا وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔دن گزرتے جا رہے تھے اور اس کیس میں آگے کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی۔اس صورت میں مراد کا یہاں آنا کسی غیر معمولی پیش رفت کا عندیہ دے گیا۔

وہ کمرے میں آکر بستر پر بیگ پھینک کر وہیں سر ہاتھوں میں دیے بیٹھ گئ۔سر درد سے پھٹ رہا تھا۔پانچ منٹ بعد فریش ہونے گئ اور جب فریش ہو کر آئی تو سر کا درد کچھ کم تھا لیکن دل کا درد بڑھتا جا رہا تھا۔

"بھائی۔۔ایسا کیوں کیا مراد نے؟وہ تو ہمیں اپنی فیملی اور آپ کو اپنا بھائی کہتا تھا نا۔سب سے اچھا دوست مانتا تھا"۔اس کو آج اپنا بھائی بہت شدت سے یاد آرہا تھا اسی لیے وہ اس سے اپنے دل میں مخاطب تھی۔اس کے دماغ میں مراد کی باتیں گردش کر رہی تھیں۔

یقین نہیں آرہا تھا کہ جو شخص آج اس سے ملا تھا وہ چار سال پہلے والا مراد بلکل نہیں تھا صرف اپنے مفاد کے لیے جینے والا شخص تھا۔اس کا دل چاہا کہ کہیں سے اس کا بھائی واپس آجائے اور سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے لیکن دنیا سے جانے والے بھی واپس آئیں ہیں کبھی؟ وہ ایک آگ میں جل رہی تھی۔وہی آگ جس میں عمار زید بھی جل رہا تھا۔انصاف حاصل کرنے کی آگ۔

ڈھائی گھنٹے پہلے:

وہ اپنے آفس میں موجود لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہی تھی کہ جب پیچھے دیوار پر لگا انٹر کوم بجا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"میم مراد صاحب آپ سے ملنے کا کہہ رہے ہیں" ریسیپشنسٹ نے اطلاع دی تو اس کا دل اندیشوں کا شکار ہو گیا۔

"بھیج دو نہیں" اتنا کہہ ہر ریسیور رکھا اور اس کی اچانک آمد کا مقصد سوچنے لگی۔کچھ ہی سیکیبڈز میں وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"تم یہاں اچانک۔۔کوئی ضروری کام تھا کیا؟" ارمین نے چہرے کو سنجیدہ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں بہت خاص کام ہے" وہ استہزائیہ مسکرایا۔ارمین نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تو وہ شروع ہوا۔

"ویسے کافی ملاقاتیں نہیں ہو رہیں تمہاری عمار زید کے ساتھ اور ان میں میرا ذکر بھی ہوتا ہے" اس کے لہجے میں طنز تھا جو ارمین کو چبھا۔اس کی آنکھوں میں حیرانی عود آئی۔اس کے آنے کا مطلب اسے اب سمجھ آرہا تھا۔تو مراد عباس کو سب پتہ چل گیا تھا لیکن وہ کمزور نہیں تھی۔

"تو پھر یہ بھی پتہ چل گیا ہو گا کہ کیوں ہوتا ہے ذکر؟" اس نے لہجے کو مضبوط رکھتے ہوئے کہا تو مراد نے سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو کہ میں ساری بات سے واقف ہوں۔

"مسٹر مراد عباس اب آپ اپنے اصل مقصد کی طرف آئیں گے جس وجہ سے آپ یہاں آئیں ہیں" اس کے طنز سے کہنے پر اس کے چہرے پر سختی آئی۔

www.novelsclubb.com

"اصل بات یہ ہے کہ اگر تم اس کی سلامتی چاہتی ہو تو اس سے دور رہو اور چونکہ ممانی کا مجھے کچھ خیال ہے اس لیے تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم خاموشی سے ایک کنارے ہو جاؤ" اس نے آرام سے جیسے اپنا حکم سنایا لیکن ارمین کو اس کی بات طیش دلا گئی۔ آفس میں ہونے کا خیال کر کے جذبات کو قابو میں رکھا۔

"تم نے کہا اور میں نے مان لیا۔ تم شاید بھول رہے ہو کہ تم نے میرے بھائی کا بھی قتل کیا ہے اور مزید یہ کہ قتل کے بعد اس کا الزام روحان پر ڈال کر اسے قاتل بنا دیا۔ میں ان سب باتوں کو ایسے ہی جانے نہیں دے سکتی اس لیے مجھ سے اپنی باتیں منوانے کی ہرگز امید نہ رکھنا" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہی تھی لیکن مراد پر نہ اثر ہوا نہ ہونے والا تھا۔

"اتنا زیادہ ریلیکس ہونا اچھی بات نہیں ہے۔ وہ دونوں بھی اسی طرح ریلیکس تھے اور دیکھو کیا ہوا ان کے ساتھ۔ تمہیں تو میں نے وارننگ دی ہے انہیں تو وہ بھی نہیں دی تھی" ارمین نے فوراً اس کی بات کاٹی۔ "تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟"

"یہی سمجھ لو لیکن یہ یاد رکھو کہ میں اپنے راستے میں آنے والے کسی شخص کو بھی اپنے لیے رکاوٹ نہیں بننے دیتا۔پہلے کی مثال موجود ہے۔اس انویسٹیگیشن آفیسر سے بھی جلد ہی نمٹ لوں گا بس تم ان سب معاملات میں نہ پڑو ورنہ آگے جو ہو گا اس کی زمہ دار صرف تم ہو گی"۔وہ درشتی سے کہتا ہوا وہاں سے اٹھا اور باہر نکل گیا جبکہ ارمین شل اعصاب لیے وہیں بیٹھی رہی۔آج مراد کا یہ روپ دیکھ کر اسے مزید شاک لگا تھا۔اس سے وہاں رکنا محال ہو گیا تھا اس لیے پانچ منٹ میں اپنا سامان اٹھا کر وہاں سے گھر کے لیے نکل گئی۔

"ارمین بی بی"دروازے پر ہونے والی دستک اسے حال میں واپس کھینچ لائی۔اس نے دروازہ کھولا تو باہر ملازمہ کھڑی تھی۔وہ اسے ردا کے کہنے پر چائے کے لیے بلانے آئی تھی اور ارمین نے دو منٹ میں آنے کا کہا تو وہ وہاں سے چلی گئ۔

www.novelsclubb.com

سورج غروب ہوئے دیر ہو چکی تھی۔سیاہ آسمان پر تارے جگمگا رہے تھے فائق کے ساتھ اسکے فلیٹ میں موجود تھا۔وہ ایک کمرے میں کام میں مصروف تھے جہاں ایک میز پر لیپ

ٹاپ کھلا پڑا تھا اور کچھ فائلیں بکھری ہوئی تھیں۔ایک دیوار پر تصاویر اور پوسٹ اِٹ نوٹس بڑی تعداد میں چسپاں تھے۔عمار کرسی پر ہاتھ میں ایک پین لیے بیٹھا کسی فائل کو غور سے دیکھ رہا تھا۔کچھ دیر میں فائق اس کمرے میں ہوا اس کے ہاتھ میں دو کافی کے مگ تھے۔ایک مگ عمار کی طرف بڑھایا تو اس نے فائل میز پر رکھ دی۔"شکریہ اسکے لیے" اس نے کہا اور آہستہ آہستہ کافی کے گھونٹ لینے لگا جبکہ دوسری طرف فائق کرسی کھسکا کر بیٹھ چکا تھا۔

"شکریہ کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ کوئی پروگریس ہوئی؟"اس نے فکرمندی سے کہا۔جس پر عمار نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔

"ابھی تک کوئی پروگریس نہیں ہوئی لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ

Muraad is upto something

www.novelsclubb.com

وہ آج ہیڈ کوارٹر بھی آیا تھا اور ظاہر ہے چیف سے ہی ملنے آیا ہوگا اسی کیس کے سلسلے میں"۔ظاہر ہے وہ اپنا اثر واسوخ تو استعمال کرے گا"فائق نے کہا۔

"خیر وہ کرلے جو کرنا ہے فائنل شوڈاؤن تو میں ہی کروں گا"عمار نے سنجیدگی سے کہا۔وہ دونوں پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔

وہ اپنے کمرے میں سوچوں سے گھری بیٹھی تھی۔جب سے اب تک وہ مراد کی دی ہوئی دھمکیوں کی وجہ سے اندیشوں کا شکار تھی۔رات کا کھانا بھی اس سے ٹھیک سے نہیں کیا گیا۔ردا اس کی پریشانی نوٹ کر رہی تھیں لیکن ابھی تک انہیں اس سے پوچھنے کا موقع نہیں مل سکا۔وہ عمار کے لیے فکر مند تھی کہ کہیں مراد اسے کوئی نقصان نہ پہنچادے۔ عمار اس کے لیے بہت اہم تھا وہ مراد کی دھمکیوں سے ڈر کر بیٹھنا نہیں چاہتی تھی۔اس دفع وہ کسی اپنے کو نہیں کھو سکتی تھی اسی لیے اس نے عمار کو اس سب سے آگاہ کرنے کا فیصلہ کر کے اپنا فون اٹھایا اور اسے میسیج کیا۔

عمار جو ابھی ابھی فائق کے گھر سے نکلا تھا، گاڑی میں بیٹھتے ہوئے فون پر اس کا میسیج دیکھا تو چہرے پر خود بخود مسکراہٹ آگئی۔

"کہاں ہو؟ مجھے تمہیں ایک ضروری بات بتانی ہے'' یہ پڑھ کر اسے کچھ تشویش ہوئی۔

"خیریت؟''اس نے خود کلامی کرتے ہوئے اسے کال کی، جو پہلی ہی بیل پر اٹھالی گئی۔

"کیا بات ہے ارمین؟ کوئی پریشانی کی بات ہے کیا؟''

"ہاں اور وہ بات فون پر نہیں ہو سکتی اس لیے پوچھ رہی ہوں کہاں ہو میں وہیں آ رہی ہوں''اس کے لہجے میں حد درجہ سنجیدگی تھی جس پر عمار نے اس کا خیال کر کے کہا"تم اکیلے مت آؤ میں قریب ہی ہوں دس منٹ میں تمہیں پک کر لیتا ہوں پھر کہیں بیٹھ کر سکون سے بات کرتے ہیں''۔

"اوکے''اس نے یہ کہہ کر فون رکھا اور اٹھ کر اپنا حلیہ درست کرنے لگی۔ دس منٹ میں عمار اس کے گھر کے باہر تھا۔ ارمین کے لہجے نے اسے تشویش میں ڈال دیا تھا۔ نیچے آنے سے پہلے وہ ردا کے کمرے میں آئی۔ وہ نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھیں۔ اس کے دروازے پر دستک دے کر اندر آنے پر انہوں نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اسے دیکھا جو کہیں جانے کے لیے تیار دکھ رہی تھی۔

"ماما میں عمار کے ساتھ ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں تھوڑی دیر میں آجاؤں گی''۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے خیال رکھنا اور جلدی آنا" ردا کی تاکید سن کر وہ جلدی سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ دونوں اب اس علاقے سے کچھ دور ایک کیفے میں بیٹھے تھے۔ ارمین آج مراد سے ہونے والی بات کے متعلق اسے بتا رہی تھی اور عمار کے چہرے پر سنجیدہ تاثرات تھے۔

"He is after you Ammar

اسے معلوم ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ اس نے ضرور کچھ بڑا پلان تیار کر رکھا ہے" وہ پریشانی سے کہہ رہی تھی۔

"کچھ بڑا تو وہ کرنے والا ہے۔ اصل مسئلہ اس کے لیے اظہر سومرو کو بچانا نہیں ہے بلکہ خود کو ایکسپوز ہونے سے بچانا ہے۔ اسی لیے وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھ سکتا لیکن تم فکر نہیں کرو میں ہینڈل کر لوں گا" عمار نے میز پر رکھے اس کے ہاتھ پر نرمی سے اپنا ہاتھ رکھا۔

"مجھ پر بھروسہ رکھو" اس نے مضبوط لہجے میں نرمی سے کہا لیکن ارمین کو پھر بھی ڈر تھا کہ کہیں وہ بھی اس سے جدا نہ ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تم پر بھروسہ ہے عمار لیکن پھر بھی مجھے ڈر لگتا ہے کسی اپنے کو کھونے سے" اس کی بات پر عمار کے دل کو کچھ ہوا۔ اس کا دل چاہا کہ اس سے اپنے دل کی بات کہہ ڈالے لیکن وہ زیادہ متاثر اس بات سے ہوا تھا کہ سامنے بیٹھی اس لڑکی کو خود سے زیادہ اس کی فکر تھی ورنہ مراد تو اسے کھلی دھمکی دے کر گیا تھا۔ کیا وہ اس کے لیے بھی اتنا ہی اہم تھا جتنی اہم وہ تھی اس کے لیے؟ اس کے چہرے کے تاثرات کچھ بدلے۔

"وہ صرف میرے ہی پیچھے تو نہیں ہے ارمین۔ تم بھی غیر محفوظ ہو۔ میرے خیال سے تمہیں ان معاملات سے دوری اختیار کر لینی چاہیے۔ تم اپنے کزن کو جانتی ہو وہ کسی کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس لڑائی میں تمہیں کوئی نقصان پہنچے"

ارمین اس کی آنکھوں میں اپنے لیے فکر صاف دیکھ سکتی تھی۔

"عمار یہ صرف تمہاری لڑائی نہیں ہے مجھے بھی اپنے بھائی کا انصاف لینا ہے اس لیے پلیز یہ سب مت کہو" اس نے خفگی سے کہا تو عمار نے آسودگی سے اسے دیکھا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں وہاں سے نکل کر گاڑی میں بیٹھ چکے تھے اس بات سے بے خبر کہ کوئی ان پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ عمار کے دماغ میں اب مراد کی، ارمین کو دی ہوئی دھمکی گردش کر رہی

تھی۔اسے معلوم تھا مراد یہ کارڈ ضرور کھیلے گا۔وہ اپنے حوالے سے خوفزدہ نہیں تھا لیکن ارمین کی فکر اسے ہمیشہ تھی۔اس نے گاڑی اسٹارٹ کی ہی تھی کہ جب اسے محسوس ہوا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار ان کا پیچھا کر رہی ہے اور یہ اس کا وہم نہیں تھا۔ایک دو دن پہلے بھی یہی کار اس کا پیچھا کر رہی تھی۔اسی وجہ سے اس نے گاڑی کی رفتار بڑھائی۔

"کیا ہوا؟" اس نے عمار کے چہرے پر کچھ تشویش کے تاثرات دیکھتے ہوئے پوچھا۔وہ گاہے بگاہے بیک ویو مرر پر نظر ڈال رہا تھا۔

"کوئی ہمارا پیچھا کر رہا ہے" اس نے گاڑی کو سڑک پر سیدھا لے جانے کے بجائے دائیں جانب موڑتے ہوئے کہا۔اس کے دماغ میں خطرے کا الارم بج رہا تھا۔"کیا؟" ارمین نے بیک ویو مرر سے دیکھا تو وہ گاڑی تیز رفتار سے ان کے پیچھے آ رہی تھی۔وہ کچھ خوفزدہ ہوئی۔عمار کا چہرہ سپاٹ تھا۔وہ اب وہاں سے دور ایک سنسان سڑک پر تھے ارمین مسلسل دل میں آئیتہ الکرسی پڑھ رہی تھی۔اس کے ہاتھ پر عمار نے اپنا ہاتھ رکھا تو اس نے اس کی طرف دیکھا۔وہ سامنے دیکھتا ہوا گاڑی دوڑا رہا تھا لیکن دھیان ارمین کی طرف تھا۔ارمین کے اندر ایک تحفظ کا احساس جاگا۔وہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اچانک گولی چلنے کی

www.novelsclubb.com

آواز آئی۔ وہ گولی بیک ویومرر پر لگی تھی اور اگلے ہی لمحے انہیں سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر ایک گولی آئی اور عمار نے اچانک بریک لگایا۔

"عمار" ارمین اسے تشویش زدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے بازو سے خون نکل رہا تھا۔ وہ گاڑی انہیں ٹیک اوور کر کے آگے نکل چکی تھی۔ گولی اسے چھو کر گزری تھی لیکن خون تیزی سے بہتا دیکھ کر ارمین پہلے تو حواس باختہ ہوئی پھر اگلے ہی لمحے اپنے حواسوں میں واپس لوٹی۔

"عمار تمہارا خون تو تیزی سے بہہ رہا ہے تم میری جگہ پر آکر بیٹھو میں ڈرائیو کرتی ہوں ہم فوراً ہسپتال جائیں گے" عمار لب بھینچے اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا جہاں پریشانی کے تاثرات تھے۔

"ارمین پریشان مت ہو یار کچھ نہیں ہوا، گولی چھو کر گزری ہے صرف" جواب میں ارمین نے اسے خفگی بھری نگاہوں سے گھورا۔

"میں کچھ نہیں سن رہی تم اترو وہاں سے اور ادھر آکر بیٹھو" وہ کہتے ہوئے اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر آئی پھر اس کی طرف آکر دروازہ کھولا۔ عمار سیٹ بیلٹ کھول کر باہر

نکلا اور ایک ہاتھ زخم والی جگہ پر رکھے برابر میں جا کر بیٹھ گیا۔ ارمین نے وہاں کا دروازہ بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو گئ۔ وہ سختی سے لب بھینچے ڈرائیو کر رہی تھی اور عمار کی نظریں اس کے چہرے کی سوچیں پڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ وہ عجیب احساسات کا شکار تھا۔ اس کی سوچ اس بات سے آگے جا ہی نہیں رہی تھی کہ وہ اس کے ساتھ تھی اگر اسے کچھ ہو جاتا تو۔ وہ قریبی ہسپتال پہنچ چکے تھے جہاں عمار اپنے زخم پر ڈریسنگ کروا رہا تھا۔ گولی چھو کر گزرنے کی وجہ سے زخم زیادہ گہرا نہیں تھا۔ وہاں سے فارغ ہو کر وہ پارکنگ میں کھڑا کسی سے فون پر ضروری بات کر رہا تھا۔ ارمین گاڑی میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔ کافی رات ہو جانے کی وجہ سے پارکنگ میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ عمار فون بند کر کے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے ہی لگی تھی کہ اس کی نرم آواز پر سر اٹھا کر اسے دیکھا، وہ فکرمندی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں بہت ڈر گئی تھی عمار۔ مجھے لگا کہ میں تمہیں کھو دوں گی" وہ اس کی طرف رخ کی ہوئی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جن سے عمار کو تکلیف ہو رہی تھی۔ اس کو

آنسو بہتا دیکھ کر اچانک اس کے دل میں جذبات کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ وہ آج اس سے اپنے دل کی بات کہہ دینا چاہتا تھا۔ وہ فوراً آگے ہوا اور اپنی انگلیوں سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

"سچ کہوں تو میں بھی تمہارے لیے جو فکر دہ ہو گیا تھا ارمین۔ میرے پروفیشن میں یہ سب عام ہے لیکن آج میرے ساتھ تم تھی اور تمہیں کوئی تکلیف پہنچے یہ سوچ کر بھی اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوتی ہے"۔ اس نے نرمی سے اس کے ہاتھ تھامے۔ ارمین اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ آج پھر ان میں وہی جذبات اور احساسات نظر آرہے تھے۔

"میں پہلے یہ کہہ نہیں سکا لیکن آج کہہ رہا ہوں۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور اپنی زندگی تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔ پتہ نہیں کب سے لیکن تم میری زندگی میں ایک خاص اہمیت اختیار کر گئی ہو" وہ کہہ رہا تھا اور ارمین سحر زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہم دوست تھے لیکن یہ دوستی میرے لیے محبت میں کب تبدیل ہوئی میں نہیں جانتا"

وہ چپ ہوا پھر اسے دیکھ کر کہا

"تم کچھ کہو گی نہیں؟"۔

"سمجھ نہیں آرہا کیا کہوں" وہ ابھی تک اسی سحر میں تھی۔

"کچھ بھی کہو لیکن مجھے معلوم ہے کہ تمہارے جذبات اور احساسات بھی وہی ہیں جو میرے ہیں" اس کے لہجے میں یقین تھا۔ ارمین نے شانے اچکائے۔

"I don't know

لیکن تم میرے لیے میری اپنی زندگی سے بھی زیادہ اہم ہو۔ میں تم سے دور ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتی"۔ عمار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ ارمین کا ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا جب وہ اسے وقت کا احساس دلانے کے لیے بولی

"اب میرے ہاتھ چھوڑو گھر پہنچنا ہے بہت دیر ہو چکی ہے" عمار نے سر ہلاتے ہوئے اپنے ہاتھ پیچھے کیے تو وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے زن سے بھگا لے گئی۔ اسے جلدی گھر پہنچنا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی امی اب پریشان ہو رہی ہوں گی اور اسے سب کچھ ایکسپلین بھی کرنا تھا۔

مراد سٹڈی میں بیٹھا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔سامنے میز پر کوئی کتاب رکھی تھی جسے اس نے کال آنے پر بند کر دیا۔

"ہاں۔۔ہو گیا کام۔دھیان سے کیا ہے نا؟ چلو ٹھیک ہے پتہ چل گیا ہو گا انہیں کہ میں کیا کر سکتا ہوں"۔

"کون سا کام؟ کس کے بارے میں کہہ رہے ہو؟"اس نے کال کاٹی پھر آواز پر سر اٹھا کر دیکھا تو دروازے پر فوزیہ کھڑی تھی اور شاید اسے فون پر کہتے ہوئے سن چکی تھی اسی لیے تجسس سے پوچھنے لگی۔مراد نے سر جھٹکا

"وہی آفیسر عمار زید"فوزیہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔"بس میں اسے اور آپ کی بھتیجی کو دکھانا چاہتا تھا کہ میں ہوا میں تیر نہیں چلاتا۔کہا تھا میں نے ارمین سے کہ اس سے دور رہو لیکن اسے تو اپنی اور ممانی کی فکر ہی نہیں ہے۔اس آفیسر کو تو میں نے ویسے ہی نہیں چھوڑنا تھا لیکن وہ بھی اس لڑائی میں گھس رہی تھی تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا نا

مجھے اس کا۔ لیکن پھر بھی میں نے آج صرف ایک چھوٹا سا ٹریلر دکھایا ہے جو آئندہ کے لیے محتاط رہنے کی وارننگ ہے"۔

"ویسے کیا ضروری ہے کہ تم سومرو صاحب کو کور کرو مطلب کہ اس سے ہماری ریپوٹیشن پر بھی فرق پڑ سکتا ہے" انہیں اپنی ریپوٹیشن کی کافی فکر تھی۔

"اگر میں یہ سب نہ کروں تو پھر ہم پر بھی زوال آئے گا اور پھر ریپوٹیشن واقعی میں خراب ہو گی اسی لیے جو میں کر رہا ہوں بلکل ٹھیک کر رہا ہوں" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔ فوزیہ اسے بس دیکھ کر رہ گئی۔

---

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

تیرہواں باب

(حصہ اول)

ابھی کھیل باقی ہے

www.novelsclubb.com

تم نے اس رسم کی ابتداء کی ہے

اپنی پرواہ کی ہے

لیکن اپنوں کو دغا دی ہے

سامنے اچھا بن کے پیچھے کھیل کھیلا ہے

تم نے سوچا کہ اب کھیل ختم ہوا

میری فتح ہوئی ہے لیکن

حقیقت یہ ہے کہ نہ ہم ابھی ہارے ہیں

نہ تم ابھی فاتح ہو

کیونکہ کھیل ابھی باقی ہے

وہ پوش علاقہ اس وقت سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔عمار جب گھر پہنچا تو اپنی امی کو لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر ٹھٹکا۔"ماما آپ ابھی تک سوئی نہیں؟"آواز پر انھوں نے چونک کر دیکھا تو اسے دیکھ کر کھڑی ہوئیں

"تمہارا انتظار کر رہی تھی۔آج بہت دیر ہو گئی اور یہ بازو میں کیا ہوا ہے؟"اچانک ان کی نظر اس کے بازو پر بندھی پٹی پر گئی تو فکر مندی سے کہا۔

"کچھ نہیں ماما پریشان مت ہوں"وہ انہیں بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ مطمئن نہیں ہوئی تھیں۔

"ہوا کیا ہے بیٹا کچھ تو بتاؤ"۔

"کچھ نہیں صرف ایک گولی چھو کر گزری تھی"ان کے اصرار پر اسے بتانا ہی پڑا پھر فوراً ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دی۔"یہ سب تو جاب کا حصہ ہے لیکن آپ پلیز پریشان مت ہوں"۔

"مجھے ہر وقت تمہاری فکر رہتی ہے بیٹا"ان کے لہجے میں درد تھا۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں آپ کے سامنے ہوں۔آپ جا کر سو جائیں کافی دیر سے یہاں بیٹھی ہوئی ہونگی"عمار کے کہنے پر وہ سر ہلا کر وہاں سے جانے لگی تھیں جب اس نے انہیں پیچھے سے آواز دی۔

"ماما، بابا کدھر ہیں؟"

www.novelsclubb.com

"سٹڈی میں ہیں" وہ اب سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھیں جبکہ عمار چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجائے سٹڈی کی جانب گیا۔

ارمین جب گھر میں داخل ہوئی تو اپنی ماں کو بے چینی سے لاؤنج میں چکر کاٹتے پایا۔ وہ پہلے ہی اس کے جلدی میں جانے پر کچھ فکر مند ہوئیں تھیں اور پھر دیر ہو جانے پر ان کا دل گھبرا رہا تھا۔

"کہاں تھی تم؟ ایک تو صبح سے کچھ بتا کر نہیں گئی اور پھر فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی پتہ ہے میرا دل کتنا گھبرا رہا تھا" اسے وہاں دیکھتے ہی وہ شروع ہو گئیں۔

"ماما میں نے آپ کو تھوڑی دیر پہلے ہی فون پر کہا تھا کہ گھر آکر آپ کو سب بتاؤں گی" اس نے ان کے پیچھے آکر اپنے بازوان کے گرد لپیٹے۔

"ہاں کہا تھا لیکن تم جانتی ہو کہ میں پریشان ہوتی ہوں جب تم اس طرح کرتی ہو" انہوں نے اسے اپنے سامنے کیا۔

"آئم سوری ماما میں آپ کو پریشان کرنے کے لیے لیکن ایک ضروری کام تھا" وہ اب وہاں صوفے پر بیٹھ گئی تھی اور ساتھ ہی اس کی ماں بھی۔

"تم نے کہا تھا کہ آ کر بتاؤں گی سب۔ کیا کوئی مسئلے والی بات ہے؟" ان کے چہرے پر متفکر تاثرات دیکھ کر وہ کچھ دیر کے لیے چپ رہی تو ان کو مزید پریشانی نے آ گھیرا۔

"بتاؤ کیا بات ہے؟ کچھ دنوں سے تم مجھے کافی ڈپریسڈ لگ رہی ہو۔ آج بھی جب تم آفس سے آئی تو مجھے ٹھیک نہیں لگی۔ کیا پریشانی ہے مجھ سے شیئر کرو" ان کے اس طرح کہنے پر اس نے بہت ہمت جمع کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"بھائی اور روحان بھائی کا قتل مراد نے کروایا ہے" اس نے یہ بات ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہی اور یہ صرف وہی جانتی تھی کہ یہ الفاظ کیسے تکلیف دہ تھے۔ جبکہ ردا کچھ دیر کے لیے شاک میں چلی گئیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ شاک کے زیر اثر کہہ رہی تھیں۔ ارمین ان کے جذبات سمجھ سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یقین نہیں آیا نا آپ کو؟ مجھے بھی نہیں آتا اگر میں اس کے غلط کاموں کی رپورٹ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتی اور اس کے جرم کا اعتراف اپنے کانوں سے نہ سنتی"۔ ردا اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ انہیں سٹڈی میں ملنے والی پین ڈرائیو اور اس کے بعد کی ساری کہانی سنانے کے بعد بولی۔

"عمار کو پہلے معلوم ہو گیا تھا لیکن ٹھوس ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ عمار ابھی جس کیس پر کام کر رہا ہے اس سے مراد کا بھی تعلق ہے۔ مراد اس پر اسی وجہ سے نظر رکھا ہوا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے میں عمار سے رابطے میں ہوں اسی لیے وہ آج مجھ سے ملنے آفس آیا تھا"۔

"کس لیے؟" اس کی ماں نے فوراً پوچھا۔

"مجھے اس سے اور اس لڑائی سے دور رہنے کی دھمکی دینے۔ اسی لیے میں عمار سے ملنے گئی تھی کیونکہ مراد نے اسے اپنے نشانے پر رکھا ہوا ہے"۔ یہ سب سن کر اس کی ماں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

"وہ ہمیشہ ہمارے سامنے تھے پھر ہمیں ان کا اصل چہرہ کیوں نظر نہیں آیا؟ کتنی مہارت سے اس نے بے گناہ انسان کو ساری دنیا کی نظر میں مجرم بنادیا۔ چلو وہ تو کوئی اور تھا لیکن فہام کو تو اپنا بھائی کہتا تھا ناوہ" ارمین ان کی آواز میں درد محسوس کر سکتی تھی۔اس دنیا کی حقیقت یہی ہے کہ یہاں ہر کوئی اپنی بقاء چاہتا ہے اور اسی بقاء کی خاطر اپنوں کو بھی دھوکہ دینے سے گریز نہیں کرتے۔ لیکن اللہ سب دیکھ رہا ہے۔ وہ مظلوموں کے ساتھ ہے۔

اس نے ان کے گلے لگ کر مضبوط لہجے میں کہا

"آپ فکر مت کریں ماما اللہ عدل کرنے والا ہے"۔

صبح کے آٹھ بج رہے تھے جب وہ اپنے کمرے میں آفس کے لیے تیار ڈریسنگ روم میں آئینے کے سامنے کھڑا بالوں کو سیٹ کر رہا تھا۔ اچانک اسے کل رات ارمین سے اپنا اظہارِ محبت یاد آیا تو اس کے لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ آگئی۔ اس کے اظہار کے جواب میں ارمین نے کوئی واضح جواب نہیں دیا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کے لیے وہ بھی وہی

جذبات رکھتی ہے۔ بالوں کو سیٹ کر کے اس نے بستر کی سائڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا اور نیچے آ گیا جہاں آسیہ اور زید صاحب ناشتے کی میز پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"اسلام و علیکم" انہیں سلام کرتے ہوئے وہ بھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"وعلیکم السلام! ہاتھ کیسا ہے اب تمہارا؟" سلام کا جواب دینے کے بعد آسیہ نے پوچھا۔

"بہتر ہے اب جلدی ٹھیک ہو جائے گا" وہ اب اپنی پلیٹ میں آملیٹ نکال رہا تھا۔ زید صاحب خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے جب فون بجنے کی آواز پر انہوں نے سر اٹھایا۔ عمار کا فون بجا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر سے کال ہے" اس نے وہیں بیٹھے ہوئے فون کان سے لگایا۔

"اسلام و علیکم سر۔ کیا؟ لیکن کیوں؟ آپ بھی یہ جانتے ہیں کہ میں اس کیس پر کافی کام کر چکا ہوں پھر اب انویسٹیگیشن انچارج کسی اور کو مقرر کرنے کا مقصد؟" وہ دھیمی آواز میں اپنے چیف سے مودبانہ انداز میں گفتگو کر رہا تھا لیکن چہرے پر غصہ صاف ظاہر تھا۔

"ٹھیک ہے پھر" الوداعی کلمات کہنے کے بعد اس نے فون رکھا تو اپنے والدین کو سوالیہ نظروں سے اپنی طرف دیکھتا پایا۔

www.novelsclubb.com

"سعید لغاری قتل کیس کے انویسٹیگیشن آفیسر انچارج کے عہدے سے ہٹا دیا گیا ہے مجھے" یہ کہہ کر وہ ناشتہ ادھورا چھوڑ کر وہاں سے اٹھا اور سٹڈی میں آ گیا۔

"ناشتہ تو پورا کرو" ردا نے اسے آواز دی لیکن اس کا موڈ اس وقت خراب ہو رہا تھا۔ وہ کھڑکی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ چہرے پر ہاتھ پھیرا اور گہری سانس لے کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھے کھڑا اپنی پر سوچ نگاہیں کھڑکی سے نظر آتے لان میں جمائے ہوئے تھا کہ جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا لیکن وہ اسی طرح کھڑا رہا۔

"اس کام میں بھی مراد عباس کا ہی ہاتھ ہے؟" زید صاحب نے جو اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے اس کی پشت دیکھ کر سوال کیا۔

"اور کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے" اس کا لہجہ پر اعتماد تھا۔

"تو اب کیا کرو گے تم؟ یہ کیس بہت اہم تھا تمہارے لیے۔ تم مراد عباس کی اصلیت سامنے لا کر اسے سزا دلوا سکتے تھے" وہ صوفے پر بیٹھے ہوئے اس سے دریافت کر رہے تھے جیسے اس کا اگلا لائحہ عمل جاننا چاہ رہے ہوں۔

"یہ کیس اہم تھا میرے لیے لیکن مجھے معلوم تھا کہ مراد ضرور کوئی کھیل کھیلے گا۔ لیکن۔۔"اب وہ ان کی طرف مڑا اور دیوار سے ٹیک لگا کھڑا ہو گیا۔ نظریں فرش پر جمی تھیں

"یہ کھیل ختم نہیں ہوا۔اس نے مجھے اس کیس سے علیحدہ کروایا اور اب وہ سوچ رہا ہو گا کہ وہ جیت چکا ہے لیکن یہ کھیل ابھی جاری ہے۔اسے میں اختتام تک پہنچاؤں گا"۔وہ اسے دیکھ رہے تھے۔اس کے اگلے اقدام.کے بارے میں سوچ رہے تھے۔وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کرنے والا ہے لیکن وہ یہ اچھے سے جانتے تھے کہ وہ جو کہہ رہا ہے وہ ضرور کرے گا۔وہ اس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتے عزم کو دیکھ سکتے تھے۔وہ سٹڈی سے نکل کر پورچ کی جانب بڑھ گیا لیکن زید صاحب کے ذہن میں کل رات اس کے اور اپنے درمیان ہونے والی گفتگو گردش کر رہی تھی۔کل رات عمار نے جو سچائی ان پر عیاں کی تھی اس پر وہ اپنے بیٹے پر فخر محسوس کر رہے تھے لیکن ان کے دل کا ایک گوشہ ملال میں ڈوبا ہوا تھا کہ انہوں نے بھی روحان کو،اپنے بیٹے کو سب کی طرح مجرم سمجھا۔اسے اپنی بے گناہی

ثابت کرنے کا بھی موقع نہیں دیا۔ان کا دل کہتا تھا کہ وہ کوئی غلط کام نہیں کر سکتا لیکن انہوں نے اپنے دل کی نہیں دوسروں کی آواز سنی جس پر وہ بے حد پشیمان تھے۔

کل رات عماران سے ضروری بات کرنے کی غرض سے سٹڈی میں آیا تو وہ کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔دستک پر سر اٹھایا تو عمار کو کھڑا دیکھا۔وہ چینج کیے بنا ہی آگیا تھا تو انہیں لگا کہ کوئی ضروری کام ہوگا۔انہوں نے کتاب بند کردی۔وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھا تو ان کی نظر اس کے بازو پر بندھی پٹی پر پڑی جو شرٹ کی آستین کے کہنی سے تھوڑا اوپر کر کے فولڈ ہونے کی وجہ سے واضح ہو رہی تھی۔

"یہ کیسے ہوا؟""ان کے فکرمندی سے پوچھنے پر عمار نے گہری سانس لیا۔وہ بہت سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"ہے کوئی دشمن جس کی پہلے روحان اور اب مجھ سے دشمنی ہے""۔

"کون؟""انہوں نے تجسس سے پوچھا۔روحان کے نام پر وہ چونکے تھے۔مراد عباس۔۔ اسی نے روحان اور فہام کو قتل کروا کر روحان کو اس قتل میں فریم کیا تھا اور اب وہ میرے پیچھے ہے کیونکہ میں جس کیس پر کام کر رہا ہوں اس میں وہ انڈائریکٹلی ملوث ہے""اس نے

www.novelsclubb.com

ان انکشافات پر انکے چہرے پر حیران کن تاثرات کو دیکھتے ہوئے سارے حقائق ان کے سامنے رکھ دیے۔زید ہارون کچھ دیر کے لیے کچھ کہہ نہ سکے۔انہیں بلکل سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا رد عمل ظاہر کریں۔وہ چار سال تک اپنے بیٹے کے اوپر لگنے والے الزامات کو سچ مانتے آئے تھے اور آج ساری حقیقت جاننے پر وہ بہت نادم تھے۔عمار انکو اذیت میں مبتلا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔وہ تو بس اپنے بھائی کو بے قصور ثابت کرنا چاہتا تھا۔وہ ان کو خود کا سامنا کرنے کا وقت دینا چاہتا تھا اس لیے وہاں سے اٹھ گیا۔

ان کی سوچوں کا تسلسل آفس سے آنے والی کال نے توڑا اور وہ فون کان سے لگائے اٹھ گئے۔

---

www.novelsclubb.com

دسمبر میں دوپہر کے وقت ٹھنڈی اور خشک ہوائیں چل رہی تھیں جبکہ نرم دھوپ اس موسم میں بھلی لگ رہی تھی۔ایسے میں ساحل کنارے بنی بخاری لیمیٹڈ کے ہیڈ کوارٹر کے اندر دیکھا جائے تو دوسری منزل پر بنے سی ای او کے آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھی

ارمین کی ذہین آنکھیں کسی فائل پر جمی تھیں۔اس نے وہ فائل رکھی اور فون اٹھا کر کچھ چیک کرنے لگی کہ جب اس کی نظر ایک خبر پر پڑی

"سعید لغاری قتل کیس کے نویسٹیگیشن انچارج کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور ملزم دلاور شاہ کو ناکافی ثبوت کی بناء پر رہا کر دیا گیا ہے" اس کے چہرے کے تاثرات کچھ سخت ہو گئے۔ اس نے فون میز پر رکھا اور چیئر کی پشت سے ٹیک لگالی وہ مراد پر شدید غصہ محسوس کر رہی تھی۔اسے یقین تھا کہ یہ کام اس کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔فون اٹھا کر عمار کو کال کرنا چاہی لیکن پھر واپس رکھ دیا۔وہ اسے کچھ وقت دینا چاہتی تھی خود کو پر سکون کرنے کے لیے۔

---

www.novelsclubb.com

آپ نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا۔اب ہم دونوں نہیں پھنسیں گے" یہ منظر عباس انڈسٹریز کے ہیڈ آفس میں واقع مراد عباس کے آفس کا ہے جہاں اس کے ساتھ اظہر سومرو اور دلاور موجود تھے۔دلاور کو بھی مراد نے کچھ اپنے ذرائع اور کچھ واضح شواہد نہ ہونے کی بناء

پر چھڑوالیا تھا۔ سومرو صاحب چہرے پر وہی فریبی مسکراہٹ لیے کہہ رہے تھے جس پر مراد نے سنجیدگی سے کہا

"ایسا آپ کی طرف سے کچھ سیاسی فیورز ملنے کی وجہ سے ممکن ہوا ہے اور ویسے بھی اپنا نام کلیئر کرنے کے لیے مجھے ایسا لازمی کرنا تھا"۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ چلیں پھر اجازت دیں" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہاں سے باہر نکل گئے۔ اب وہاں صرف وہ دونوں تھے۔

"تم آج سے ہی اپنا کام واپس سنبھال لو۔ تمہاری غیر موجودگی میں سارا سیکیورٹی سسٹم کمزور ہو گیا ہے میں نہیں چاہتا کوئی اس بات سے فائدہ اٹھائے" اس نے اسے تاکید کی جس پر دلاور نے تائیدی انداز میں سر ہلایا

"یس سر"۔

www.novelsclubb.com

"ایک بات اور" مراد نے کہا تو وہ جو اٹھتے اٹھتے واپس بیٹھ گیا اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"اتنے برے تشدد کے باوجود تم نے اپنی زبان بند رکھی اور اپنی وفاداری کا ثبوت دیا I appreciate this"اس نے قدرے نرمی سے کہا۔

"سر یہ تو میرا فرض تھا۔ میں سالوں سے آپ کے ساتھ ہوں میری ساری وفاداریاں آپ کے لیے ہی ہیں"اس نے کہا جس پر مراد نے ہلکا سا سر ہلایا اور وہاں سے جانے کے لیے اٹھ گیا۔ وہ بھی اس کے پیچھے وہاں سے نکل گیا۔

سورج ڈھلنے کے بعد اب اندھیرا چھانے لگا۔ کراچی کے اس مصروف علاقے میں بنے اس کیفے میں معمول کے مطابق لوگوں کا ہجوم تھا۔ وہ ایک کنارے پر رکھی میز پر موجود تھا۔ چہرے کے تاثرات اس کو کسی سوچ میں محو ہونے کا پتہ دے رہے تھے۔ آج کا دن اس کے لیے اسنا نہیں تھا۔ پہلے اس سے یہ کیس لے لیا گیا اور پھر دلاور شاہ کے چھوٹنے سے رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔ وہ اس کیس کو حل کر کے مجرموں کو سزا دلوانا چاہتا تھا لیکن اسے ایسا کرنے نہیں دیا گیا۔ مگر وہ عمار زید تھا وہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔ وہ اسی

طرح بیٹھا تھا جب کسی کی موجودگی پر سر اٹھایا تو وہاں مراد عباس کو کھڑا دیکھا لیکن اسے کوئی حیرانی نہیں ہوئی اسے وہاں دیکھ کر۔ دلاور بھی اس کے ساتھ تھا۔

"ویسے مجھے اپنا مجھے اپنا تعارف کروانے کی ضرورت تو نہیں ہوگی یہاں "اس کا بے تاثر چہرہ دیکھ کر اس نے اس کے مدمقابل بیٹھتے ہوئے طنز کیا۔

"سو۔۔۔اس طرح یہ ہماری پہلی دفعہ ملاقات ہو رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آخری دفع بھی ہے "اس کے کہنے پر عمار نے استہزائیہ انداز میں اپنا سر جھٹکا اور چہرے پر سخت تاثرات لاتے ہوئے کہا

"جو کہنے آئے ہو وہ کہو"۔

"ٹھیک ہے جو کہوں اس کو غور سے سننا اور عمل بھی کرنا۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہوگا"۔ اب کے مراد کے چہرے پر سنجیدگی عود آئی تھی۔

"یہ تو تم جانتے ہوگے کہ تمہارے ساتھ کل سے آج تک جو بھی ہوا ہے، میں نے ہی کروایا ہے اور اب تمہیں اندازہ ہو گیا ہوگا کہ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر تم اپنے بھائی جیسا انجام نہیں چاہتے ہو تو بہتر ہوگا کہ تم اب میرے راستے میں نہ آؤ کیونکہ ایسا کرنے

www.novelsclubb.com

سے تم اپنی اور اپنے سے جڑے لوگوں، خاص طور پر ارمین کی حفاظت کر سکتے ہو ورنہ تمہیں معلوم ہے کہ میں کس حد تک جا سکتا ہوں'' عمار ضبط سے مٹھیاں بھینچے اس کی ساری بکواس سن رہا تھا۔ وہ کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا لیکن دے نہیں سکا، شاید اپنوں پر آنے والی بات نے اسے مجبور کر دیا تھا۔

"خیر میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے آئندہ کے حالات سے تو اب یہ تم پر ہے کہ تم کسے چنتے ہو اپنی فیملی کو یا دشمن سے بدلے کو'' وہ یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا اور عمار ضبط کا کڑوا گھونٹ پی کر رہ گیا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ اس کی دھمکیوں سے ڈر گیا تھا لیکن اپنوں پر کوئی بھی آنچ آئے وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آیا اور گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا لیکن گاڑی اسٹارٹ کرنے سے پہلے کسی احساس کے زیر اثر ڈیش بورڈ پر پڑا فون اٹھا کر کسی کو کال ملائی۔

www.novelsclubb.com

ارمین اپنے آفس میں موجود وہاں سے نکلنے کی تیاری کر رہی تھی جب فوج پر آتی کال پر رک کر فون اٹھایا۔ عمار کا نام اسکرین پر جگمگاتا دیکھ کر اس نے فوراً فون کان سے لگا لیا۔

"اسلام وعلیکم! کیا حال ہیں؟''

"وعلیکم اسلام! ہاں اب خیریت ہے"اس نے معنی خیزی سے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ تم آفس میں ہو؟"

"ہاں بس نکلنے ہی لگی تھی کیوں کوئی کام ہے؟"

"کوئی کام تو نہیں ہے سوچ رہا تھا کہ آج تمہارے ساتھ وقت گزارا جائے"اس نے بے اختیار کہا۔

"تو پھر؟"وہ مسکرائی۔

"تو پھر یہ کہ میں ابھی پہنچ رہا ہوں وہاں"اس نے کہہ کر فون ڈیش بورڈ پر ڈالا اور گاڑی اس کے آفس کی جانب دوڑا دی۔ادھر ارمین اس کا انتظار کرنے لگی۔

---

www.novelsclubb.com

"کیسے ہو اور تمہارا ہاتھ کیسا ہے اب؟"ارمین نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا۔وہ دونوں ساحل سے ملحق روڈ پر ہم قدم ہو کر واک کر رہے تھے۔

"کچھ ڈسٹرب تھا لیکن اب ٹھیک ہوں" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ واقعی ارمین سے بات کرتے ہوئے ہی اس کا موڈ بہتر ہو گیا تھا۔ سارا اسٹریس ختم ہو گیا تھا۔ ارمین نے اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں دیکھا تو اسے کسی سحر نے جکڑ لیا۔ کچھ ساعتیں اسی طرح گزریں پھر ارمین نے اپنی نظریں ہٹا لیں۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ دونوں پبلک پلیس پر ہیں لیکن عمار کو تو جیسے کسی کی پرواہ ہی نہیں تھی۔

"میں تمہیں فون کرنے لگی تھی لیکن پھر سوچا کہ ابھی تم ڈپریسڈ ہو گے اسی لیے نہیں کیا"

وہ آہستہ قدموں سے آگے بڑھ گئی جب وہ اس کے پیچھے سے آ کر پھر سے اس کے ہم قدم ہوا۔

"ہاں اس وقت مجھے شدید غصہ آیا تھا لیکن وہ غصہ مراد عباس پر آیا تھا اپنے ہٹائے جانے پر نہیں کیونکہ میں نے خود کو پہلے ہی اس صورتحال کے لیے تیار کر لیا تھا اسی لیے میں اب بالکل ٹھیک ہوں"۔ وہ سامنے دیکھ رہا تھا اور شاید کچھ سوچ رہا تھا کہ ارمین کے سوال پر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم اب کیا کرنے والے ہو عمار؟" اس کی آنکھوں میں تجسس اور فکر تھی لیکن وہ اب ارمین کو ان سب چیزوں سے دور رکھنا چاہتا تھا کیونکہ وہ اپنوں کو چن چکا تھا ہر چیز پر۔ وہ انہیں اپنی وجہ سے خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔

"ارمین مجھے پتہ ہے کہ تم بھی مراد عباس کو سزا ملتا دیکھنا چاہتی ہو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اسے سزا ہر صورت مل کر رہے گی بس تم مجھ پر اور سب سے بڑھ کر اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھو" وہ اسے دیکھتے ہوئے سب ٹھیک ہو جائے کا یقین دلا رہا تھا۔ ارمین کو یقین تھا کہ ظالم کے ظلم کا انصاف ضرور ہو گا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے سر اثبات میں ہلایا تو عمار کے چہرے پر ایک اطمینان بخش مسکراہٹ آئی۔

"اور اب ہمیں اپنی آگے کی زندگی کے بارے میں سوچنا چاہیے" اس نے ایک جذب سے کہا تو ارمین کا دل ایک عجیب سی کیفیت میں گرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

تیرہواں باب

(حصہ دوم)

غمِ یکساں

ہم ایک جیسے ہیں

ایک ہی تکلیف سے گزرے ہوئے

ہمارا غم یکساں ہے

ایک ہی وقت میں رلے ہیں

وہ تکلیف کم نہیں ہو سکتی

www.novelsclubb.com

لیکن ایک دوسرے کا ساتھ

ہمیں بچا سکتا ہے

اس کرب سے مرنے سے

کیونکہ ہماری خوشی بھی یکساں ہے

گو کہ تم دنیا اور ہم اپنوں سے ڈسے ہوئے ہیں

لیکن ہم ایک جیسے ہیں

ہمارا غم یکساں ہے

غالباً رات کے کوئی آٹھ ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔اس اونچے گھر کا مرکزی دروازہ کھلا اور سفید فارچیونر اندر داخل ہو کر پورچ میں رکی۔ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر ارمین باہر آئی۔عمار کے ساتھ وقت گزارنے کی وجہ سے وہ کافی مطمئن اور خوش نظر آرہی تھی۔اندر داخل ہوئی تو دائیں جانب واقع ڈرائینگ روم میں کسی کو دیکھ کر حواس

باختہ ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے اپنے حواسوں میں لوٹی تو چہرے پر ناگواری کے تاثرات تھے۔وہ فوراً اندر بڑھی تو وہاں موجود ان تینوں کی نظر اس پر گئی۔

"آؤ ڈیئر کزن" یہ مراد تھا۔اس کے لہجے میں طنز تھا۔فوزیہ بھی وہاں موجود تھی لیکن آج اسے اس کو دیکھ کر کوئی اپنائیت محسوس نہیں ہوئی کیونکہ یہ رشتے آستین کا سانپ تھے۔وہ آہستہ آواز مگر مضبوط لہجے میں بولی

"کیوں آئے ہیں آپ لوگ یہاں ؟"اس کی آواز میں ناگواری صاف ظاہر تھی۔ردا نے فوراً اس کی طرف دیکھا۔

"میرا نہیں خیال کہ مجھے میرے ماموں اور موم کو اپنے مرحوم بھائی کے گھر آنے کے لیے کسی خاص وجہ کی ضرورت پڑی ہے کبھی"اس نے جلادینے والی مسکراہٹ لیے کہا اور ارمین نے افسوس سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ اچھا۔تم بھول رہے ہو کہ تم نے ہمارے ساتھ جو کیا اس سے ہمارے درمیان اب پہلے والی رشتہ داری،وہ دوستی باقی نہیں رہی اور مجھے یقین ہے کہ ماما بھی اپنے بیٹے کے قاتل سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہیں گی"اس کا لہجہ اٹل تھا۔ردا اسے نم آنکھوں سے دیکھ

رہی تھیں۔جب انہیں حقیقت کا علم نہیں تھا تو وہ ظاہری صورتحال پر صبر کر رہی تھیں لیکن جب ان پر یہ بھید کھلا کہ ان کے بیٹے کے قاتل ان کے اپنے ہی ہیں تو وہ کس طرح صبر کر سکتی تھیں کیونکہ ظلم پر صبر نہیں کیا جاتا۔

"ہم نے بس وہی کیا جو ہمارے لیے بہتر تھا اور اپنا دفاع تو ہر کوئی کرتا ہے۔پھر چاہے سامنے کوئی بھی ہو" فوزیہ نے دھیمے لہجے میں کہا لیکن ان کی سوچ میں انتہا کی خود غرضی تھی۔ارمین کا دل یکدم افسوس سے بھرا۔یہ تھا ان لوگوں کا اصل چہرہ جو کبھی ان کے انتہائی قریب رہے تھے۔ردا سے تو دکھ کے مارے کچھ کہا بھی نہیں جا رہا تھا۔

"کیوں کیا تم نے ایسا مراد؟ تم اس کو اپنا سب سے اچھا دوست اور بھائی نہیں کہتے تھے؟" ضبط سے لہجہ دھیما پڑ گیا تھا۔مراد نے چہرے پر سرد تاثرات لیے اسے دیکھا

"قصور تو میرے بابا کا بھی نہیں تھا؟" وہ چونکی۔

"بیس سال پہلے وہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی سلاخوں کے پیچھے ڈالے دیے گئے تھے اور پھر وہ کبھی واپس نہیں لوٹے۔اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے چلے گئے" وہ آج عرصے بعد اپنا

www.novelsclubb.com

ماضی نکال بیٹھا تھا۔ ارمین ساکت کھڑی اسے سن رہی تھی۔ رداؤر فوزیہ کا بھی یہی حال تھا۔

"یہ سوچے بغیر کہ ان کے جانے کے بعد ہم کیسے اس دنیا میں سروائیو کریں گے۔ تم کیا جانو کہ کتنی کٹھن زندگی گزاری ہے ہم نے اسی نظام کے ہاتھوں مجبور ہو کر، جس کا تم لوگ رونا روتے ہو۔ لیکن پھر بھی اپنی محنت اور خون پسینے سے یہ امپائر کھڑی کی اور اسی نظام کو اپنی طاقت بنایا کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہاں اسی کا سکہ چلتا ہے جو اثر ورسوخ رکھتا ہو۔ میں اپنی محنت کو خاک ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میرے بابا جنھوں نے ایک پیسے کی کرپشن نہیں کی تھی پھر بھی انہیں مجرم بنایا گیا۔ انہیں تو میں بچا بھی نہیں سکا لیکن میں نے اپنے آپ کو اور موم کو بچایا اور مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہے اس پر" وہ چپ ہوا تو خود کو پرسکون کرنے کے لیے ضبط سے سرخ پڑتا چہرا دوسری طرف پھیر لیا۔ ہر انسان کے اچھے یا برے اعمال کے پیچھے ماضی میں رونما ہوئے واقعات کا کوئی نہ کوئی ہاتھ ضرور ہوتا ہے لیکن بعض لوگ اپنے برے ماضی کو اپنے اچھے اعمال کے ذریعے چھپا لیتے ہیں اور بعض لوگوں کو یہ برے واقعات اندر سے برا بننے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے

www.novelsclubb.com

کہ وہ اپنے اندر کی اچھائی کو برائی پر غالب آنے دیتا ہے یا نہیں۔ارمین کا ٹرانس ٹوٹا تھا اور وہاں پھیلی سرد خاموشی کو اس کی مضبوط آواز نے توڑا۔

"جو ماضی میں ہوا وہ غلط تھا لیکن اس بناء پر تم ان سب کو جسٹیفائی نہیں کر سکتے جو حال میں ہوا ہے اور جرم، جرم ہی ہوتا ہے چاہے جو بھی حالات ہوں"۔

"بحر حال بھابھی اب آپ کے پاس کچھ نہیں ہے کھونے کو تو اب ہمارے معاملات سے دور رہنا چاہیے آپ دونوں کو" فوزیہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے دھمکی تھی۔

"آپ کو ہم سے دور رہنا چاہیے اب" اس نے ان دونوں پر آخری نگاہ ڈالی اور اور ڈرائینگ روم سے نکل کر اپنے کمرے میں جانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔وہ دونوں بھی فوراً وہاں سے اٹھ گ ئے۔ان کے جانے کے بعد ردا اپنا سر دونوں ہاتھوں میں دیے بیٹھ گئیں۔زندگی میں اتنے واقعات اور حالات سے گزرنے کے بعد یہ وہ آخری بری چیز تھی جسے وہ تصور کر سکتی تھیں۔

عمار کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا اور اب فریش ہو کر اپنے کمرے میں اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اس کے کمرے میں آئیں تو وہ باتھ روم میں تھا۔ وہ وہیں بستر پر بیٹھ گئیں۔ وہ شاور لیکر نکلا تو ان کو دیکھ کر مسکرایا

"ماما آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں؟" وہ صبح اسے پریشان دیکھ کر خود بھی پریشان ہو گئ تھیں۔ ان کی اولاد کو کوئی تکلیف ہو انہیں خود محسوس ہوتی تھی۔ اس نے بستر پر لیٹتے ہوئے ان کی گود میں سر رکھ دیا۔

"ہاں تمہیں صبح پریشان دیکھ کر میں بھی پریشان ہو گئ تھی" وہ اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلا رہی تھیں۔

"اب میں ٹھیک ہوں تو آپ بھی پریشان مت ہوں" وہ آسودگی سے مسکرایا تو انہوں نے تصدیق چاہی۔

www.novelsclubb.com

"واقعی؟"

"ہمم۔۔مجھے اس کیس سے الگ کروا کے انہوں نے اپنے لیے آسانی تو کرلی لیکن اللہ ہمیشہ عدل کرتا ہے۔مجھے یقین ہے کہ مجھے اپنے بھائی کا انصاف ضرور ملے گا"وہ کسی غیر مرئی نقطے کو آنکھوں میں چمک لیے دیکھ رہا تھا۔آسیہ اس کی بات پر چونکی

"یہ کیا کہہ رہے ہو عمار؟"وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"بھائی کا قتل جس نے کروایا ہے وہ اس کیس میں بھی اصل مجرم کا مددگار ہے۔مراد عباس نام ہے اس کا"وہ سنجیدگی سے انہیں دیکھتے ہوئے بتا رہا تھا اور وہ اسے غور سے سن رہی تھیں۔

"اسے مجھ سے خطرہ تھا کہ میں اپنے بھائی کا بدلہ اس سے ضرور لوں گا اسی لیے مجھے اس کیس سے الگ کروا دیا۔لیکن دنیا کو جلد ہی روحان کے معصوم ہونے اور مراد عباس کے مجرم ہونے پر یقین آجائے گا"آسیہ نے اس پر انشاءاللہ کہا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا جو ہو چکا وہ ہو چکا اب سب اللہ پر چھوڑ دو اور تم اب اپنی آگے کی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرو"انہوں نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔وہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"بتاؤ تم نے اس سے بات کی؟ کیا جواب تھا اس کا؟" ان کی بے چینی پر عمار کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"جی میں نے بات کی تھی اس سے" آسیہ کے سوالیہ نظروں سے دیکھنے پر اس نے اپنے اور ارمین کے درمیان ہونے والی ساری بات بتائی جس کو سن کر وہ خوش ہوئیں۔

"پھر کب جاؤں میں اس کے گھر تمہارا رشتہ لے کر؟" انہوں نے پوچھا تو اس کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔

"جب آپ جانا چاہیں چلی جائیں اس کے گھر لیکن ایک مسئلہ ہے"۔

"کیسا مسئلہ؟" انہوں نے فوراً کہا۔ ان کی نگاہیں اس کے سنجیدہ چہرے پر تھیں۔

"مراد عباس اس کا کزن ہے"

تاثرات سنجیدہ تھے۔ وہ اسے کچھ دیر یونہی دیکھتی رہیں پھر کہنے لگیں

"تو کیا ہوا اگر وہ اس کا کزن ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ بھی وہی ہوا ہے جو ہمارے ساتھ ہوا۔ تم کیا سمجھ رہے ہو کہ میں صرف اس بات پر پیچھے ہٹ جاؤں گی۔ تم نے اپنی ماں کو

ایسا سمجھا ہوا ہے“ انہوں نے قدرے خفگی سے کہا اور اس نے ہنستے ہوئے ان کے گرد اپنے بازو حائل کر دیے۔

"خفا مت ہوں، میں تو صرف چیک کر رہا تھا کہ آپ کا کیا ری ایکشن ہوگا۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ ایسا نہیں کر سکتیں"۔ ان کے چہرے پر اطمینان بخش مسکراہٹ آگئی۔

دسمبر کی سرد صبح تھی۔ ٹھنڈی او خشک ہوائیں چل رہی تھیں۔ ارمین ناشتہ کر رہی تھی جب اس نے اپنے سامنے ردا کو گم صم بیٹھے دیکھا۔

"ماما کیا سوچ رہی ہیں؟“ انہوں نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر ناشتہ کرنے لگیں۔

"ہاں۔۔کچھ نہیں“۔ وہ ان کی طرف پوری طرح متوجہ ہو گئی۔

"اگر آپ ان لوگوں کے بارے میں سوچ رہی ہیں تو آپ کو پریشان ہونے کی بلکل ضرورت نہیں ہے۔ بعض لوگ ہماری زندگی میں منفی اثر رکھتے ہیں۔ ان سے دور ہو جانا

ہی بہتر ہے۔ وہ لوگ بھی ہماری زندگی میں ایسا ہی اثر رکھتے ہیں اسی لیے ہمیں انہیں اپنے دل سے جانے دینا چاہیے

So let's forget them”

وہ نرمی سے کہہ رہی تھی لیکن ردا کو تو کوئی اور بات پریشان کر رہی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن مجھے تمہاری فکر ہے۔ دیکھا نہیں کل فوزیہ نے دبے لفظوں میں دھمکی دی تھی‘‘۔ ان کے چہرے پر فکر دیکھ کر ارمین اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آئی۔

"ماما انہوں نے جو کرنا تھا کر لیا اب وہ ہمارا مزید کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں‘‘۔ وہ، ان سے لگ گئی۔

www.novelsclubb.com

سرد موسم۔ اپنے عروج پر تھا۔ لیکن کچھ دنوں سے چلنے والی خشک ہوائیں آج کم تھیں۔ ردا اپنے کمرے میں تھیں جب لینڈ لائن پر کال آئی۔ ملازمہ انہیں بلانے آئی تو وہ فوراً

لاؤنج میں آئیں اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگالیا۔فون کرنے والے کی آواز سن کر وہ کچھ حیران ہوئیں

"وعلیکم اسلام !اللہ کا کرم ہے آپ سنائیں کیا حال ہیں؟ بڑے عرصے بعد بات ہو رہی ہے"۔چار سال پہلے ان کا ایک دوسرے سے رابطہ رہا تھا لیکن ان چار سالوں میں رابطہ ٹوٹا نہیں تھا بس دونوں گھروں میں سے کوئی آگے قدم بڑھا کر ملنے یا بات کرنے کی کوشش نہیں کر سکا تھا۔ ممکن تھا کہ یہ رابطہ بلکل ختم ہو جاتا لیکن ارمین اور عمار کی وجہ سے جڑا رہا۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہیں آپ۔یہاں بھی سب ٹھیک ہے بلکہ اب ٹھیک ہو رہا ہے اور ارمین کیسی ہے؟"انہوں نے پیار بھرے لہجے میں اس کا پوچھا جس پر ردا مسکرائیں

"وہ بھی ٹھیک ہے"۔"ان کے جواب دینے کے بعد آسیہ اصل بات کی طرف آئی تھیں

"دراصل میں نے فون اس لیے کیا ہے میں آپ سے ملنا چاہ رہی تھی۔کافی عرصہ ہو گیا ملاقات کو اور مجھے ایک ضروری بات بھی کرنی تھی"۔

"اچھا اچھا۔۔ضرور آیئے جب آپ کو مناسب لگے"انہوں نے خوش اخلاقی سے اجازت دی جس پر آسیہ خوش ہوئیں۔ایک دو باتوں کے بعد وہ الوداعی کلمات کہہ کر فون رکھ چکی تھیں۔ان کو واقعتاً ان کے فون آنے پر اچھا لگا تھا۔

غروب آفتاب میں ابھی کچھ وقت تھا۔وہ فائق کی ورک پلیس پر ایک ضروری کام سے کچھ دیر پہلے ہی پہنچا تھا۔اس کے بازو کا زخم اب پوری طرح مندمل ہو چکا تھا۔

"یہ ہے وہ سارے خفیہ معلومات جو دلاور کی غیر موجودگی میں حاصل کی ہے۔وہ اگر اس دن گرفتار نہ ہوتا اور مراد کے ساتھ اس کی ڈھال بنا رہتا تو ہمیں کبھی یہ حساس معلومات نہ مل پاتیں۔اب تمہاری اور میری جتنی انویسٹیگیشن سے جتنے شواہد ہمیں ملے ہیں وہ کافی ہونگے مراد عباس کا کام تمام کرنے کے لیے"فائق نے ایک فائل اس کے حوالے کی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ثبوت اکھٹا کر لیے ہیں اب ان کو طریقے سے استعمال کرنے کی باری ہے"عمار نے معنی خیزی سے کہا۔

"اور سناؤ شادی کب کر رہے ہو؟" فائق نے ہلکے موڈ میں اس سے پوچھا۔ وہ فائل بند کر چکا تھا۔

"بہت جلد"۔ اس بات سے اس کے چہرے پر خوش گواری آئی جو فائق سے مخفی نہیں تھی۔ وہ اس کا کافی گہرا دوست تھا اس سے کوئی بات نہیں چھپاتا تھا لیکن کافی عرصے سے اس نے اپنے اندر ایک خول بنا لیا تھا اور اس سے باہر نہیں آتا تھا صرف ضروری کام کے علاوہ۔ اسے اس لمبے عرصے بعد خوش اور مطمئن دیکھ کر اسے واقعے خوشی ہوئی تھی۔

اگلی شام آسیہ، ارمین کے گھر آئی ہوئی تھیں۔ ردا ان سے بے حد خلوص کے ساتھ ملیں۔ وہ دونوں ڈرائینگ روم میں بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں۔ ملازمہ چائے ناشتہ رکھ کر جا چکی تھی۔

"جو ہو چکا اسے بھلایا نہیں جا سکتا لیکن اب ہمیں آگے کا سوچنا چاہیے"۔ ماضی میں رونما ہوئے حادثے کے ذکر پر ماحول کچھ افسردہ ہوا تو آسیہ ماحول کی کثافت کو کم کرنے کے

لیے اپنے مدعے پر آئیں۔ ردا نے ان کی طرف دیکھا۔ وہ شاید سمجھ گئی تھیں کہ وہ کیا کہنے والی ہیں۔

"دراصل میں ارمین کو اپنی بیٹی بنانا چاہتی ہوں۔ وہ میرے بیٹے کی پسند ہے اور مجھے بھی وہ بہت پیاری ہے۔ تو اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں آپ کی بیٹی کا ہاتھ اپنے بیٹے عمار کے لیے مانگ رہی ہوں"" ان کے لہجے میں ارمین کے لیے بے پناہ محبت تھی۔ ردا کو ان کی اس اپنائیت نے ہمیشہ متاثر کیا تھا اور عمار سے بھی وہ مل چکی تھیں۔ انہیں وہ اپنے بیٹے کی طرح ہی لگتا تھا۔

"اعتراض کی کیا بات ہے۔ ہماری پہلے سے جان پہچان ہے اور عمار سے بھی میں مل چکی ہوں اور آپ کی اپنائیت دیکھ کر مجھے یقین ہے کہ میری بیٹی اس کے ساتھ بہت خوش رہے گی""۔

www.novelsclubb.com

"تو میں اسے ہاں سمجھوں؟"" ان کو اپنا جواب مل چکا تھا لیکن پھر بھی تصدیق چاہی۔ ردا نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا۔ مبارک باد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

"یہ کام تو اچھا کیا کہ بات پکی کر آئیں۔اب ہمیں اس نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے"

شام ہو چکی تھی۔زید صاحب اپنے کمرے میں آسیہ سے بات کر رہے تھے۔انہیں آج صبح آفس کے ضروری کام سے ارجنٹلی دبئی جانا پڑ گیا تھا اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ نہیں جا سکے۔وہ کچھ دیر پہلے ہی کراچی واپس آئے تھے اور اب فریش ہو کر بیٹھے تھے۔آسیہ نے انہیں یہ خبر سنائی تو وہ دل سے خوش ہوئے۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہیں۔قدرت نے ہمیں ہمارے بیٹے کی خوشیاں منانے کا موقع دیا ہے تو اب ہمیں مزید دیر نہیں کرنی چاہیے"۔وہ کافی خوش تھیں آج اور پر سکون بھی اور زید صاحب کو انہیں اس طرح دیکھ کر اطمینان ہوا تھا۔

"سچ کہوں تو اپنے ایک بیٹے کو کھونے پر جتنا کرب ہم نے برداشت کیا اتنی ہی اپنے اکلوتے بیٹے کو کھونے پر انہوں نے بھی کیا ہے۔ہمارا دکھ ایک جیسا ہے" وہ نظریں جھکائے ہوئے دکھ سے کہہ رہی تھیں۔

"ہمارا دکھ ایک جیسا ہے لیکن اب خوشی کی وجہ بھی تو مشترکہ ہے"انہوں نے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ آسودگی سے مسکرائیں۔اب زندگی میں سکون واپس لوٹ رہا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

چودھواں باب

آسمان اب صاف ہے

You took a lighter on my dreams

And now you are blinded by the beams

You started this fire

My hopes and desires not waiting for you to redeem

Cause I'm a fighter in the green

And there's no stopping this machine

www.novelsclubb.com

Can't preach to this choir

I'll only fly higher

And any second I could say a prayer for the ones who fell before me

I could say a prayer for a shadow who adore me

I could set you free from the pain of knowing you were among the ones who saw me, saw me

I could say a prayer for the one who fell before me

me

I could say a prayer for a shadow who adore me

I could set you free from the pain of knowing you were among the ones who saw me, saw me

And I'm thinking if you come through

www.novelsclubb.com

What conclusion would you come through?

کیا ہوگا جب تم سوچو گے کہ کیوں ہوں میں اس جگہ پہ

روکو گے مجھے یا نبھاؤ گے یہ وعدے

Just come through if I'm honest I would love to,

love to

Why I don't doubt that

I'll got you where I want to

بس چلتا رہوں پی لوں گا میں یہ آنسو۔

Come through – Abdullah Siddiqui and Maanu

www.novelsclubb.com

سرد رات تھی۔وہ اپنے کمرے سے ملحق بالکونی میں رکھی چیئر پر بیٹھی سیاہ آسمان کو دیکھ رہی تھی جہاں جگمگاتے تارے منظر کو خوبصورت بنا رہے تھے۔اپنے گرد شال لپیٹ رکھی

تھی۔ بھورے بال شانوں پر گر رہے تھے ہاتھ میں بھانب اڑاتی کافی کا مگ تھا۔ وہ مطمئن تھی اور خوش بھی۔ ردا اسے آسیہ کے آنے اور اس کے اور عمار کے رشتے کے بارے میں بتا چکی تھیں۔ ارمین ان کی آنکھوں میں چمکتی مسرت واضح طور پر دیکھ سکتی تھی۔ چار سال سے اس نے انہیں اتنا مطمئن نہیں دیکھا تھا اسی لیے اس کے دل کا ایک گوشہ پر سکون تھا۔

وہ اسی خیال میں محو تھی جب فون کی رنگ ٹون نے خاموشی میں ارتکاز پیدا کیا۔ اس نے سامنے میز پر پڑا فون اٹھایا تو اسکرین پر اس کا نام دیکھ کر ہونٹوں کو ایک حسین مسکراہٹ نے چھوا۔

"کیسی ہو؟" دوسری طرف سے سحر انگیز آواز میں دریافت کیا گیا جس کا جواب کچھ مدھم آواز میں آیا

"ٹھیک ہوں اور خوش ہوں"۔

"صرف خوش یا بہت خوش؟" عمار نے اس کو تنگ کرنے کی غرض سے کہا تو اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے نہیں پتہ لیکن۔۔ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے زندگی میں جو عجیب سی اداسی تھی وہ اب دور ہو رہی ہے"اس کے مدھم لہجے نے عمار کو اپنے سحر میں جکڑ لیا۔کچھ ثانیے خاموشی کی نظر ہوئے پھر عمار نے کہا

"ہم دونوں کی زندگی میں کچھ سال پہلے جو واقعہ ہوا تھا اس نے ہمیں خود سے ہی دور کر دیا۔ بعض نقصانات ایسے ہی ہوتے ہیں جو ہماری شخصیت کو ہی بدل دیتے ہیں۔ہم اس سانحے کو ساری زندگی بھول نہیں پاتے اور بظاہر جتنے بھی پر سکون ہوں،اندر سے بے چین رہتے ہیں۔لیکن پھر زندگی میں ایک خاص شخص کے ہونے کی وجہ سے خود کو پھر سے زندہ دل محسوس کرنے لگتے ہیں اور میرے لیے وہ خاص شخص تم ہو ارمین۔تمہارے ہونے کی وجہ سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے بے قرار دل کو کچھ قرار آ گیا ہو۔تمہارا ساتھ میرے لیے بہت اہم ہے آئی ریئلی لو یو"اس نے جذب سے کہا تو ارمین اس کا جواب دیے بغیر نہ رہ سکی

"آئی لو یو ٹو"۔

یہ منظر ملٹری ہیڈ کوارٹر کراچی کا ہے جہاں دوپہر کے وقت کور کمانڈر کراچی اور چند اہم آفیسرز سر جوڑے ایک نہایت اہم معاملے پر گفتگو کر رہے تھے۔

"ہم اس کا پیچھا کر رہے ہیں اور انشاءاللہ کچھ ہی دنوں میں وہ ہماری کسٹڈی میں ہوگا"

سامنے یونیفارم میں موجود میجر عاطف نے کور کمانڈر کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا۔

"یہ ایک بہت بڑا کیس ہے۔ایک شہری کا نہ صرف دہشتگردوں کو پناہ دینا بلکہ اپنے کاروباری فائدے کے لیے ان کی مالی معاونت کرنا اور سیاستدانوں کو ناجائز فائدے پہنچانا ایک سنگین جرم ہے بلکہ اپنے وطن سے غداری ہے اور اب جب ہمارے پاس یہ سارے شواہد ہیں تو پھر ہمیں جلد از جلد اس تک پہنچ جانا چاہیے" کور کمانڈر نے بریفنگ کے بعد سب کو مخاطب کیا۔

www.novelsclubb.com

رات کے وقت آسمان پر سیاہی چھائی تھی۔اپنے اونچے گھر میں وہ سٹڈی میں موجود کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔چہرے پر سنجیدہ تاثرات تھے۔کچھ دیر بعد اس نے وہ کتاب بند کر کے سامنے میز پر رکھ دی۔صوفے سے پشت ٹکا کر ایک گہری سانس لے کر اپنے اندر کی کثافت کو کم کرنے کی کوشش کی۔اچانک سے اسے اپنے اندر ایک خالی پن سا محسوس ہونے لگا۔اسے لگتا تھا جیسے وہ بلکل تنہا ہو اور جس راستے کا انتخاب اس نے کیا تھا اس راستے نے واقعی اسے سب سے دور کر دیا تھا۔وہ اپنے باپ کا انتقام لینا چاہتا تھا اس دنیا سے۔اس نے لے لیا تھا لیکن اس وجہ سے اس نے اپنے بہت قریبی لوگوں کو کھویا تھا کیونکہ وہ کسی کو بھی اپنے راستے میں رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہتا تھا۔اس کے ذہن میں اپنی اور فوزیہ کی صبح ناشتے کی میز پر ہونے والی گفتگو چلنے لگی۔

"جو جا چکے انہیں بھول جاؤ مراد،انہیں ایک نہ ایک دن جانا ہی تھا۔تمہیں اب اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہیے"۔فوزیہ کی بات سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کس بارے میں کہہ رہی ہے۔وہ چاہتی تھیں کہ اب وہ شادی کر لے اور ایک نارمل زندگی گزارے۔وہ اس سے

پہلے بھی کہتی رہی تھیں لیکن اب وہ واقعی اس بارے میں سوچنا چاہتا تھا۔وہ زندگی میں موو آن کرنا چاہتا تھا۔یہ سوچ کر کہ شاید اس طرح اس کے اندر کا خالی پن دور ہو جائے۔

ارمین اور عمار کی شادی کی تیاریاں دونوں گھروں میں جاری تھیں۔شادی میں کچھ ہی ہفتے رہ گئے تھے۔

"سب ٹھیک ہے عمار؟"وہ دونوں مال سے شاپنگ کر کے واپس گاڑی میں آکر بیٹھے کہ جب ارمین نے اسے کسی سوچ میں گم دیکھ کر پوچھا۔جس پر وہ کچھ چونکا پھر اس کی طرف دیکھ کر شرارت سے کہا

"ہاں سب ٹھیک ہے بس اس دن کا انتظار کر رہا ہوں سون ٹو بی مسز"ارمین نے اپنے سرخ پڑتے چہرے کو موڑ کر گاڑی کے شیشے سے آسمان کی طرف دیکھا۔

"موسم کتنا خوبصورت ہو رہا ہے نا"موسم سرما اپنے اختتام پر تھا اور آج کے دن موسم خاصا خوشگوار تھا۔عمار اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا

www.novelsclubb.com

"میرے لیے ہر وہ موسم خوشگوار ہے جس میں تم میرے ساتھ ہو"۔ارمین اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرائی۔اس کے اس انداز سے ارمین کو ہر دفع نئے سرے سے اس سے محبت ہو جاتی تھی۔عمار گاڑی کو پارکنگ سے نکال کر سڑک پر لے آیا۔

صبح کے چھ بجے کا وقت تھا۔کراچی ہائی وے پر اس وقت ٹریفک کچھ کم تھا۔سڑک پر ایک سیاہ پراڈو دوڑ رہی تھی۔ابھی اس سیاہ پراڈو کو کراچی کی حدود میں داخل ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک ایک جھٹکے سے گاڑی رکی۔

"دلاور گاڑی کیوں روکی؟"پچھلی سیٹ پر بیٹھے مراد نے چونکتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان دلاور سے دریافت کیا۔

www.novelsclubb.com

"سر لگتا ہے ٹائر پنکچر ہو گیا ہے"وہ کہہ کر باہر نکلا اور ٹائر کا جائزہ لینے لگا جبکہ مراد کو اس طرح اچانک ٹائر کے پنکچر ہو جانے پر شدید کوفت محسوس ہو رہی تھی۔اچانک دلاور کے سر پر کسی نے پستول رکھی۔وہ حواس باختہ ہوا۔

"کون ہو تم لوگ؟""اس کے سامنے ایک ہاتھ میں پستول لیے کھڑے ان دو اشخاص سے تیز لہجے میں کہا لیکن آگے سے ملنے والا جواب اسے شدید قسم کی حیرت میں مبتلا کرنے کے لیے کافی تھا۔

"ہم کون ہیں تمہیں یہ جاننے کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے بس اتنا جاننے کی ضرورت ہے کہ اب سے تمہاری آزادی کے دن ختم""مراد اندر بیٹھا حیرت سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے دماغ جیسے شل ہو گیا تھا۔وہ ساکت ہوئے دلاور کو گرفتار ہوتے دیکھ رہا تھا جو مزاحمت کے باوجود ان کی گرفت سے نہیں بچ سکا۔اب وہ اہلکار اسے ہتھکڑی لگا رہے تھے اور دوسری گاڑی میں لے کر جا رہے تھے۔وہ مزاحمت بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ابھی اس کے دماغ میں صرف یہ بات گھوم رہی تھی کہ آخر کار آج مراد عباس قانون کی گرفت میں آگیا۔

www.novelsclubb.com

آٹھ بج چکے تھے۔فوزیہ لاؤنج میں بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھیں کہ جب ملازمہ نے آکر ناشتہ لگانے کے بارے میں دریافت کیا تو انھیں ن 5 یاد آیا کہ مراد کو اب تک تو پہنچ جانا چاہیے تھا۔

"نہیں ابھی نہیں مراد آجائے پھر لگانا" ملازمہ ہدایت ملتے ہی سر ہلا کر چلی گئ تو انھوں نے اس کا انتظار کرتے ہوئے ٹی وی آن کیا اور چینل تبدیل کرنے لگیں لیکن جیسے ہی نیوز چینل پر وہ خبر نشر ہوتی دیکھی تو انھیں اپنے پیروں تلے زمین نکلتی محسوس ہوئی۔ریموٹ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا۔وہ چہرے پر بے یقینی کے تاثرات لیے اسکرین کو گھور رہی تھیں۔

"سینئر سیاست دان ایاز سومرو کو آج صبح ان کے گھر سے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ذرائع کے مطابق سعید لغاری کے قتل اور ملک کی ایک معروف کاروباری شخصیت کی غیر قانونی امداد اور ان کے ساتھ دہشتگردوں کو پناہ دینے میں ملوث پائے گئے ہیں۔ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس مشہور کاروباری شخصیت کو ملٹری انٹیلیجنس کی طرف سے تحویل میں لے

لیا گیا ہے‘‘نیوز اینکر چیخ چیخ کر یہ خبر پڑھ رہا تھا اور وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ صوفے پر ٹک سی گئیں۔

ارمین آفس جانے کے لیے تیار ہو چکی تھی۔وہ میز پر پڑا فون اٹھا کر کمرے سے نکلی تو فون پر آنے والی کال کی وجہ سے راہداری میں ہی رک گئی۔شناسا نمبر سے آنے والی اس کال کو سن کر اس کے چہرے کے تاثرات یکدم تبدیل ہوئے۔اس نے فون کاٹا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے لاؤنج میں پہنچی۔ایل ای ڈی کا ریموٹ اٹھا کر اسے آن کیا تو نیوز چینل پر نشر ہوتی اس خبر نے اسے اچھنبے میں ڈالا۔وہ سپاٹ چہرہ لیے اسکرین کو دیکھ رہی تھی کہ جب ردا اسے ناشتے کے لیے بلانے آئیں تو ان کی نظر ایل ای ڈی پر چلتی مراد عباس کی گرفتاری کی خبر پر پڑی تو وہ کچھ بے یقین سی ہو گئیں لیکن پھر ارمین کے چہرے کو دیکھ کر انہیں یقین آ گیا۔وہ ریموٹ سے آف کا بٹن دبا کر وہاں سے پلٹ گئی۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف زید ہارون جو تقریباً آدھے گھنٹے سے اسی خبر کو سن رہے تھے اب ایل ای ڈی کو سوئچ آف کر کے وہاں سے آٹھ گئے۔ان کے قلب کو سکون میسر ہوا تھا۔آخر کار ان کے بیٹے کا قاتل اپنے انجام کو پہنچ رہا تھا۔

یہ منظر شہر کے ایک مشہور اطالوی ریستوران کے فرسٹ فلور کا تھا جہاں ایک ٹیبل پر وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"ٹوبی آنسٹ، مجھے نہیں پتہ کہ اس صورتحال میں کس طرح کارد عمل ظاہر کروں۔ مجھے اب معلوم ہوا کہ تم نے سب اس طرح پلان کیا تھا کہ اسے لگے وہ تمہیں ہٹوا کر کامیاب ہو گیا ہے لیکن تم دلاور کی غیر موجودگی میں اصل کام کر چکے تھے" وہ اسے کھوجتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔عمار نے سر ہلایا تو وہ آگے ہوئی

"کیئر ٹو ایلیبوریٹ؟" وہ دونوں لنچ کے لیے آئے تھے اور آرڈر کرنے کے بعد ارمین نے اپنے تجسّس کا اظہار کیا تو وہ بھی آگے کو ہوا۔

"شیور" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"میں نے اپنے بھائی کی قبر پر اس سے بلکہ خود سے یہ عہد کیا تھا کہ میں اس کے قاتلوں کو سزا دلوا کر رہوں گا۔اسی لیے جب مجھے سعید لغاری والے کیس سے علیحدہ کر دیا گیا تو میں نے اپنے اصل پلان پر عمل کیا" وہ غور سے اسے سن رہی تھی۔"میرا ایک پرانا اور بہت اچھا دوست ہے فائق۔وہ بہت سے سیاستدانوں کی سیکورٹی ٹیم میں رہ چکا ہے۔اس کے پاس ان چیزوں کا کافی تجربہ ہے تو اس کی مدد سے میں نے مراد عباس اور اظہر سومرو اور ان دونوں کے کنیکشن کے متعلق سارے شواہد اکٹھے کیے پھر وہ شواہد ملٹری انٹیلیجنس کراچی کے چیف کے حوالے کر دیے۔اور چونکہ وہ بھی ان کے پیچھے تھے تو یہ شواہد ان کے لیے بہت تھے ان دونوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے اور دراصل دلاور کو بھی اسی لیے گرفتار کیا گیا تھا تاکہ بآسانی تفتیش کی جا سکے۔

www.novelsclubb.com

عمار اس وسیع ڈرائینگ روم میں چہرے پر سنجیدہ تاثرات لیے بیٹھا کسی کا انتظار کر رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے دروازے سے ایک رعب دار اور باوقار شخص اندر داخل ہوئے اور وہ انہیں دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"کیا حال ہے ینگ مین؟ تمہیں کوئی ضروری کام تھا؟" وہ ملٹری انٹیلی جنس کے کراچی ڈویژن کے چیف امین خانزادہ تھے۔ عمار کے والد زید ہارون کا کاروباری دنیا میں ایک بڑا نام ہونے کی وجہ سے وہ انہیں جانتے تھے اسی لیے جب عمار نے ان سے ملاقات کا وقت مانگا تو انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ سلام دعا کے بعد انہوں نے سامنے صوفے پر براجمان ہوتے ہوئے کہا تو عمار نے ان کی طرف دیکھا۔

"سر حالات تو سب آپ کے سامنے ہیں اور جی مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے"

"کیا یہ ضروری کام آپ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے؟" ان کے لہجے میں سنجیدگی پنہاں تھی۔

"سر ذاتی کہہ سکتے ہیں لیکن میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ مجھے صرف ایک محبِ وطن پاکستانی سمجھیں جس کے لیے اپنی سرزمین کی حفاظت اپنی ذات سے کہیں بڑھ کر اہم ہے" اس کی آواز میں احترام تھا لیکن لہجے کی مضبوطی دیکھ کر وہ متاثر ہوئے تھے۔

"آج کی نسل میں ایک شہری کی حیثیت سے حب الوطنی دیکھ کر اچھا لگا" عمار اس کامپلیمنٹ پر مسکرایا۔

“You are amazing”

ارمین نے سب سننے کے بعد کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر ستائش سے کہا جس پر وہ مسکرایا۔

"اب ہم سکون سے زندگی گزار سکتے ہیں کیونکہ مراد عباس نام کا باب ہماری زندگی سے ختم ہو چکا ہے" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پر سکون لہجے میں کہہ رہا تھا۔ارمین نے میز پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر ہمیشہ اس کے ساتھ ہونے کا احساس دلایا۔

رات کے دو بجے کا وقت تھا۔وہ محل نما گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔نیند نہ آنے کی وجہ سے وہ بے چینی کے عالم میں کرسی پر اپنی پشت پیچھے کی طرف ٹکا کر بیٹھی تھیں۔رات کو نیند نہ آنا اب اس کے روز کا. معمول بن چکا تھا۔وہ ہر دن مراد کے لوٹنے کا انتظار کرتی تھی یہ جاننے کے باوجود کہ اب اس کا لوٹنا ناممکنات میں سے تھا۔اس کے بغیر گھر بلکل ویران ہو گیا تھا۔پہلے بھی اس گھر میں نوکروں کی فوج کے علاوہ وہ دونوں ماں بیٹے ہی تھے لیکن

اب تو جیسے صحیح معنوں میں وہ تنہائی کا شکار ہوئی تھیں۔کاروبار بھی خسارے میں جا رہا تھا۔ انٹیلیجنس ٹیم آفس میں ریڈ کر کے دہشتگردوں کو منی لانڈرنگ کے سارے شواہد اور ریکارڈز اپنی تحویل میں لے چکے تھے۔لوگوں سے ملنا انہوں نے تقریباً چھوڑ دیا تھا۔اتنی بڑی دنیا میں اب تنہائی ہی ان کی ساتھی تھی۔

یہ چھوٹا سا ایک جیل نما کمرہ تھا جہاں چھت پر ایک چھوٹا اور کم روشنی والا بلب لٹک رہا تھا۔ وہ دیوار سے لگا بے تاثر چہرہ لیے بیٹھا تھا کہ جب دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں کھانا تھا جسے وہ اس کے سامنے رکھ کر واپس جا رہا تھا کہ مراد کی آواز پر رکا

"مجھے یہاں سے کب جانے دو گے؟"آواز کسی بھی تاثر سے خالی تھی۔

"کل تمہارا فیصلہ ہو جائے گا لیکن گھر اب تمہارا صرف یہ قید ہے"وہ شخص بنا مڑے سرد آواز میں کہہ کر چلا گیا اور مراد پھر سے اس تاریک کمرے میں اکیلے رہ گیا۔وہ اپنی دنیا میں اتنا گم ہو گیا تھا کہ اسے یاد ہی نہیں رہا کہ قسمت نے جو اسے چھوٹ دے رکھی ہے وہ ایک

نہ ایک دن ختم ضرور ہو گی اور پھر اس کا احتساب شروع ہو گا اور اس کا احتساب شروع ہو چکا تھا۔

اس خوبصورت اور جدید طرز کے کاٹیج کے اندر کمرے میں وہ گلاس وال کے سامنے کھڑی فون پر اپنی کمپنی کے مینیجر سے بات کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے بات ختم کر کے فون کان سے ہٹایا تو اسے اپنے شانوں پر دو مضبوط ہاتھ محسوس ہوئے۔ وہ ان ہاتھوں کو پہچانتی تھی۔ وہ پیچھے مڑی تو وہ اسے چمکتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہو گئی بات ؟" عمار نے پوچھا۔ ہاتھ ابھی تک اس کے شانوں پر ہی تھے۔

"ہاں ہو گئی" ارمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کی شادی کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا اور اب وہ دونوں کچھ وقت پر سکون ماحول میں ساتھ گزارنے شمالی علاقہ جات آئے تھے۔ آج انہیں یہاں آئے دوسرا روز تھا۔ "یہاں کا موسم کتنا خوبصورت ہے نا اور پر سکون بھی"

اب وہ دونوں گلاس وال سے باہر وادی ناران کے خوبصورت منظر کو دیکھ رہے تھے کہ جب ارمین نے کہا۔

"ہاں۔ چلو پھر اس خوبصورت موسم میں باہر کافی پینے چلتے ہیں" عمار نے جواب میں اس کی طرف دیکھا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں وہاں کے ایک مشہور سیاحتی ریستوران میں موجود تھے۔ ارمین نے موسم کی مناسبت سے لانگ کوٹ، جینز اور بوٹس پہن رکھے تھے اور شال شانوں کے گرد لپیٹ رکھی تھی۔ عمار کو وہ ہمیشہ کی طرح خوبصرت لگ رہی تھی جبکہ اس نے جینز، ٹی شرٹ کے اوپر لیدر جیکٹ اور بوٹس پہنے ہوئے تھے۔ ویٹر کافی کے دو مگ رکھ کر چلے گیا تو ارمین نے دھیمے مگر سنائی دینے والے لہجے میں کہا

"آئی لو اِٹ"۔

"کیا؟" عمار نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"یہ جگہ، یہ کافی اور تم" ارمین نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آئی۔

"آئی لو یو ٹو" وہ دونوں اپنی زندگی میں مطمئن اور خوش تھے۔ روحان زید اور فہام بخاری کو اپنا انصاف مل چکا تھا۔ سرمئی آسمان کا موسم اب ان کے دلوں سے چھٹ گیا تھا اور اب وہ ماضی کی تلخ یادیں بھلا کر ایک پر سکون اور خوبصورت زندگی گزار رہے تھے۔

سرمئی آسمان اب صاف ہے

دل کا موسم خوشگوار ہے

کالے بادل چھٹ گئے

لیکن زندگی میں پریشانیاں آتی رہیں گی

اور ہم ایک دوسرے کا ساتھ نبھاتے رہیں گے۔

www.novelsclubb.com

ختم شد

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com